ھو المستعان

واذ قال عیسی ابن مریم یابنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراۃ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ای ارسلت الیکم حال کونی مصدقاً لما تقدمنی من التوراۃ ومبشراً بمن یاتی من بعدی من رسول اسمہ احمد ای محمد صلعم تفسیر علامہ ابو المسعود رحمۃ اللہ علیہ

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دل احمد نمی بینم دگر عرش عظیم

القول الممجّد فی تفسیر اسمہ احمد

سرے دارم فدائے خاک احمد
دلم ہر وقت قربان محمد
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم
نثار روئے تابان محمد

تفسیر سورۂ صف صحیح بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدثنا ابو الیمان اخبرنا شعیب عن الزہری قال اخبرنی محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب

من رشحات القلم الاحسن لاحسن المناظرین السید محمد احسن احسن اللہ حالہ و مآلہ وحسن بالہ واعمالہ الامروہوی صانہ اللہ عن الشر الخفی والضر الجلی

دلّی پرنٹنگ ورکس دہلی باہتمام لالہ ٹھاکر داس پرنٹر ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۶ء طبع ہوئی
تعداد طبع ۱۰۰۰

یہ رسالہ

اُس شخص کی تصنیف ہے جسکی نسبت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول البلاغ المبین صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں بوقت وفات حضرت صاحب اسی طرح خدمت گذاران دین میں سے سید محمد احسن صاحب نہایت اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے ہیں۔ سید بھی ہیں۔ خدمات دین میں بھی ایسے ایسے کام کیے ہیں کہ میرا جیسا انسان شرمندہ ہوجاتا ہے۔ آپ نے ضعیف العمری میں بہت سی تصانیف حضرت کی تائید میں لکھی ہیں یہ ایسی خدمت ہے جو انہیں کا حصہ ہے۔

اشتہار ضروری

اگر کوئی صاحب اس رسالہ کا جواب لکھنا چاہیں تو اس جواب کیلئے شرائط حسب ذیل ہیں۔ اول جو دلائل کتاب و سنت سے ہمیں لکھی گئی ہیں۔ خواہ صراحتاً خواہ استنباطاً ان دلائل کو کتاب و سنت سے ہی اسیطرح پر منصوصاً یا استنباطاً منقوض کیا جاوے اور جو دلائل علمار ربانی اور حضرت مسیح موعود کے اقوال اور الہامات سے لکھے گئے ہیں انکا جواب بھی علمار ربانی اور حضرت مسیح موعود کے اقوال و الہامات سے بطور نص کے لکھا جائے مثلاً اس طرح پر کہ ہمنے رسالہ میں ثابت کیا ہے کہ الہامی نام حضرت کا غلام احمد قادیانی ہے) اسکا جواب یہ ہونا ضروری ہے کہ یہ الہام تو غلط ہوا تھا بعد کو یہ الہام ہوا کہ (تیرا نام صرف احمد ہی ہے) اور میرے نزدیک حدیث ضعیف بھی اقوال و الہامات سے مقدم ہے بشرطیکہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے مخالف نہو یہ مذہب میرا اسلئے ہے کہ اول تو سلسلہ احمدیہ کے ثبوت حقیت کا دار و مدار احادیث سے ہی ہوا ہے اور قرآن مجید سے تو صرف استنباطات ہوئے ہیں بنص کوئی موجود نہیں ہے۔ مثلاً یہ نص کہ مسیح موعود جو آئیگا وہ حقیقی ہوکر آئیگا موجود نہیں۔ وکذا وکذا۔ اسلئے جو شخص حدیث ضعیف غیر مخالف کتاب اللہ کو تسلیم نہ کرے وہ بموجب طرز ثبوت سلسلہ مہدویت مسیحائی حضرت اقدس کے خبیث ہے جیسا کہ فرمایا ؎

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو ٭ جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو ٭ کیونکہ حدیث کے انکار میں سلسلہ احمدیہ پر بڑی زد پڑتی ہے اور ثبوت حقیت ہی نہیں رہتا اور حدیث کا موضوع ہونا تب تسلیم کیا جائیگا جبکہ اکابر محدثین نے بصراحت لکھدیا ہو کہ فلاں حدیث موضوع ہے۔ پھر بعد منقوض کر دینے دلائل مندرجہ کے اپنے مدعا کا اثبات کتاب و سنت وغیرہ سے ضروری ہوگا بغیر ان شرائط کے جواب الجواب کیطرف ہرگز ہرگز توجہ نہ کیجاویگی۔ فقط سید محمد احسن عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مقدمہ رسالہ القول المجدّد فی تفسیر اسمہٗ احمد جو ضروری التقدیم ہے

قال اللہ تعالیٰ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ ذالک ہو الفضل الکبیر
ترجمہ۔ پھر ہم نے اپنی کتاب کا اُن کو وارث کیا کہ جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا۔ پھر اُن میں سے کچھ تو اپنے لئے بُرا کرنے والے ہیں (یعنی گنہگار) اور کچھ اُن میں سے درمیانی چال پر ہیں۔ اور کچھ اُن میں سے نیکیوں سے آگے بڑھنے والے ہیں اللہ کے حکم سے یہی بڑا فضل ہے۔ اس آیت میں وارث نورِ قرآن کا تین صنفوں کو قرار دیا گیا ہے۔ بعض[۱] تو گنہگار ہیں یعنی صغائر و کبائر کی ظلمت میں مبتلا ہیں مگر اس کتاب پر ایمان لائے ہیں لاکن عمل میں بہت کوتاہی کرتے ہیں۔ اور بعض[۲] اُن میں سے درمیانی حالت پر ہیں۔ یعنی عامل تو ہیں مگر پورے طور پر عمل نہیں کرتے۔ اور بعض[۳] کامل ہیں ایمان بھی ہے اور عمل بھی پورا ہے ہر ایک نیک کام میں پیشقدمی کرتے ہیں۔
احمد، ابن ابی حاتم طبرانی اور حاکم نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اس آیت کو پڑھ کر فرمایا کہ سابق بالخیرات وہ لوگ ہیں کہ جنت میں[۱] بغیر حساب داخل ہوں گے۔ اور مقتصد[۲] وہ مومن ہیں جو کسی قدر حساب دے کر جاویں گے اور ظالم لنفسہ وہ ہیں جو محشر میں روک دئے جاویں گے۔ پھر اللہ تعالےٰ اُن کو جنت میں اپنی رحمت سے لے جائے گا۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے

بہت کچھ طوالت کی ہے یہاں پر مختصر لکھا جاتا ہے۔
اخرج احمد وابن ابی حاتم والطبرانی والحاکم وغیرھم عن ابی الدرداء
قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول قال اللہ ثم اورثنا الکتاب الایہ فاما
الذین سبقوا فاولئك الذین یدخلون الجنۃ بغیر حساب و اما الذین قتصدوا
فاولئك یحاسبون حسابا یسیرا واما الذین ظلموا انفسھم فاولئك الذین
یحبسون فی طول المحشر وھم الذین تلافاھم اللہ برحمتہ فھم الذین یقولون
الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن۔ ان ربنا لغفور شکور (فتح البیان) واضح
ہو کہ جس طرح پر آفتاب ظاہری تمام دنیا کو روشن کرتا ہے۔ اسی طرح آفتاب
نبوت محمدی نے تمام عالم کو روشن کر دیا ہے اور قیامت تک یہ آفتاب نبوت
محمدیہ غروب نہیں ہووے گا ولنعم ما قیل ؎

افلت شموس الاولین وشمسنا ابداً علی افق العلی لاتغرب

ہاں اگر کوئی شخص اندھا ہی ہو یا اپنی آنکھیں بند کر لیوے تو اس میں آفتاب کا کیا قصور ہے
آنکھیں اگر مندی ہیں تو پھر دن بھی رات ہے اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

چونکہ یہ آفتاب نبوت ہماری نظروں سے غائب ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ
اس آفتاب کے اظلال کو قیامت تک قایم رکھے گا۔ اور ان اظلال کی بھی
مثل اقسام مندرجہ آیہ کے تین ہی قسمیں ہیں اول قسم تو وہ ظل ہے جو سابق بالخیرات
کی مثل ہے جس کی دو قسمیں ہیں۔ اول جلالی اور دوم جمالی۔ ظل جلالی تو مثل
ضوء الشمس کے ہے۔ جو بعد آفتاب نبوت کے خلافت تالی نبوت میں اسکا ظہور
ہوا۔ اور ظل جمالی جو مثل سایہ دیوار و پہاڑ و مکانوں وغیرہ کے اظلال کے ہے
اور ان دونوں کے درجات متفاوت ہیں۔ سب سے بڑھ کر ظل ظلیل ہے جو قیامت
میں وندخلھم ظلا ظلیلا کا مصداق ہو گا۔ اس آخر زمانہ میں یہ ظل جمالی اس آفتاب
نبوت کا حضرت جری اللہ کے وجود میں ظاہر ہوا۔ اور ظلمانی ظل کی مثال ایسی
ہے جیسا کہ رات ہوتی ہے مگر اس کی یہاں پر بحث نہیں ہے۔ مگر رات بھی فیوض آفتاب

سے محروم نہیں۔ تمام ستارے روشن ہوتے ہیں اور قمر بحکم نُورُ القمر مستفاد من نور الشمس کے آفتاب کے ظل سے منوّر رہتا ہے ہاں اُس کے نورانیت کے مراتب میں ہلالیت سے لیکر بدریت تک اور بدریت سے سلخ تک بہت فرق ہے مگر آفتاب کے فیضان سے رات بھی محروم نہیں رہتی یہی معنی ہیں لا تغرب کے۔

واضح رہے کہ جس طرح شمس نبوت محمدیہ کے برابر کوئی شمس انبیائے سابقین میں سے کوئی نبی نہیں گذرا۔ اسی طرح اظلال جلالی وجمالی شمس نبوت محمدیہ کی برابر مجددین اُمم سابقین میں سے بھی کوئی مجدد نہیں ہوا جس کا ثبوت آگے آئیگا انشاء اللہ تعالے۔ ہم یہاں پر صرف نورِ احمدیت اور اُسکے ظل کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ پیشین گوئی اسمہ احمد کے مصداق حقیقی اور اولین صرف حضرت سید المرسلین وخاتم النبیین ہی ہیں لاغیر۔ خود آنحضرت صلعم اپنے مصداق ہونے کے اس پیشین گوئی کے لئے احادیث صحاح میں مدعی ہیں۔ تمام صحابہ راویان احادیث اس کے مصدق ہیں اور جو غیر راوی ہیں اُسکو اس کا انکار نہیں۔ یہ تو اجماع صحابہ ہوا اور تمام تابعین اور تبع تابعین جو انہیں احادیث کے راوی ہیں وہ بھی مصدق ہیں اور غیر راویوں سے انکار منقول نہیں یہ دوسرا اجماع ہوا۔ اور پھر تمام طبقات اسماد الرجال کے عالی وسافل جو رواۃ اُن احادیث کے ہیں وہ بھی مصدق ہیں اور غیر اُن کے منکر نہیں۔ تمام مفسرین کے طبقات اولین وآخرین جو اس وقت تک گذرے ہیں وہ سب اس کے مصدق ہیں۔ تمام شراح حدیث بھی اسی امر کے قائل ہیں کہ یہ پیشین گوئی حضرت سید المرسلین پر پوری ہوگئی۔ اور دیگر علمائے ربانی جنھوں نے کتب سیر میں اس آیت کا ذکر یا آپ کی سیرت کا ذکر آغاز ولادت سے کیا ہے اس کے مصدق ہیں۔ تمام فرق اسلام خواہ شیعہ ہوں یا سنی۔ موحد ہوں یا اور کوئی اسیکو تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ یہود ونصاریٰ اہل کتاب بھی اس پیشینگوئی کے آیندہ کے لئے منتظر نہیں ہیں۔ ہاں البتہ معاندین

نصاریٰ حضرت سید المرسلین کو اسکا مصداق نہیں بناتے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں
کہ روح القدس جو بعد حضرت عیسیٰ کے حواریین پر نازل ہوئی وہ اس پیشگوئی کی
مصداق ہے۔ مگر نصاریٰ منصفین و محققین اس امر کے مصدق ہیں کہ اس پیشگوئی
کے مصداق حضرت نبی کریم ہی ہیں کما بیانی خواہ دین اسلام میں داخل ہو گئے
ہوں یا داخل نہ ہوئے لیکن مصدق ہے اور یہ انکار منکرین کا محض باطل ہی جس کا
ابطال اس رسالہ میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت مسیح موعود جری اللہ فی
حلل الانبیاء نے اپنی تحریرات مندرجہ اکثر کتابوں میں احمد کے نام کو آنحضرت صلعم کے
ہی واسطے مختص لکھا ہے۔ ہاں ظلی طور پر ہمارے نزدیک حضرت جری اللہ بھی احمد
ہیں۔ نہ حقیقی اور اصلی طور پر۔ چنانچہ جس جگہ پر آپ کا نام الہام میں احمد آگیا ہی وہاں
پر آپ نے تصریح کر دی ہے کہ یہ میرا نام احمد ظلی طور پر ہے جیسا کہ صفحہ ۴۴۳
حقیقت الوحی میں بھی آپ نے اسکی تصریح فرما دی ہے۔ اس رسالہ میں ان سب
امور کا ثبوت انشاء اللہ تعالیٰ کامل ترین وجوہ آجائے گا فانتظروا ولا تکونوا من الغافلین
اب ناظرین اس بات کو بھی خوب یاد رکھیں کہ اس رسالہ میں جو کچھ بیان کیا جائے
گا وہ کتاب و سنت سے محققانہ طور پر بیان ہوگا نہ اقوال رجال کی تقلید اور نہ ان
کے قال کی تقلید کی جائے گی کیونکہ درصورت اختلاف در اختلاف کے اللہ تعالیٰ کا
حکم تاکیدی یہی ہے قال اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان
تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر اس
آیت میں درصورت اختلاف اور تنازع کے رجوع الی الکتاب اور سنت صحیحہ کی طرف
کو دار و مدار ایمان کا قرار دیا گیا ہے ایضاً قال اللہ تعالیٰ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا
ظاہر ہے کہ حبل اللہ سے مراد تو قرآن مجید ہی ہے اور یہ آیت کل مومنوں کے لئے
شامل ہے۔ پس مخالف نصوص اور آیات بینات کے کسی کا قول و فعل حجت نہیں
ہو سکتا ایضاً قال اللہ تعالیٰ وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ فتفرق بکم عن سبیلہ
ذالکم وصاکم بہ لعلکم تتقون ظاہر ہے کہ صراط مستقیم وہی کتاب اور سنت صحیحہ

ہے لاغیرہما۔ اور ذالکم وصاکم بہ میں کل مومن قیامت تک کے داخل ہیں
کائناً من کان واین کان ومتی کان ایضاً قال اللہ تعالیٰ۔ فلا وربک لا
یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجاً مما قضیت ویسلموا
تسلیما اس میں ضمیر مخاطب کی خاص ہے اور آنحضرت صلعم کے ہی لئے ہے جس میں
کوئی دوسرا شریک ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو اس آیت میں تاکیدات ہیں اور
خلاف پر جو وعیدات ہیں وہ دوسرے کی عدم تحکیم کے لئے کہیں وارد نہیں
ہوئیں اور مراد فنا فی الرسول سے بھی یہی ہے کہ کسی مومن کامل کے افعال و
اقوال یا اُس کے خواہشات سب کے سب رسول اللہ کے اقوال اور افعال
کے مقابلہ میں فنا کئے جاویں پس یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ فانی فی الرسول عین رسول اللہ
ہو جاوے۔ کتاب نور الدین میں لکھا ہے مرزا حقیقتاً واقعی طور پر محمد و احمد ہیں
بلکہ غلام احمد ہیں اور سے

من چہ پروائے مصطفےٰ دارم پنجہ در پنجۂ خدا دارم

کو کفر اور بے ادبی یقین کرتا ہے اور اُس کے خلاف یوں کہتا ہے سے

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم بعد از خدا بعشق محمد مخمرم

آقا کی برابری پسند نہیں کرتا اور اُسکو بے ادبی جانتا ہے اور خود حضرت مسیح
اس زمانہ آخری میں اسی لئے مبعوث ہوئے اور اسی راہ میں فنا فی الرسول کے
مرتبہ پر پہنچے ہیں۔ اب آیت مذکورہ میں ذرا غور کرو کہ لایومنون میں ضمیر جمع غائب
کی ہے جس میں تمام امت شامل ہے۔ پس تحکیم مندرجہ آیت کسی کے واسطے
نہیں ہو سکتی کہ اول تو قسم کھائی گئی ہے اور وہ بھی لائے نفی کے ساتھ جو یہاں
پر تاکید کے لئے آیا ہے۔ پھر سرے سے اصل سرمایہ ایمان کی نفی فرمائی
گئی ہے جس میں تمام امت شامل ہے۔ پھر وہ نفی ایمان کی جو حرف اِنّ کے ساتھ ہے
جو تحقیق مضمون جملہ کے لئے آتا ہے پھر اس نفی ایمان کی غایت یہ تحکیم قرار دی گئی
ہے جو بعد وفات رسول کریم کتاب اللہ اور آپ کی سنت صحیحہ کے ساتھ یہ تحکیم قائم

ہو گی پھر اس پر بھی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ارشاد ہوا کہ اس تحکیم سے کوئی تنگی اور حرج دل میں واقع نہ ہووے۔ پھر اس پر بھی اکتفا نہیں بلکہ یسلّموا تسلیما بھی ارشاد ہوا جو نہایت درجہ کی تاکید ہے یعنی ظاہر اور باطن میں اسی تحکیم کی فرمان برداری کامل طور پر کی جاوے کہ مفعول مطلق کا لفظ تسلیما اس کی طرف ناظر ہے وغیرہ وغیرہ من التاکیدات۔ پس بتاؤ کہ اس تحکیم کا مصداق سوائے خاتم النبیین سید المرسلین کے اور کون ہو سکتا ہے اور ایسے آقا کے ساتھ کون غلام برابری کر سکتا ہے کلّا و حاشا الحاصل اس حالت اختلاف میں جو مصداق فیما شجر بینہم کے ہے خاکسار مجبور ہو گیا ہے کہ قرآن مجید اور سنت صحیحہ کو ہی حکم قرار دیا جاوے۔ ہاں احادیث ضعاف اور آیات ذوالوجوہ اور متشابہات وغیرہ میں حضرت جری اللہ بھی حکم عدل ہو سکتے ہیں اور ان کا قول بھی حجت ہو سکتا ہے۔ خصوصاً الہامات قطعیہ حضرت اقدس کے اور ان کی بعثت کے علت غائی بھی یہی تھے کہ کتاب و سنت صحیحہ کو جاری کریں اور اگر مسیح موعود کے جملہ اقوال کو تمام مسائل میں مستقلہ حجت گردانا جاوے گا تو پھر نہ قرآن مجید کی ضرورت ہے اور نہ احادیث صحاح کی کیونکہ حکم عدل موجود ہے۔ ہذا خلف۔ پس ثابت ہوا کہ جن امور میں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ نے بصراحت فیصلہ نہیں فرمایا یا فرمایا تو ہے لیکن اس سے لوگ محض غافل ہو گئے ہیں ان میں آپ حکم عدل ضرور ہیں اور علاوہ یہ ہے کہ آپ کا حکم عدل ہونا بھی تو حدیث ہی سے ثابت ہوا پس حسبنا کتاب اللہ اور مسیح موعود اور مہدی ہونا بھی احادیث سے ہی ثابت ہوا ہے اور خود آپ کا عمل درآمد بھی اسی پر رہا۔ چنانچہ اکثر مسائل جو پیش آ جاتے تھے ان کا حکم خاکسار سے دریافت کرتے اور خاکسار کو گویا منصب افتا تحویل کیا گیا تھا۔ اگر آپ تمام مسائل شرعیہ میں حکم عدل ہوتے تو یہ تحویل افتا کی میری سپرد کیوں کی جاتی۔ بیّنوا و توجروا۔ اب اس مقدمہ کے بعد آیت اسمہ احمد زیر تفسیر کا بیان شروع کرنا چاہتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین (آمین) ناظرین کو لازم ہے کہ حضرت کی عبارت مندرجہ توضیح مرام صفحہ ۲۰۔ اور دوسری تصریحات کو خوب یاد رکھیں اور ہر مبحث میں اس عبارت کو بھی پیش نظر رکھیں واما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقد آمنا بانقطاعہا من یوم نزل فیہ وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اور لا نبی بعدی۔ ختم بی النبیون وغیرہ کو بھی اپنے ذہن میں مرکوز رکھیں اور میرا یہ اعتقاد بھی پیش نظر رکھیں کہ حضرت جری اللہ صفت احمدیت میں ظلی احمد جمالی ہیں اور ایسے ہیں کہ امت کے مجددین اور اولیاء میں سے کوئی ایسی شان کا احمد جمالی نہیں گذرا۔ اور اصلی احمد کی شان کا کوئی نبی پچھلے انبیاء میں نہیں ہوا جس کا ثبوت انشاء اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے براہین میں آئے گا۔ میں اقوال حضرت مسیح موعود کو حجت مستقلہ نہیں گردانتا ہوں۔ اس کا سبب قوی یہ ہے کہ خود حقیقت النبوۃ صفحہ (۱۲۱) میں آپ کے اقوال سنہ ۱۹۰۱ء کے قبل کو دربارہ ظلیت نبوت و نبوت حقیقی کے منسوخ قرار دیا گیا ہے لیکن میں انکو منسوخ قرار نہیں دیتا۔ کیونکہ میرے نزدیک آپ کی نبوت بہر حال ظلی اور بروزی جزوی اور مجازی ہی ہے اور جس جگہ پر مطلق نبی کا لفظ آگیا ہے اُس سے مراد وہی ظلی وغیرہ ہے۔ لیکن بہر حال اُن کے اقوال میں بظاہر اختلاف تو ضرور ہی واقع ہو گیا اور یہیں وجہ جماعت احمدیہ میں دو پارٹیاں ہو گئیں اس لئے میں نے وہ مسلک اختیار کیا ہے جو قدیم سے میرا مسلک ہے فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر پس یہ عذر میرا قبول فرمایا جائے والعذر عند کرام الناس مقبول۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ صف میں جو بزمانہ جنگ و جہاد کے نازل ہوئی تھی جسکی اجازت واسطے حصول آزادی کے دی گئی تھی واذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ ترجمہ اور جب کہا عیسیٰ بیٹے مریم کے نے اے بنی اسرائیل تحقیق میں رسول خدا کا ہوں طرف تمہاری ملنے والا واسطے اُس چیز کے کہ آگے میرے ہے توریت سے اور خوشخبری دینے والا ساتھ اُس پیغمبر کے کہ آوے گا پیچھے میرے سے نام اُس کا احمد ہے۔

مقدمۂ اولیٰ

واضح ہو کہ یہاں پر مراد اسم سے اسم صفتی ہے۔ آنحضرت صلعم کے تمام اسما جو صفاتیہ ہیں قرآن شریف میں بھی وارد ہوئے ہیں اور کتب سماویہ بائبل میں بھی موجود ہیں جو اُن میں اب تک پائے جاتے ہیں اور یہ سب کے سب اسماء مقدسہ الہام و کشوف کے ذریعہ سے من جانب اللہ ہیں خواہ حضرت سے منقول ہوں وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یا الہاماً و کشفاً ہوں جو اُن کی والدہ وغیرہ سے مروی ہیں اور خوب یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اسماء صفاتیہ جو منجانب اللہ ہیں اُن کے مُسمّیات اور معانی اور اوصاف ابد الآباد تک قایم و دایم رہیں گے۔ لیکن والدین کے نام رکھے ہوؤں کے اوصاف اور مسمّیات کا قائم و دائم رہنا کچھ ضروری نہیں الا ماشاء اللہ یعنی جو نام الہاماً یا کشفاً یا اتفاقاً مطابق علم الٰہی کے منجانب اللہ مگر جسکو چاہا اللہ تعالیٰ نے رکھا گیا ہو وہ مستثنیٰ ہے اور صرف والدین کے تسمیہ سے کوئی استدلال یا حجت کسی فضیلت پر قایم نہیں ہوسکتی ہے دور کیوں جاؤ میرے دو بیٹوں کا نام

احمد رکھا گیا تھا مگر وہ دونوں یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے اور بہت لوگوں کے اسما اُن کے ماں باپ بڑے بڑے لقبوں کے ساتھ رکھتے ہیں۔ لیکن وہ سب اسما بالآخر بقول برعکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق ہو جاتے ہیں کسی کا نام محی الدین ہوتا ہے اخیر کو وہ مخرب الدین ہو جاتا ہے کسی کا نام عماد الدین رکھا جاتا ہے اور بالآخر وہ محض عناد الدین اور مرتد ہو جاتا ہے۔ ایسی مثالیں ہزاروں موجود ہیں۔ اور تو کیا کہئے کسی کا نام اکبر جو اللہ تعالیٰ کی صفت خاص ہے بصیغۂ اسم تفضیل رکھا جاتا ہے جو اس صفت میں کوئی مخلوق اس کا شریک ہی نہیں ہو سکتا ہے سے

مراو را رسد کبریا و منی　　　که ذاتش قدیم ست و ملکش غنی

پس والدین کے تسمیہ کا ایک ذرہ بھر بھی اعتبار نہیں ہو سکتا فتذکر۔ ولاتکن من الغافلین کیونکہ واقعات کا انکار نہیں ہو سکتا۔ پس اِس مقدمہ کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ ماں باپ کے نام رکھے ہوئے سے کوئی استدلال ان کی کسی معنوی فضیلت اور وصف پر نہیں ہو سکتا جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو کہ کشفاً یا الہاماً قطعی طور پر وہ تسمیہ کیا گیا ہے۔ ہاں اسماء صفاتیہ جو منجانب اللہ ہوتے ہیں اُن کے مسمیات اور معانی اشخاص موسومہ میں پائے جاتے ہیں اور یہی نکتہ ہے کہ اکثر محدثین نے جو اسماء النبی صلعم کا باب منعقد کیا ہے اُسکی تعبیر صفات کے ساتھ کی ہے یعنی اسماء سے مراد صفات ہے مشکوٰۃ میں لکھا ہے قولہ باب اسماء النبی صلعم وصفاتہ۔ چنانچہ مرقات شرح مشکوٰۃ وغیرہ میں لکھا ہے۔ قولہ صفاتہ الظاہرۃ انہ عطف تفسیر فانہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس لہ اسم جامد لغم لہ اسماء نقلت من الوصفیۃ الی العلمیۃ کاحمد ومحمد وغیرہما ولہ صفات باقیۃ علی اصلہا مختصۃ بہ واشترک فیہا غیرہ فالاظہر ان المراد بالاسماء ھو المعنی الاعم منہما وبالصفات الشمائل التی یاتی بیانہا (۱۲) (مرقاۃ حاشیہ مشکوٰۃ شریف)

حاصل ترجمہ تفسیری یہ بات ظاہر تر ہے کہ صفات کا عطف جو اسماء پر کیا گیا ہے وہ عطف تفسیری ہے یعنی مراد اسماء نبی سے آپ کی صفات حمیدہ ہیں کیونکہ آنحضرت صلعم کے تمام اسماء آپکی صفات ہی ہیں آپ کا کوئی نام ایسا نہیں ہے جو علم ہو کر بمنزلہ جامد ہو جائے یعنی کسی وصف مندرجہ اسم پر دلالت نکرے اندریں صورت کثرت اسماء کی عبث اور لغو ہو جائے گی۔ ہاں بعض اسماء ایسے ہیں جو صفات سے منقول ہو کر علم ہو گئے ہیں۔ کیونکہ بغیر اسکے بھی چارہ نہیں کیونکہ صفت میں تو عموم ہوتا ہے اور علم میں خصوص اگر خصوص ہو تو تعریف کیونکر حاصل ہو سکے۔ مثلاً احمد و محمد وغیرہ ہا ریہ دو اسم اسلئے علم گردانے گئے ہیں کہ اعلام میں کوئی غیر اس مسمی کا شریک نہیں ہو سکتا پس ان ہر دو اسم صفات کا علم ہونا اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان صفات احمدیت و محمدیت میں کوئی غیر آپ کا شریک نہیں ہے اور آپکے اسماء جو صفاتیہ ہیں آپکی صفات جبلیہ پر باقی ہیں اور آپ ہی کی ذات مبارک کے ساتھ مختص ہیں اور بعض صفات میں آپ کا غیر بھی شریک ہو گیا ہے مثلاً (قد شمط مقدم راسہ ولحیتہ والشمط بیاض الراس یخالط سوادہ) اس میں غیر آپ کا بھی شریک ہو سکتا ہے اور لفظ اسماء عام ہے کیونکہ اعلام اور صفات دونوں کو شامل ہے اور صرف لفظ صفات سے آپ کے شمائل اور خصائل ہی مراد ہیں جن کا بیان مشکوٰۃ شریف میں آگے آیا ہے تمام ہوا ترجمہ تفسیری شرح مرقاۃ کا فائدہ یہی وجہ ہے کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ نے جو عہد عتیق اور عہد جدید کے تراجم دوسری زبانوں میں کئے ہیں ان زبانوں میں ان اسماء کا ترجمہ کر دیا ہے۔ ایک حیثیت سے تو یہ بات اچھی ہے۔ لیکن دوسرے لحاظ سے اس کا ضرر فائدہ سے زیادہ واقع ہو گیا کیونکہ اگر یہ اسما بعینہا نقل کر دئے جاتے۔ مثلاً اسم احمد ہی تراجم میں نقل ہوتا ہوا چلا آتا تو اہل اسلام کے لئے ان پر حجت قائم کرنے کے لئے کافی ہوتا اب متعدد تراجم السنہ میں کسی نے کچھ ترجمہ کیا ہے۔ اور کسی نے کچھ کیا تو اس میں بڑا خلط ملط واقع ہو گیا۔ کسی نے

مانا اور کسی نے نہ مانا جس کے فیصلہ کے لئے بہت سی آیات بینات نازل ہوئیں
جیساکہ یہی آیت اسمہ احمد زیر تفسیر ہے کہ نصاریٰ کہتے ہیں کہ اس سے مراد
وہ روح القدس ہے جو بعد حضرت عیسٰی کے حواریوں پر نازل ہوئی تھی۔ مگر اس
اُن کی تاویل باطل کا ابطال انشاء اللہ تعالیٰ آگے آتا ہے فانتظرہ ولا تکن
من الغافلین اور اکثر نصاری مصنفین نے اس کا مصداق حضرت صلعم کو ہی قرار
دیا ہے۔ کما یاتی اور جس طرح سے کہ حضرت جری اللہ کے لئے عدد سنین ہجری
مجددیت کے ۱۳۰۰ ہجری غلام احمد قادیانی میں نکلتے ہیں اسی طرح آنحضرت
صلعم کے لئے اس آغاز حکومت اور خلافت کے عدد لفظ احمد میں ۵۳ نکلتے ہیں
یعنی آپ کی عمر جب ۵۳ سال کی ہو جائے گی تب اس حکومت کا آغاز بعد ہجرت
کے شروع ہوگا اور یہ خلافت نبوت ۳۹ یا ۴۰ ہجری تک ہے کیونکہ جب عدد
احمد کو عدد محمدؐ سے تفریق کیا جائے تو ۳۹ شمسی باقی رہتے ہیں جس کے تخمیناً چالیس
قمری ہوئے اور ایسا ہی کچھ واقع ہوا ہے خذ ہذہ النکتۃ اور صرف لوگوں کے
تسمیہ کے واسطے جو الہاماً ہو اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔ ان الذین لا یومنون
بالاٰخرۃ لیسمون الملٰئکۃ تسمیۃ الانثیٰ وما لھم بہ من علم ان یتبعون الا
الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئاً ترجمہ تحقیق جو لوگ کہ نہیں ایمان لائے
ساتھ آخرت کے نام رکھتے ہیں فرشتوں کا نام عورتوں کا سا اور نہیں اُن کو ساتھ
اُس کے کچھ علم۔ نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی اور تحقیق گمان نہیں کرتا کفایت
حق سے کچھ۔ اس جگہ اس مضمون کی دوسری آیات بھی لکھی جائیں۔ مگر بسبب
طوالت کے نہیں لکھی گئیں۔ اگرچہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے
لیکن بحکم العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب کے ایسے تسمیہ کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ہو اگر استدلال کیا جائے تو اُسکے ابطال کے لئے بھی شامل ہے کیونکہ
والدین جو عماد الدین وغیرہ نام رکھنے والے ہیں وما لھم بہ من علم کے بھی
مصداق ہیں اور ایسے تسمیہ میں ان یتبعون الا الظن بھی اُن پر صادق آتا

ہے اور یہ قاعدہ کلیہ بھی ہے کہ ان مسائل یقینیہ علمیہ میں جن میں یقین کی ضرورت
ہے ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً قضیہ مسلمہ ہے تفسیر فتح البیان وغیرہ میں
لکھا ہے وھذا فی الامور التی یحتاج فیہا الی العلم وھی المسائل العلمیۃ
الحاصل تسمیہ والدین وغیرہ کے ساتھ کوئی حجت قایم نہیں ہوسکتی اور اس تسمیہ سے
کوئی فضیلت جسکو وہ اسم متضمن ہو حاصل نہیں ہوسکتی ہے ہاں ماموربہ یہی ہے کہ اولاد
وغیرہم کے نام واسطے تفاول کے عمدہ رکھے جائیں مگر اس تسمیہ سے اس فضیلت جو اسم
اسکو متضمن ہے استدلال نہیں ہوسکتا ہے۔

مقدمہ دوم

حضرت جری اللہ کے اسمار صفاتیہ بھی ظلی طور پر الہامات اور کشوف میں خدا وارد
ہوگئے ہیں چنانچہ ایک نام آپ کا الہاماً نبی بھی ہے جو ظلی ہے اور غلام احمد قادیانی
بھی کشفی اور الہامی نام ہے جو ظلی ہونے پر صریح دلالت کررہا ہے۔ ہاں احمد
آپ کا نام الہام میں بھی آگیا ہے۔ مگر اس سے مراد وہی ظلی ہے دیکھو حقیقت الوحی
صفحہ ۴۴۳ البتہ کشفاً اور الہاماً آپ کا نام خدایانہ غلام احمد قادیانی ہی ہے لاغیر
چنانچہ ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۸۵ میں خدایانہ تحریر فرماتے ہیں۔
(لطیفہ) چندروز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس
حدیث کا جو الآیات بعد المائتین ہے ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھویں صدی کے
اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز
داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ
دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر
ہونیوالا تھا پہلے سے یہی تاریخ ہمنے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے
غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان
میں بجز اس عاجز کے اور کوئی شخص غلام احمد قادیانی نام نہیں بلکہ میرے دل

میں ڈالا گیا کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمدؐ قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔ اور آپ کے والدین کی طرف سے کوئی روایت ثابت نہیں ہوتی ہے کہ انھوں نے بذریعہ کشف اور الہام قطعی کے یہ نام رکھا تھا ہاں کشفی اور الہامی نام آپ کا غلام احمدؐ قادیانی ہی ہے جس کے ساتھ آپ نے مخالفین سے تحدی بھی کی ہے۔ الحاصل برعکس آپ کے الہام اور کشف کے اور بر خلاف تمام ادلہ نقلیہ اور دلایل عقلیہ کے اور برخلاف خود اُن کی تشریح کے اب حضرت جری اللہ کو احمد نبیؐ اللہ ظلاً و یا حقیقتاً کہکر مصداق پیشین گوئی مندرجہ آیت کا قرار دینا ایک ایسا خلط ملط کرتا ہے جسکی نہی میں وارد ہوا ہے کہ لاتقولوا راعنا و قولوا انظرنا ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت کہو راعنا۔ اور کہو نظر کرو۔ پس ہمکو لفظ ذوالوجہین کے استعمال کرنے کی کیا ضرورت واقع ہے ہاں غلام احمدؐ قادیانی جو کشفی و الہامی نام ہے یا ظلی احمد اُسکے استعمال میں کوئی محظور لازم نہیں آتا اور نبی کریم کی عظمت میں بھی کوئی اشتباہ پیدا نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا گیا ہے

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے ۔۔۔ جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

آنحضرت صلعم کی غلامی میں تو سب کمالات آگئے اور پھر آنحضرت صلعم کے سید المرسلین اور خاتم النبیین ہونے میں بھی کوئی وہم اور اشتباہ نہیں کیا جا سکتا۔ پھر ایسے لفظ کے استعمال میں اسقدر اختلاف کیوں کیا جاتا ہے اور اس نام احمدؐ ظلی میں علاوہ دیگر اسرار کے دو نکتے یہ بھی ہیں کہ آپ کو جو کچھ تمام اسماء صفاتی مثلاً نبی یعنی ظلی و جری اللہ فی حلل الانبیاء وغیرہ وغیرہ صفات حمیدہ حاصل ہوئے ہیں وہ سب ظلی اور بروزی ہیں یعنی بسبب غلامی حضرت نبی کریم کے عطا ہوئے ہیں۔

دوسرا نکتہ اسمیں یہ ہے کہ قادیان کو جو شرف اور فضل حاصل ہوا ہے وہ صرف حضرت اقدس کے طفیل سے ہی حاصل ہوا ہے لاغیر جیسا کہ الہام میں بھی وارد ہے کہ انا انزلناہ قریبًا من القادیان پس صفت احمدیت بھی حضرت اقدس کو بطور

بروز اور ظل کے سید المرسلین کی غلامی کے سبب مرحمت ہوئی نہ بغیر واسطہ حضرت کے اس مضمون کی تائید وہ تمام تحریرات کرتی ہیں جن میں خود آپ نے ہی اگر ہزار جگہ نہیں تو صدہا جگہ پر اسم احمد کو صرف آنحضرت صلعم کا ہی نام تسلیم فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا ؎

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم　　آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

دیکھو آخر قصیدہ تاک اس شعر پر چند موحدین لاہور نے سخت اعتراض کئے تھے جن کا جواب میں نے الحق دہلی میں مفصل لکھا ہے - اس شعر میں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب لفظ احمد میں میم ساقط ہو جائے تو احد رہجاتا ہے یہ اشارہ اسطرف ہے کہ آنحضرت صلعم وصف احدیت اور اس کے استحقاق تشبیہ میں احد و یکتا ہیں آپ کا اس میں کوئی شریک نہیں ہوسکتا - ہاں آپ کی غلامی میں سب کچھ حاصل ہوسکتا ہے دیگر مکرر ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے　　جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

دیگر ؎ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑدو　　اُس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

ایسے ایسے اشعار اور بھی ہیں غرضکہ صدہا جگہ پر حضرت اقدس نے اسم احمد کو حضرت نبی کریم کے ساتھ مخصوص کیا ہے اِس مختصر بیان سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ آپ کا نام احمد جو الفاظ بیعت یا الہام وغیرہ میں مذکور ہوا ہے وہ بطور اختصار کے مثل تخلص کے فرمایا گیا ہے یا ظلی طور پر جیسا کہ آپ نے خود مراد احمد سے جو الہام میں وارد ہوا اس کا بیان فرما دیا ہے یہ اختصار ایسا ہی ہے جیسے اکثر لوگ اپنا نام مختصر کر لیتے ہیں بلکہ میں کہتا ہوں ظلی اور بروزی طور پر حضرت اقدس کو آنحضرت صلعم کی تمام صفات اور اسماء سے حصہ ملا ہے لیکن بطفیل غلامی کے - برہان اول

اب ہم ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نبی کریم صلعم کا نام احمد جو قرآن مجید کی پیشگوئی سورۂ صف میں مندرج ہے وہ الہامی اور آسمانی ہے اور صرف اصالتاً آپ ہی کا اسم صفتی ہے لاغیر - سورہ صف میں جو ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے

کہ سورۂ صف کا تسمیہ باسم صف ہی دلالت کرتا ہے کہ اس سورت میں جس رسول عظیم الشان کی آمد کی پیشینگوئی عیسی ابن مریمؑ بیان فرما رہے ہیں اسکو اور اسکے ہمراہیوں کو افواج کی صف بندی کی بھی ضرورت پڑے گی واسطے ذب اور دفع کرنے ان معاندین اور مکذبین کے جو اس رسول کے ساتھہ میں قتال کرتے ہیں چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانہم بنیان مرصوص ترجمہ تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو کہ لڑتے ہیں بیچ راہ اسکی کے صف باندھکر گویا کہ وہ عمارت ہیں سیسہ پلائی ہوئی کی - اور دوسری آیت میں فرماتا ہے - تومنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون - یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنات تجری من تحتہا الانہار ومسکن طیبۃ فی جنت عدن ذالک الفوز العظیم واخری تحبونہا نصر من اللہ وفتح قریب وبشر المومنین ترجمہ ایمان لاے ہو ساتھ اللہ کے اور رسول اسکے کے اور جہاد کرتے ہو بیچ راہ خدا کے ساتھہ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے یہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے - بخشے گا واسطے تمہارے گناہ تمہارے اور داخل کرے گا تمکو بہشتوں میں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں اور جگہیں رہنے کی پاکیزہ ہیں بیچ بہشتوں عدن کے یہ ہے مراد پانا بڑا اور ایک بات اور کہ چاہتے ہو اسکو خدا کی طرف سے اور فتح نزدیک اور خوشخبری دے ایمان والوں کو -

چونکہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ بعثت میں مخالفین اسلام طرح طرح سے ایذائیں دیتے تھے اور جو اسلام میں داخل ہوتا تھا اس کے قتل کرنے میں کوشش کر کر قتل کر ڈالتے تھے اس لئے یہ پیشینگوئی اس رسول عظیم الشان کے بارہ میں ہو جو جلالی شان رکھتا ہے - اور اللہ تعالی نے حضرت عیسی کی جو صفات اس آیت میں بیان فرمائی ہیں کہ انی رسول اللہ الیکم (تحقیق میں رسول ہوں اللہ کا تمہاری طرف) وغیرہ وغیرہ وہ واسطے اتمام حجت کے اہل کتاب مخالفین پر ارشاد ہوئی ہیں

یعنی جبکہ تمکو حضرت موسیٰ و عیسیٰ نبی مسلّم ہیں تو انکی پیشنگوئیوں کو جو دوبارہ آنے والے رسول احمدؐ کے ان انبیاء نے بیان فرمائی ہیں اور وہ اب واقع بھی ہو رہی ہیں۔ اُن کو تم کیوں نہیں قبول کرتے ان آیات سورہ صف سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ نے ایسے مخالفین اپنے یعنی یہود کو جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی نسبت سولی سے قتل کرنے کے منصوبے کئے اُن کو ایک بڑی تہدید کی اور اپنے حواریین کو آئندہ کے لئے تسکین دی ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ تو نہ اول بعثت میں سزا دے سکے اور نہ دوسری بعثت میں جو بذریعہ حضرت جری اللہ کے واقع ہوئی کیونکہ ایسے مکذبین معاندین کے ساتھ حضرت اقدس کی طرف سے بھی کوئی جہاد واقع نہیں ہوا اور نہ کوئی سزا بطور پاداش کے حضرت مسیح موعود کی طرف سے اُنپر وارد کی گئی جو سورہ صف میں مذکور ہے۔ ہمارے مسیح موعود کی بعثت تو یضع الحرب کا زمانہ رکھتی ہے۔ ہماری گورنمنٹ عالیہ نے ہمکو ایسی آزادی مرحمت فرمائی ہے کہ وہ آزادی دوسری گورنمنٹ میں معلوم نہیں ہوتی۔ پھر جنگ و جدال چہ معنی دارد۔ قال اللہ تعالیٰ وجعلنا فی قلوب الذین اتبعوہ رافۃ ورحمۃ پس اس بیان سے ثابت ہوا کہ آنیوالے رسول کی جو پیشین گوئی اسمہ احمد ہے اور وہ حضرت عیسیٰ کے بعد آئے گا۔ تو وہی ان صفات مندرجہ آیات مذکورۂ سورۂ صف کے ساتھ متصف ہو گا اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے عظیم الشان نصرتیں اور فتوحات عظیمہ جہاد سے اُسکو عطا ہونگی جس پر تنوین تعظیمی برسول کی دلالت کرتی ہے۔ جو ان مجاہدات مندرجہ آیت ہذا سے اُسکو حاصل ہونگی۔ پس جبکہ دعوت حضرت جری اللہ کی اور حضرت عیسیٰ کی رحمت و رافت کے ساتھ واقع ہوئی تو معلوم ہوا کہ اصلی اور حقیقی مصداق اس پیشینگوئی کے حضرت مسیح موعود نہیں ورنہ سیاق اور سیاق آیت پیشین گوئی کا اور خود سورۃ کا نام جو باسم صف ہے بے ربط و غیر مناسب ہو جاتا ہے۔ جو قرآن مجید کی بلاغت کے محض خلاف ہے۔ پس قرآن مجید کی ان آیتوں سے تو مقصد ہمارا بخوبی ثابت ہو گیا کہ یہ پیشین گوئی اسمہ احمد کی اصلی اور حقیقی نبی کریم عربی ہی کے لئے ہے لا غیر ظلی

طور پر حضرت مسیح موعود بھی ہیں۔ اگر کوئی صاحب یہ اعتراض کریں کہ تمہاری اس
تفسیر سے تو اسم احمدؐ کا جلالی ہونا ثابت ہوتا ہے نہ جمالی ہونا اور حضرت اقدس
نے نام احمدؐ کو جمالی قرار دیا ہے اور اسم محمدؐ کو جلالی تو جواب اس کا یہ ہے کہ قرآن
مجید کے معارف و اسرار غیر محدود ہیں اور حضرت اقدس خود بھی اسکے مقر ہیں اندریں
صورت اگر ہم نے بدلائل سیاق و سباق آیات پیشین گوئی مندرجہ سورہ صفؔ و واقعات
جلالی نبی کریم کے اسم احمدؐ کا جلالی ہونا یہاں پر ثابت کیا تو کیا محظور شرعی اُس سے
لازم آیا۔ خصوصًا جبکہ کتب لغت بھی احمدؐ کے نام کو جلالی ثابت کرتی ہیں دیکھو
قاموس و قطر المحیط وغیرہ کو کما مرّ سیاتی۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ معارف قرآنی کا
حصر صرف حضرت اقدس ہی پر موقوف نہیں ہے اور چونکہ دلائل واضحہ سے ہمنے یہ ثابت
کر دیا ہے کہ اسم احمدؐ جلالی شان اپنے اندر رکھتا ہے کما مرّ و سیاتی اس لئے ہم اس
قول پر مجبور ہیں کہ حقیقی و اصلی طور پر یہ پیشین گوئی مسیح موعود کے لئے ہرگز نہیں ہوسکتی
ہے کیونکہ پھر تو بسبب جلالی ہونے اسم احمد کی بعثت حضرت اقدس کی خلاف زمانہ
اور حدیث صحیح یضع الحرب کے ہو جائے گی۔ ہذا خلف اور خود حضرت اقدس
کے مذہب ممانعت جہاد کے خلاف ہے اور بدیں وجہ کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ نے ہمکو
ایسی مذہبی آزادی عنایت فرمادی ہے کہ ہمکو سیاست کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں
رہی ہمارے دشمنان مذہبی کو درصورت انکی تعدی کے گورنمنٹ عادلہ سزا دیتی
ہے اور ہماری حفاظت مذہبی اور حفظ مال و ناموس وغیرہ میں جہانتک اُس سے
ہوسکتا ہے اس میں کوشش کرتی رہتی ہے۔ رہا اسم محمدؐ البتہ اس میں ایک جمالی شان
پائی جاتی ہے۔ مختار الصحاح وغیرہ میں لکھا ہے والمحمّد بالتشدید الذی کثرت
خصاله المحمودة۔ ان معنوں میں سوائے شان جمالی کے کوئی شان جلالی نہیں پائی
جاتی قطر المحیط۔ قاموس اور صراح وغیرہ میں بھی اسم محمدؐ کے جمالی ہونے کی طرف
اشارات موجود ہیں۔ پس جبکہ اس قدر دلائل آیات سورہ صف کے اور کتب لغت
وغیرہ کے موجود ہیں تو پھر اُن کو کیونکر ترک کیا جاسکتا ہے ع ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مقامی دارد

برہانِ ثانی از مقدمۂ غایت البرہان تفسیر مولوی محمد حسن صاحب امروہوی

معرفت ششم عظیم الشان رفیع المنزلت سورۂ صف کے اوائل کی بابت ہیں جو فرماتا ہی

اذ قال عیسے ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یاد کر مخاطب جبکہ عیسیٰ بن مریم نے مجمع یہود میں جیسے فصل ۱۲ یوحنا کے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف رسول خدا ہوں تصدیق کرنے والا توریت کو بالخصوص فصل ۸ اسفر مثنی کہ وہ میرے حق میں نہیں بلکہ اُس رسول کے حق میں ہی کہ جسکی میں بشارت دینے والا ہوں کہ آوے میرے بعد نام اُس کا احمد ہو یعنی حکم کنندہ مثل موسیٰ اور قاموس میں حمد کے معنی شکر وثنا وجزا وقضا وحق کے لکھے ہیں اور جزا یعنی سزا کے بھی آتا ہے جیسے آیہ جزاء وفاقا سے ظاہر ہے اور یہ ساری باتیں فصل ۱۲ - یوحنا کی انجیل میں موجود ہیں چنانچہ فصل مذکور میں فریسیوں وغیرہ یہود عامہ کو تعلیم ہے اور ورس ۴۴ فصل مذکور میں رسالت کا ذکر ہے کہ یسوع نے پکار کر کہا کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے مجھ پر نہیں بلکہ اُس پر جس نے مجھے بھیجا ہے ایمان لاتا ہے ۴۵ وہ جو مجھے دیکھتا ہے میرے بھیجنے والے کو دیکھتا ہے ۴۶ میں جہان میں نور ہو کے آیا ہوں (جیسے ورس ۶ فصل ۴۲ یشعیا میں ہے کہ غیر قوموں کے لئے نور ہوگا اور ایسے ہی ورس ۲۱ فصل ۱۲ متی میں ہے) تاکہ جو کوئی مجھ پر ایمان لاوے اندھیرے میں نرہے اور اپنی تصدیق توراۃ رسالت پر حضور صلعم کو گواہ کرتے ہیں کہ ورس ۱۸ و ۱۹ فصل ۱۸ اسفر مثنی میں جو لکھا ہے کہ وہ نبی جو برادران اسرائیل اسرائیل کو فرماوے اُسکی سب سنو - اور ارشاد حضور صلعم سے مسیح کی نسبت رسالت ثابت ہوگی بنابران فرماتے ہیں ۴۷ اگر کوئی شخص میری باتوں کو سُنے اور ایمان نلاوے تو اُس پر میں حکم کرنے والا نہیں (جو ورس مذکورہ میں فصل ۱۸ اسفر مثنی کی مذکور ہیں) کیونکہ میں اِس لئے نہیں آیا کہ جہان پر حکم کروں - بلکہ اس لئے کہ

جہان کو بچاؤں (جیسے درس ۴۷ فصل ۴۹ یشیعا میں ہے کہ غیر قوموں کے لئے نور بخشا کہ تجھ سے میری نجات زمین کے کنارہ تک پہنچے) ۴۸ وہ جو مجھے رد کر دیتا اور میری باتوں کو قبول نہیں کرتا اس کے لئے ایک حکم کرنیوالا ہے (یعنی احکم احمد) کلام جو میں نے کیا ہے وہی اسکو پچھلے روز گنہگار ٹھرائیگا (۴۹ کیونکہ میں تو آپ سے نہیں کہتا بلکہ باپ نے جسنے مجھے بھیجا ہے مجھے فرمان دیا کہ میں کیا بولوں اور کیا کہوں انتہیٰ - اور ایسا ہی ہوا اور چونکہ اللہ پاک کو بھیجنے والا اور باپ کرکے فرمایا تو صاف ظاہر ہے کہ احتمال اس کا نہیں ہوسکتا کہ احکم سے مراد جو پچھلے دن آئے خدا ہوسکے اور پھر علمائے نصاریٰ فرنس میں گنہگار ٹھیرانے والے سے مراد درس ۱۹ فصل ۱۸ سفر تثنیٰ کے نبی کو لکھتے ہیں جو وہ مسیح نہیں ہیں - نہ خدا اور چونکہ مسیح یہود کے لئے سنگ سرزاویہ تھے جب حضور صلعم نے مسیح کی تصدیق کی تو بہتر اسلام لاکر یہود پھر گئے اور عبد اللہ بن سلام وغیرہ تو حسب ارشاد آیت یا ایھا الذین امنوا امنوا باللہ و رسولہ کے ایمان لائے دوسرے مرتد ہوگئے اور تباہ کئے گئے جیسے بنی نضیر - بنی لاوی و بنی قریظہ شمعونی پس اس طریق اشارہ سے مسیح کا ذکر فصل ۱۸ کا سفر تثنیٰ میں آگیا - یعنی اقوال حضور صلعم میں اسی سبب سے مسیح کی نسبت پیشین گوئی کلام موسےٰ سے نہ سمجھی جیسے مسیح کا قول ہے کہ موسے نے میری خبر تو دی ہے پر تم اسکو نہیں سمجھتے اور درس ۱۴ فصل ۷ نامہ عبرانیوں کا بھی صحیح ہوا کہ مسیح کی نبوت کی خبر موسے نے نہیں دی اور مسیح یہودا سے نکلے اور قوم یہود حضور صلعم کو نبی عرب اکثر جانتے تھے لیکن اکثر بنی اصفر و یاجوج و ماجوج دونوں قوموں کو ایک وجہ نصاریٰ رہیں دوسرے وہ جو ملحد ہوں سوائے ان کے جو آخر میں اسلام لاوینگے چونکہ کا فر رہنا ہے حضور صلعم پر لکھا ہی جیسے اکثر یہود کا بنظر مسیح کافر رہنا لکھا تھا اس وجہ سے انکو سخت ضد اسلام سے ہے حالانکہ مسیح نے صاف صاف فصل ۱۲ یوحنا میں ہے فقط بیان حضرت احمد صلعم نہیں کیا بلکہ اس سے پہلے حسب درس ۱۷ فصل ۲ یوحنا کی بھی خبر دی ہے کہ مجھکو خدا نے

اس لئے نہیں بھیجا کہ جہاں پر سزا کا حکم کرے ۱۸ وہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے
اُس کے لئے سزا کا حکم نہیں اور وہ جو ایمان نہیں لاتا اُس کے اوپر سزا کا حکم ہے
یعنی حضور احمدؐ صلعم سے اور آپ نے آخر وقت میں حسب ورس ۱۶ فصل ۱۶ مرقس کے
بھی یہی حکم دیا کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اور بپتسمہ پاتا ہے نجات پائے گا
اور جو ایمان نہیں لاتا اُس پر سزا کا حکم کیا گیا ہے جیسے حوالی مدینہ کے اہل
قریٰ کا حال ہوا ویسے سورہ اعراف میں پیشینگوئی کی گئی تھی اور مطابق فصل
۱۲ انجیل یوحنا کے جیسے مسیح کرہ حمار پر سوار ہو کر حضور صلعم کی پیشینگوئی کی ویسے ورس
۸ ۴ فصل ۲۱ متی میں خدا کی بادشاہت کی تمثیل ابراہیم کے دو بیٹوں کی اس وقت
میں فرمائی کہ اسماعیل کی اولاد پہلے نادرست رہی اور بعد کو سرسبز ہدایت ہوئی
جو بڑے تھے اور اسحاق جو چھوٹے تھے اُن کی اولاد اول میں صاحب ہدایت
تھی اور پھر خراب ہو گئی اور پھر ورس ۳۳ سے تمثیل باغ و باغبان میں اُس خداوند
کی پیشینگوئی کی جو نالائقوں کو سزا دے گا۔ پس سزا دہندہ وہی حضرت احمد صلعم
ہوئے اور ایسے ہی فصل ۲۰ لوقا میں ہے اور ویسے ہی فصل ۱۲ مرقس میں ہے
اس جگہ سے ورس ۹ ا فصل ۸ اسفر مثنیٰ کا ترجمہ ورس ۲۳ فصل ۳ کتاب اعمال میں کہا ہی
کہ جو اُس نبی موعود کی نہ سُنے گا وہ قوم سے ہلاک کیا جائے گا یعنی جزا دہندہ
و سزا دہندہ وہ نبی ہو گا یعنی احمد صلعم اور مسیح کی بار دگر تشریف آوری موقوف
تھی حضور صلعم کے آنے پر جیسے فصل ۳ کتاب اعمال سے ظاہر ہے کہ مسیح بار دگر
آئیں گے۔ لیکن اُس وقت تک نہ آئیں گے جب تک موسیٰ و دیگر حضرات انبیا کی
پیشین گوئی والے بھی نہ آئیں جیسے ظاہر ہو گا۔ واضح ہو کہ مولوی محمد حسن صاحب
کی تفسیر سے جو ہمنے معرفت ششم اس جگہ پر لکھی ہے وہ اس دعوے کے ثبوت
کے لئے لکھی ہے کہ اس وقت تک کے مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ پیشین گوئی صرف
نبی کریم عربی ہی کے لئے ہے وبس
میرے پاس بائبل عربی کا نسخہ مطبوعہ ۱۸۱۱ء کا موجود ہے اس لئے اُسکی عبارت

عربی لکھتا ہوں بسبب طول الت کے ترجمہ اُس کا نہیں لکھا گیا ناظرین کو چاہئے کہ اردو
فارسی انجیل سے اُس کا ترجمہ دیکھ لیویں ہیں اُمیں سے چند فوائد لکھوں گا انشاء اللہ تعالےٰ

برہان ثالث

مسلی لبنی
حیات النبی
روح الحق

یوحنا باب ۱۴ ورس ۱۶ و انا اسئل ابی فیعطیکم مسلیاً اخر لیثبت معکم
الی الابد روح الحق الذی لن یطیق العالم ان یقبلوہ لانہم لم یروہ ولم یعرفوہ
وانتم تعرفونہ لانہ مقیم معکم وھو ثابت فیکم لست ادعکم یتیما مالانی سوف
اجیئکم عن قلیل ۔ والعالم لیس یرونی وانتم ترونی لانی حی وانتم تحیون
فی ذالک الیوم تعلمون انتم انی فی ابی وانتم فی وانا فیکم ۔ من کانت عندہ
وصایای وحفظھا ذاک ھوالذی یحبنی والذی یحبنی یحبہ ابی وانا احبہ
واظھرلہ ذاتی ورس ۳۰ بعد اسکے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا اس لئے
کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اُسکی کوئی چیز نہیں آخر تک جسکی عربی یہ ہے
باب ۱۴ ۔ یوحنا ورس ۳۰ والان قد قلت لکم قبل ان یکون حتی اذا کان تومنون
ولست اکلمکم کثیراً لان رئیس العالم یاءتی ولیس لہ فی شئ ۔ لکن لیعلم العالم انی
احب الاب وکما اوصانی الاب کذالک افعل قوموا من ھھنا ننطلق

معزی

باب ۱۵ یوحنا ورس ۲۶ اذا جاء المعزی الذی ارسلہ الیکم روح الحق الاتی
من الاب فھو یشھد لی وانتم ایضاً تشھدون لانکم معی منذ الابتداء
باب ۱۶ یوحنا ورس ہفتم لکنی اقول لکم الحق انہ خیر لکم ان انطلق لانی ان
لم انطلق لم یاءتکم المعزی فاذا انطلقت ارسلناہ الیکم فاذا جاء ذاک فھو یوبخ
العالم علی الخطیۃ وعلی البر وعلی الحکم ۔ اما علی الخطیۃ فلانہم لم یومنوا بی ۔ واما

رئیس

علی البر فلانی منطلق الی الاب ولستم ترونی واما علی الحکم فان رئیس
ہذا العالم یدان وان لی کلاما کثیرا ارید ان اقولہ لکم لکنکم لستم تطیقون

شرلعیت کاملہ

حملہ الآن فاذا جاء روح الحق ذاک فھو یرشدکم الی جمیع الحق لانہ

لیس ینطق من عندہ بل یتکلم بما یسمع و یخبرکم بما یاتی - وذالک یمجدنی لانہ یاخذ مما لی و یخبرکم۔

باب ۱۲ - یوحنا ورس ۴۴ فصرخ یسوع قائلاً من یومن بی فلیس یومن بی فقط بل وبالذی ارسلنی ومن رانی فقد رای الذی ارسلنی انا جئت نوراً للعالم کی کل من یومن بی لا یمکث فی الظلام ومن یسمع کلامی ولا یحفظہ انا لا ادینہ لانی لم ات لادین العالم بل لاخلص العالم - ومن یجحدنی ولم یقبل کلامی فان لہ من یدینہ الکلمۃ التی نطقت بہا ھی تدینہ فی الیوم الاخر لانی لم اتکلم من ذاتی وحدی بل الاب الذی ارسلنی ھو اعطانی الوصیۃ بما اقول و بما انطق وانا اعلم ان ھی حیاۃ الابد والذی اتکلم بہ انما انطق بہ کما قال لی الاب باب ۱۲ یوحنا ورس ۴۴ تا ۵۰ - ان ورسول کے اوپر یہ الفاظ ہیں

قد حضرت دینونۃ ھذا العالم الاٰن یلقیٰ رئیس ھذا العالم الی الخارج

فقال ھم یسوع ان النور معکم زماناً یسیراً فسیروا فی النور ما دام لکم النور لئلا یدرککم الظلام لان الذی یمشی فی الظلام لیس یدری این یتوجہ ....

برہان رابع

اسمہ احمد کے پہلے جو اذ قال موسیٰ لقومہ میں حضرت موسیٰؑ کا جو ذکر ہے اور یہاں مصدقاً لما بین یدیّ من التوراۃ فرمایا گیا ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ اس رسول عظیم الشان کی پیشگوئی حضرت موسیٰ نے بھی کی ہے تفسیر ابو سعود میں لکھا ہے معطوفاً معطوفاً علی مصدقاً داع الی تصدیقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مثلہ من حیث ان البشارۃ بہ واقعۃ فی التوراۃ

اب میں آنحضرت صلعم کی چند صفات حمیدہ لیکر کتاب و سنت سے مطابقت کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ صفات مذکورہ واقعات کے مطابق ہو جاویں - اول صفت آپ کی یوحنا باب ۱۴ ورس ۱۶ میں مسلیا لکھی ہے یعنی تسلی دینے والا اور تسکین کرنے والا یہ صفت مذکورہ آنحضرت صلعم کی آپ کے ساتھ ایسی مختص ہے کہ کسی دوسرے نبی میں بحیثیت کذائی نہیں پائی جاتی - بڑے بڑے معرکوں اور ہولناک موقعوں

ما ینطق عن الہوےٰ

بڑا سزا دینے والا

تسلی دینے والا

ہیں جو جہاد وغیرہ میں پیش آئے ۔ طرح طرح سے یہ تسلی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر نازل ہوئی کما قال اللہ تعالیٰ ۔ یمدد کم ربکم بخمسۃ الآف من الملائکۃ مسومین وما جعلہ اللہ الا بشریٰ لکم ولتطمئن قلوبکم بہ ؁ پھر یہ اطمینان ایک مرتبہ نہیں بلکہ بارہا جب کبھی موقعہ خطرناک واقع ہوا حضرت کے صحابہ کرام کو ایسا کامل مطمئن فرما دیا گیا کہ جسکی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی ایضا قال اللہ تعالیٰ ۔ اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین وما جعلہ اللہ الا بشریٰ ولتطمئن بہ قلوبکم ؁ ایضاً قال اللہ تعالیٰ الذین آمنوا وتطمئن قلوبہم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ؁ دوسری صفت آپکی المعزّی ہے یعنی تعزیت کرنے والا اور صبر دلانے والا یہ بھی آپ کی صفت آپ کے ساتھ ایسی مختص تھی کہ دوسری جگہ نہیں پائی جاتی ۔ صحابہ کرام کے قلوب میں صبر ایسا کوٹ کوٹ کر بھرا گیا تھا کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں بیان فرماتا ہے قال اللہ تعالیٰ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون ؁ ایضاً وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر ۔ تیسری صفت آپ کا حیات النبی ہونا یعنی دین محمدی اور قرآن مجید کا ابد تک محفوظ رہنا جو بیثبت معکم الی الابد سے ثابت ہی کما قال اللہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور واقعات بھی گواہی دے رہے ہیں کہ ہر ایک شہر دنیا میں اور اُسکے ہر ایک محلہ میں بلکہ ہر اک گھر میں قرآن مجید کے حفاظ ہر زمانہ میں کس قدر ہوتے رہے ہیں اور کس قدر اب موجود ہیں اور دین اسلام کے علمائے ربانی سے بھی کوئی زمانہ خالی نہیں جاتا اور پھر سر صدی پر مجدد ہوتے رہے اور اس اخیر صدی میں مسیح موعود مبعوث ہو

حیات النبی
بیثبت معکم الی الابد

اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل حدیث موجود ہے وان اللہ یبعث علی راس کل مایتہ سنۃ من یجدد لھا دینہا وغیرہ وغیرہ

روح الحق

چوتھی صفت آپ کا روح الحق ہونا۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وانہ لتنزیل رب العالمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین ۱۹/۵ ایضاً قال اللہ تعالیٰ۔ قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق لیثبت الذین آمنوا وھدی وبشری للمسلمین ۱۴/۱۶ اور آپ کا تو ذکر ہی کیا ہے آپ کے غلاموں پر روح القدس نازل ہوتا رہتا ہے قال اللہ تعالیٰ اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدھم بروح منہ ۲۸/۲۲ ایضاً قال اللہ تعالے ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون ۱۴/۱ ایضاً قال اللہ تعالیٰ رفیع الدرجات ذو العرش یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق ۲۴/۲ آنحضرت صلعم کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں وکذالک اوحینا الیک روحاً من امرنا ۲۵/۶ پانچویں صفت آپ کا سخت سزا دینا معاندین یہود وغیرہ کو جو قدحضرت دینونۃ ھذا العالم الآن وغیرہ میں مذکور ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ما قطعتم من لینۃ او ترکتموھا قائمۃ علی اصولہا فباذن اللہ ولیخزی الفاسقین ۲۸/۴ اور لطف یہ ہے کہ جو یہودان درسوں میں حضرت عیسی کے مخاطب ہیں۔ ان ہی کے اولاد وغیرہ میں سے آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں جو سخت مخالفت کے ساتھ پیش آئے بسبب انکے سخت عناد کے سخت سزا ئیں اُن کو دی گئیں اور یہ صفت آپکی بخوب ترین وجہ پورے طور پر واقع ہوئی اور اسم احمد میں بھی اس صفت کی طرف اشارہ ہی۔ کیونکہ احمر کے معنی سزا دہندہ تر کے بھی ہیں۔

شریعت کامل ہونا یرشدکم الی جمیع الحق

چھٹی صفت۔ آپ کی شریعت کا کامل ہونا یہ تو ہمارے نبی کا دعوے صادقہ ہی ہے کہ ہماری شریعت ایسی کامل ہے کہ تمام قوانین دین و دنیا

کے اس میں موجود ہیں کما قال اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا - ساتویں صفت تمام جہان اور کل جہان کے لوگوں پر آپ کا سردار ہونا احادیث صحاح میں یہ آپ کا دعویٰ مذکور ہے وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ واوّل من ینشق عنہ القبر واول شافع واول مشفّع رواہ مسلم ایضاً وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلعم انا سیّد ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی وانا اول من تنشق عنہ الارض ولا فخر رواہ الترمذی حضرت ابی موسیٰ اشعری سے مشکوٰۃ شریف میں بروایت ترمذی ایک حدیث طویل میں منقول ہے - قافلہ قریش جو بحیرا راہب کے دیر کے قریب ٹھیرا ہوا تھا بحیرا آیا اور قافلہ کے درمیان پھرا اور انحضرت صلعم کہ جن کی عمر اُس وقت ۱۲ سال کی تھی اُس نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا ھٰذا سیّد العالمین - ھٰذا رسول ربّ العالمین قریش کے جو بڈھے لوگ تھے اُنھوں نے بحیرا سے دریافت کیا کہ تجکو اس بات کا علم کس طرح ہوا - اُس نے جو بہت سی علامات نبوۃ کی دیکھی تھیں اور معجزات دیکھے تھے وہ بیان کئے اُس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کا تمام جہان کے لوگوں پر سردار ہونا علمائے نصاریٰ کو بھی معلوم تھا بلکہ مسلم تھا -

آٹھویں صفت - تمام باتیں اُسکی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونگی قال اللہ تعالیٰ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ یہ صفت آپ کی قرآن مجید میں جا بجا موجود ہے - نویں صفت آپکی سب سے زیادہ حکم کرنیوالا اور سب سے بڑا حاکم ہونا قال اللہ تعالیٰ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا ولکن اکثر الناس لا یعلمون - ایضاً فلا وربّک لا یومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما اس سے بڑھ کر اور بڑا حاکم کون ہوسکتا ہے دسویں صفت آپ کا احمد ہونا یعنی سب انبیا سے زیادہ تر اللہ تعالیٰ کی ستایش کرنیوالا

ہونا یہ صفت آپ کی تو اس رسالہ میں ثابت ہی کی گئی ہے یہاں پر چند باتیں اور معلوم کر لینی چاہئیں - اول یہ کہ حضرت عیسیٰ نے جو بشین گوئی مندرجہ سورۂ صف فرمائی تھی کیا انھوں نے بھی لفظ احمدؐ اپنی زبان سے بولا تھا یا کوئی اور لفظ ہم معنی اسکے فرمایا تھا اسکی تحقیق مولوی رحمت اللہ صاحب اظہار حق میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی زبان عبرانی تھی انھوں نے احمدؐ ہی نام بولا تھا (خواہ کسیقدر لہجہ میں اختلاف ہو کیونکہ عبرانی زبان کا لہجہ عربی کے قریب قریب ہی کچھ لہجہ ہوتا ہے) مگر جب اس کا ترجمہ یونانی زبان میں ہوا تو اسکے ہم معنی لفظ پیرکلیوطوس ترجمہ ہوا پھر جب عربی میں اسکا ترجمہ ہوا تو فارقلیط ہوا غرضکہ مختلف زبانوں میں جو ترجمے ہوئے تو اسکے الفاظ بدلے گئے کہیں پرکلوس ہے کہیں پاراکلوس غرضکہ ان سب الفاظ کے مادوں میں معنی ستایش کے داخل ہیں اگر یہ امر تسلیم کیا جائے تو بھی یہ آپ کی صفت ایسی ہے کہ حدیثوں سے بھی بخوبی ثابت ہوتی ہے بلکہ بواسطہ حضرت نبی کریمؐ کے آپ کی امت میں بھی موجود ہے وانا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ آدم فمن دونہ ولا فخر اور کعبؓ حبار کی حدیث میں منجملہ دیگر صفات کے یہ بھی لکھا ہے وامتہ الحمادون یحمدون اللہ فی السراء والضراء یحمدون اللہ فی کل منزلۃ ویکبرونہ علی کل شرف الحاصل اس رسالہ میں تو اس امر کے لئے تمام اھل مذاہب سے تحدی کی گئی ہے کہ سوائے دین اسلام کے کسی دین میں اللہ تعالیٰ کی ستایش اور حمد ایسی بیان نہیں کی گئی کہ جس قدر دین اسلام میں محامد الٰہیہ بیان ہوئے ہیں پس اس لحاظ سے بھی تسمیہ احمدؐ کا استحقاق سوائے آپ کے کسی کو حاصل نہیں - انجیل یوحنا جو عربی زبان میں ۱۸۳۳ء و ۱۸۳۱ء میں مطبوع ہوئی ہے اس میں فارقلیط لکھا ہے جو بمعنی احمدؐ کے ہے اور آپ کے احمدؐ ہونے کی وجہ سے بھی یہ فضیلت حاصل ہے کہ سب انبیاؤں سے پیشتر آپ ہی جنت کے دروازہ کو کھولیں گے - چنانچہ اس حدیث میں آیا ہے وعن انس قال قال

رسول اللہ صلعم آتی باب الجنۃ یوم القیامۃ فاستفتح فیقول الخازن من انت فاقول محمدؐ فیقول بک امرت انی لا افتح لاحد قبلک رواہ مسلم اور اسی احمد ہونے کی وجہ سے حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں متی باب ۳ ورس ۱۱ لیکن وہ جو میرے بعد آتا ہے مجھ سے زور آور ہے کہ میں اسکی جوتیاں اٹھانے کی لایق نہیں وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بتسمہ دے گا اس کا سوپ اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنے کھلیان کو خوب صاف کرے گا اور اسی احمد ہونیکی وجہ سے آپ کا نام حبیب اللہ وغیرہ ہوا چنانچہ حدیث میں ہے کہ جس کا آخر یہ ہے عن ابن عباس الا انا حبیب اللہ ولا فخر وانا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ آدم فمن دونہ ولا فخر وانا اول شافع واول مشفع یوم القیامۃ ولا فخر وانا اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فیدخلنیہا ومعی فقراء المومنین ولا فخر وانا اکرم الاولین والآخرین علی اللہ ولا فخر رواہ الترمذی و الدارمی لواء الحمد کی حدیث متعدد طریق پر آئی ہے دیکھو مشکوٰۃ شریف ایضًا عن جابر ان النبی صلعم قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا اول شافع ومشفع ولا فخر رواہ الدارمی

حضرت مسیح موعود کو جس قدر نبی کریم سے محبت تھی اس کا بیان یہاں پر کب ہو سکتا ہے

تیرے منہ کی ہی قسم اے میرے پیارے احمد ⁂ تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

کہیں فرماتے ہیں ؎ تا نہ لور احمد آید چارہ گر ⁂ کس نمی گیرد ز تاریکی بدر

کہیں ارشاد ہی ؎ سر و ارم فدائے خاک احمد ⁂ دلم ہر وقت قربان محمد کہیں یوں ارشاد ہوا ہے ؎

گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد وضلال ⁂ چوں دل احمد نمی بینم دگر عرش عظیم

اور کہیں بطور مرثیے کے فرماتے ہیں

بیکسی شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست	ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست
ایجزا ہرگز مکن شاداں دل تاریک را	آنکہ او را فکر دین احمد مختار نیست

کہیں ارقام فرمایا ہے ؎

این دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت　　کثرت اعدائے ملت قلت انصار دین

اور کہیں ارشاد کیا ہے ؎

امت احمد نہاں دارد دو ضد اندر وجود　　بشنو اند شد مسیحا بشنو اند شد یہود

اور کہیں لغت میں فرماتے ہیں ؎

انبیا روشن گہر ہستند لیک　　ہست احمد زاں ہمہ روشن ترے

اور جس جگہ پر آپ کا نام الہام میں احمدؐ آگیا ہے وہاں تصریح فرمادی ہے کہ مراد اس سے ظلی احمدؐ ہے نہ اصلی احمدؐ دیکھو صفحہ ۴۴۳ حقیقت الوحی - اور ایک حدیث ابن عباسؓ کے آخر میں یوں آیا ہے وما فضلہ علی الانبیاء قال قال اللہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم فیضل اللہ من یشاء الآیہ وقال اللہ تعالیٰ لمحمد صلعم وما ارسلناک الا کافۃ للناس فارسلہ الی الجن والانس رواہ الدارمی بالفعل ان ہی دس خصائل حمیدہ بیان کردہ حضرت عیسیٰ پر اکتفا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ کے کلام ابواب یوحنا - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ میں پائے جاتے ہیں اور یہیں وجہ اہل کتاب کی نسبت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم ورنہ آپ کے صفات حمیدہ اور اوصاف جمیلہ کتب بائبل میں باوجود صدہا تراجم ہوجانے کے اور باوجود تحریف کردینے اہل کتاب کے اس قدر پائے جاتے ہیں کہ اس رسالہ مختصر میں اُن کا بیان نہیں ہوسکتا ولنعم ماقیل بلغ العلےٰ بکمالہ ؛ کشف الدجیٰ بجمالہ ؛ حسنت جمیع خصالہ ؛ صلوا علیہ وآلہ ؎

شان احمد راکہ داند جز خداوند کریم　　آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

یعنی النبی والنبیا یہ امر تو مسلم ہے کہ آنحضرت صلعم کی ذات مبارک میں ایک شان جلالی ضرور تھی چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ نصرت بالرعب مسیرۃ شہر واحلت لی الغنائم وبینا انا نائم واتینی اتیت بمفاتح خزاین الارض فوضعت فی یدی یہ سب الفاظ متفق علیہ حدیث میں وارد ہوگئے ہیں جو دلالت

کرتے ہیں کہ آپ کی شان جلالی بھی تھی اور حضرت اقدس کو بھی آپ کی شان
جلالی کا ہونا مسلم ہے قرآن مجید سے بھی یہ شان جلالی آپ کی ثابت اور معلوم
ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ ما قطعتم من لینۃ او ترکتموھا قائمۃ علی اصولھا
فباذن اللہ ولیخزی الفاسقین اور چونکہ مادہ حمد میں ایک معنی ایسے ہیں
جو شان جلالی کی طرف مشعر ہیں چنانچہ قاموس میں لکھا ہے الحمد الشکر والرضاء و
الجزاء و قضاء الحق پس قضاء الحق اور جزا جس میں سزا بھی داخل ہو شان جلالی
کی طرف مشعر ہے۔ قطر المحیط میں لکھا ہے حمد حقہ قضاہ وحمد علی الشئ جزاہ
وحمد ایضاً یحمد حمداً غضب الحمادی شدۃ الحر۔ حمدۃ النار صوت التہابہا۔ یوم
محتدم شدید الحر صراح میں لکھا ہے حمدۃ النار آواز آتش۔ ان سب مواد میں
وصف جلالی کی طرف ضرور اشارہ ہے۔ اب دیکھنا یہ رہا کہ ان معنوں جلالی کی طرف
آیا اسم محمد میں اشارہ پایا جاتا ہے یا احمد میں پس یہ تو ظاہر ہے کہ صیغہ محمدؐ مفعول کا
صیغہ ہے جس میں انفعال پایا جاتا ہے۔ اگر غضب کے معنی کا لحاظ رکھیں تو نعوذ باللہ
آپ کو مغضوب ہرگز نہیں کہہ سکتے ہیں اور نہ اور کوئی غیر آپ کے ہو۔ آپ پر حکم ہو کر
قضا رعن کر سکتا ہے غرضکہ لغت کی رو سے بلحاظ شان جلالی کے یہ صیغہ مفعول
کا آپکی نسبت درست نہیں ہو سکتا ہے۔ اب رہا صیغہ احمدؐ کا جو افعل التفضیل کا صیغہ
ہے گو صیغہ افعل کا کبھی مفعول کے لئے بھی مستعمل ہو جاتا ہے۔ مگر اکثر اس کا استعمال
فاعلیت ہی کے معنوں میں آتا ہے جس میں شان جلالی پائی جاتی ہے۔ پس
جبکہ آنحضرتؐ میں شان جلالی موجود ہے اور نام پاک محمدؐ میں تو حسب دلائل مذکورہ
کے شان جلالی موجود نہیں ہے تو متعین ہوا کہ ان دونوں ناموں میں سے صرف
احمدؐ ہی کے نام میں شان جلالی ہے وبس اور سورۃ صف میں اسی رسول عظیم الشان
کی پیشگوئی ہے جس میں شان جلالی ہو کما مر و سیاتی۔ پس متعین ہوا کہ آیت ومبشرا
برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں اصلی اور حقیقی احمدؐ آنحضرت صلعم ہی ہو سکتے
ہیں لاغیر کیونکہ حضرت جری اللہ تو باتفاق فریقین جمالی شان کے ساتھ مبعوث ہو

ہیں ہاں ظلی طور پر آپ میں صفت احمدیت بھی موجود ہے - وہو المدعا
واضح ہو کہ یہود کی عداوت دین اسلام کے ساتھ سخت تر اس لئے واقع ہوئی
تھی کہ یہود حضرت عیسیٰ کے سخت تر دشمن تھے مگر اسلام میں حضرت عیسیٰ پر ایمان لانا
ضروریات سے تھا اس لئے دین اسلام سے انکو اشد عناد ہو گیا تھا - پس انکو دونی
عداوت دین اسلام سے پیدا ہو گئی تھی اور اسی عناد مضاعف در مضاعف کے
سبب انکو مضاعف در مضاعف سزا بھی دی گئی پس اس ورس کی پیشینگوئی پورے
طور پہ واقع ہو گئی کہ یعنی جو بات میں نے کہی اس سے اخیر روز میں اسکی سزا کا حکم
ہو گا اور یہیں اوجہ اس زمانہ آخری بعثت محمدی کو نسخہ عربی مطبوعہ ۱۸۱۱ء
میں گویا یوم الدین کہا گیا ہے یعنی دن جزا اور سزا کا کسی جگہ پر تو یہ عبارت ہے
قد حضرت دینونۃ ھذا العالم الآن اور کسی جگہہ پر ومن جحدنی ولم یقبل کلامی
فان لہ من یدینہ الکلمۃ التی نطقت بہا ھی تدینہ فی الیوم الآخر - والدین
الجزاء والمکافات والحساب والقہر والغلبۃ والاستعلاء والسلطان
والملک والحکم والقضاء الدینونۃ القضا قطر المحیط الدیان - القہار
والقاضی والحاکم والسائس - والحاسب والمجازی الذی لا یضیع عملا
بل یجزی بالخیر والشر وھو من صفتہ تعالیٰ - پس اعتراض عیسائیوں وغیرہ
کا ایسی سخت سزا پر جو قرآن مجید میں اور کتب سیر میں مذکور ہے ساقط ہوا
الحاصل قرآن مجید اور کتب مقدسہ سے بخوبی ثابت ہوا کہ یہ پیشین گوئی بشارت
حضرت عیسیٰ کی نبی کریم صلعم کے لئے ہی مخصوص ہے جس کا اسم مبارک احمد ہے
وہو المطلوب

برہان خامس

واضح ہو کہ احمد کی پیشین گوئی جو کتب بائبل اور اناجیل میں مندرج ہے آپ کی
بعثت کے قبل سے تمام اہل کتاب عیسائیوں وغیرہ میں منتظر الوقوع تھی اور زمانہ
اسکے وقوع کا بہت قریب سمجھتے تھے - بلکہ مصنفین عیسائی اس کے معترف تھے سورۂ

بنیّہ میں اسکو واضح کردیا گیا ہے - حدیث طویل شفاعت کی جو متفق علیہ حدیث ہے اور دیگر صحاح میں بھی موجود ہے اُسکے آخر کا حاصل ترجمہ ہم یہاں پر لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اُس وقت میں ایسے محامد الٰہی بیان کروں گا کہ اس وقت میرے ذہن میں نہیں ہیں - اُسی وقت اللہ تعالیٰ میرے دل میں ڈالے گا اور جتنی دیر تک خدائے تعالیٰ چاہے گا میں سجدہ میں ہوں گا - پھر اللہ تعالےٰ فرماوے گا۔ یا محمد ارفع راسک سل تعط و تشفع تشفع اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر اُٹھاؤ جو تم مانگوگے ملیگا اور جس کی شفاعت کروگے قبول ہوگی اخیر میں اس حدیث کے ہے کہ یہی قایم ہونا ہے آپ کا مقام محمود میں جس کا وعدہ قرآن مجید میں عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً میں ہے - اس حدیث اصح الصحاح کو اگر اول سے اخیر تک مطالعہ کیا جائے تو بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی نبی آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ تک ایسا نہیں گذرا ہے جو اس مقام محمود میں کھڑا ہوکر شفاعت کرے اور سر اُس کا یہی ہے کہ صفت احمدیت میں کوئی نبی آپ کی برابری نہیں کرسکتا ہے - پس اس حدیث شفاعت کبریٰ سے بھی ثابت ہے کہ حقیقی اور اصلی احمدؐ آپ ہی ہیں اور واقعات سے بھی ثابت ہوگیا کہ آپ کی برابر کسی نبیؑ نے بھی محامد الٰہی بیان نہیں کئے اور اس عالم میں اور دوسرے عالم میں بھی قیامت کے روز آپ کی صفت احمدیتؐ علیٰ رؤس الخلایق تمام خلایق اور جملہ انبیاؤں پر واضح ہوجائے گی یعنی یہ کہ اس وصف احمدیت میں آپ کا شریک کوئی نہیں ہے اور یہی وجہ قوی ہے کہ مقام شفاعت کبریٰ میں سوائے حضرت احمد صلعم کے اور کوئی نبی کھڑا نہیں ہوسکے گا سچ فرمایا حضرت مسیح موعود نے کہ ؎

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم ۔ آنچنان از خود جدا شد کز میان افتاد میم

پس یہ کہنا کہ پیشین گوئی مندرجہ سورہ صف کی اصل میں حضرت مسیح موعود کی شان میں ہے اس لئے کہ آپ کا نام والدین نے احمدؑ رکھا تھا - مگر چونکہ حضرت خاتم النبیین جامع تمام اوصاف کے ہیں اس لئے ثانوی طور پر آپ بھی احمدؐ ہیں

ان دلائل کے خلاف ہے اور عکس القضیہ ہوا جاتا ہے حقیقی اور اولین مصداق اسکے آپ ہی ہیں۔ ہاں آپ کی غلامی کے طفیل دوسرا بھی ہوسکتا ہے۔ وہس و ہوالمدعا۔

برہان سادس

از کتب سیر

اشعار تبع کے

فتوح الشام صفحہ ۷۰ تبع نے قبل ظہور آنحضرتؐ کے ذکر رسول اللہ کا کیا تھا اور گواہی نبوت کی دی تھی اور اشعار نعت کے تصنیف کئے تھے اور وہ اشعار یہ ہیں ؎

شہدت علی احمد انہ رسول من اللہ باری النسم

گواہی دیتا ہوں میں احمدؐ پر تحقیق کہ وہ بھیجے ہوئے خدا کے ہیں جو پیدا کرنیوالا جانوں کا ہے ؎ لہ امۃ سمیت فی الزبور ؛ یا مۃ احمد خیر الامم اُن کے واسطے امت ہوگی نام رکھے گئے ہیں زبور میں ساتھ امت احمدؐ کے جو بہترین امتوں کی ہوگی ؎ فلومد عمری الی عصرہ ؛ لکنت وزیرًا لہ وابن عم ۔ پس اگر بڑھے گی عمر میری اُن کے زمانہ تک ۔ البتہ ہوں گا میں وزیر اور ابن عم اُن کا

قول یوقنا کا

فتوح الشام صفحہ ۲۲۶ (ذکر گفتگوئے یوقنا کا ابوعبیدہ بن جراح سے مقام حلب میں) یوقنا کہتے ہیں ابوعبیدہ سے فتح اسلام کی بیان کرتے ہوئے کہ نبی تمہارے بالضرور وہی ہیں جن کا ذکر توریت وانجیل میں ہے اور وہ وہی ہیں جنکی بشارت عیسیٰ بن مریم نے دی تھی ۔ ہمیں کوئی شک وشبہ نہیں ہے

خالد بن ولید کا قول

فتوح الشام صفحہ ۲۲۶ (گفتگو باہان وخالد بن ولید) خالد بن ولید کی گفتگو جو باہان سے ہوئی ہے اُس میں خالد کا یہ قول منقول ہے کہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ وان محمدًا رسول اللہ بشر بہ المسیح وعیسیٰ

ہرقل کا قول

فتوح الشام صفحہ ۳۴۵ (بوقت فرمان پہنچنے رسولؐ کریم ہرقل کے پاس) ہرقل نے بلایا تھا اپنے بطارقہ اور مصاحبین کو اور کہا تھا کہ یہ وہی نبی مبعوث ہیں

جن کی بشارت ہمکو مسیح نے دی ہے - آخر اُن صفات تک جو حضرت کی اور اُنکی امت کی بیان کی ہیں

ہرقل کا سوال اور قیس بن عامر کا جواب

فتوح الشام صفحہ ۷۴ سطر گفتگو ہرقل کی قیس بن عامر سے جو ایک بہت طویل گفتگو ہے) اس میں ہرقل کا یہ سوال لکھا ہے - پس کہا ہرقل بادشاہ نے کہ جانو تم اس امر کو کہ وہ نبی جنکی بشارت عیسیٰ مسیح نے دی ہے وہ گواہ ہونگے دنیا میں اور گواہ ہوں گے لوگوں پر قیامت کے دن قیس بن عامر نے کہا کہ یہ صفت ہمارے نبی کی ہے - آخر گفتگو تک جس میں حضرت صلعم کی بہت سی صفات بیان کی گئی ہیں

قول رفاعہ کا اپنے بیٹے مرتد کی فہمایش میں

فتوح الشام صفحہ ۳۵۵ (رفاعہ بن زہیر جنھوں نے اپنے بیٹے عامر مرتد کو بہت فہمایش اشعار میں کی ہے) وہ شعر یہ ہیں ؎ ابنی غرتک الحیوۃ ؛ فصرت تکفر بالعلیم اے بیٹے میرے فریب دیا تجکو زندگانی نے - پس ہو گیا تو کافر ساتھ جاننے والے اور پوشیدہ وظاہر کے ؎ ابنی صرت فی الشقاء ؛ من بعد کونک فی النعیم اے میرے بیٹے پھر گیا تو بجانب بدبختی کے بعد ہونے اپنے کے ناز ونعمت میں ؎ ابنی ما تخشی العذاب ؛ اذا عبرت علی الجحیم اے میرے بیٹے نہیں ڈرتا ہے تو عذاب اور سختی سے - جس وقت کہ گذرے گا تو دوزخ پر ؎ اما تستحی من احمد ؛ یوم القیامۃ والخصوم نہیں حیا کرتا ہے تو احمد صلعم سے بیچ دن قیامت اور خصومت کے ؎ اما ابوک فقد حذا ؛ من اجل کفرک فی ھموم آیا نہیں ہو گیا ہے یہ باپ تیرا کل کے روز یہ سبب تیرے کفر کے رنج اور اندوہ میں ؎ این المفر اذا دعا ؛ اللہ فی یوم العظیم کہاں ہو گی جائے قرار جس وقت پکارے گا تجکو اللہ بیچ دن بزرگ کے۔ ؎ ویقول یا عبدی کفرت ؛ بواحد صمد قدیم اور کہے گا اے میرے بندے کفر کیا تو نے ساتھ یکتا اور بے نیاز قدیم کے الی آخر الاشعار

قول ایک مجاہد کا جنگ میں جس میں احمد کا نام درج ہے

فتوح الشام صفحہ ۲۰۴ نام احمد کا مسلمانوں میں ایسا مشہور تھا کہ بمقابلہ

کفار کے جو اشعار رجز کے پڑھے تھے اُنمیں بھی احمدؐ کے نام کو ذکر کرتے تھے
چنانچہ ایک مسلمان کا شعر رجز میں یہ ہے ؎ وادخل الجنۃ ذات نسق
مجاوراً لاحمدؐ فی المرتفق اور داخل ہوں گا میں بہشت میں جو آراستہ اور مرتب
ہے۔ نزدیک ہوں گا میں احمد صلعم سے رفاقت میں

خالدبن ولید کے رجز میں احمدؐ کا نام

فتوح الشام صفحہ ۱۴۹۔ (خالدبن ولید کے اشعار رجز میں بھی احمدؐ کا نام
مذکور ہے من جملہ اُن اشعار کے ایک یہ شعر ہے ؎ لانی نجم بنی مخزوم
وصاحب لاحمدؐ کریم اس واسطے کہ میں ستارہ بنی مخزوم کا ہوں اور صحابی
احمد کریم کا ہوں الحاصل پیشین گوئی اسمہ احمدؐ کے وقوع کی منصفین عیسائیوں میں بھی
ایسی مشہور تھی کہ اُن کو اُس کا وقوع مسلم تھا اور صحابہ کرام بھی اپنے اشعار رجز
میں پڑھتے تھے

فتوح الشام صفحہ ۱۸۷ ایک راہب خوبصورت بوڑھا تھا جس کا نام میماح
تھا وہ دین اسلام کی طرف راغب تھا یہ بحیرا راہب کا شاگرد یا رفیق تھا۔ اس سے
اور حضرت خالدؓ سے ملاقات ہوئی تھی علاوہ دیگر مناظرات کے اُس سے اور سار
راہب سے نبوت نبی کریم کی بابت بھی مناظرہ ہوا تھا۔ سار نے یہ اعتراض کیا تھا
کہ وہ نبی جن کی بشارت عیسیٰ بن مریم نے دی ہے وہ حجاز سے ظاہر ہوں گے اور
جائیں گے وہ آسمان پر اور کلام کرے گا اُن سے پروردگار اُن کا اور نہیں
سنی ہم نے یہ بات کہ یہ شخص آسمان پر بھی گئے۔ پس کہا خالد بن ولید نے قسم ہے
اللہ کی چڑھائے گئے تھے وہ آسمان پر پھر قرآن شریف واحادیث سے خالد
بن ولید نے آپ کی معراج کو ثابت کیا اور میماح نے تصدیق کی تھی۔ غرضکہ
پیشین گوئی اسمہ احمدؐ کی عیسائیوں کے درمیان میں بھی بہت مشہور تھی اور
منصفین عیسائی آپ ہی کی ذات پاک کے لئے تسلیم کرتے تھے۔

فتوح الشام صفحہ ۱۰۴ عیسائی یوقنا حاکم حلب جو اسلام میں داخل ہو گیا
تھا دین اسلام کی تعریف کرتا ہوا اہل طرابلس سے کہتا ہے پس ہدایت کی

ہمکو اللہ تعالےٰ نے اُن کے سبب سے اور ملا دیا ہم کو اُن کے تحفے محمد صلعم کے دین میں اور وہ بنی امی بھیجے گئے ہیں جن کا ذکر انجیل میں ہے اور بشارت دی ہے اُنکی مسیح ابن مریم نے اور تحقیق دین اسلام برحق ہے اور قول اہل اسلام کا سچا ہے فتوح الشام صفحہ ۱۳۴ (راہب) بحیرا راہب کے دیر میں رہتا تھا اُس نے قافلہ قریش کو جن کے ہمراہ آنحضرت صلعم حضرت خدیجہ کی طرف سے تجارت کے لئے گئے تھے اور اُس کے دیر کے پاس ٹھیرے تھے اُسنے طرح طرح کے خوارق عادات مشاہدہ کئے تھے۔ اُسکا قول لکھا ہے کہ قسم ہے خدا کی کہ دین اسلام دین مضبوط اور راہ راست ہے اور وہی دین ہے جس کی بشارت عیسیٰ نے دی ہے فتوح الشام صفحہ ۱۴۴ اور بہی بابیل یوقنا سے گفتگو کرتے ہوئے بحیرا راہب کا قول نقل کرتا ہے اور خبر دی ہے مجکو بحیرا راہب نے اس امر کی کہ اُسنے پڑھا اور پایا تھا علم سابق اور کتاب ناطق میں اس امر کو کہ ایک جماعت نے انبیاؑ کے تکیہ دیا تھا اُس درخت پر اور بیٹھے تھے وہ اُسکے نیچے پس جب تکیہ دیا تھا اُسکو رسول اللہ صلعم نے اور پتے دار ہو گئی تھیں شاخیں اُسکی اور پختہ اور رسیدہ ہو گئے تھے پھل اُسکے تعجب کیا تھا میں نے اس امر سے اور سنا تھا میں نے بحیرا راہب سے در آنحالیکہ وہ کہتا تھا کہ قسم ہے خدا کی یہ وہی نبیؐ ہیں جنکی بشارت مسیح نے دی ہے پس پاکی اور خوشی ہو اُس شخص کو جو متابعت کرے گا اُنکی اور ایمان لائے گا اُنپر اور تصدیق کرے گا اُنکی۔

ذیل میں فتوح شام کے چند احادیث تصدیقاً لکھی جاتی ہیں

ایک لمبی حدیث میں ہے جس کا اول یہ ہے صفتی احمدؐ المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ الحدیث۔ طبرانی عن ابن مسعود یہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آپ کی جس قدر اسما ہیں وہ سب صفات ہی ہیں

دوسری حدیث میں ہے وبشر بی المسیح عیسی ابن مریم (طب د ابو نعیم فی الدلائل وابن مردویہ عن ابن مریم الغسانی) یہ بشارت باسم احمدؐ مذکور ہے اور اسمیں سہر

بہ ہے کہ آپ حضرت صلعم سے لیکر آدم تک تمام انبیاؤں سے زیادہ نز اللہ تعالیٰ
کی ستایش کرنے والے ہیں ایضاً ان اللہ اعطانی خطالم یعط احد قبلی سمیت
احمد۔ الحدیث (الحکم عن ابن ابی کعب) کنز العمال سے یہ احادیث اس لئے
نقل کردیں کہ فتوح شام میں جو واقدی سے وہ روایات مروی ہیں۔ وہ
مجروح نہیں ہیں۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ آپ کا محمد و احمد نام اللہ تعالےٰ
نے رکھا ہے اور یہ اس امر کو منافی نہیں کہ آپ کے اہل نے بھی یہ نام رکھا کیونکہ
اُنھوں نے الہام سے رکھا چنانچہ نووی اور سراج وہاج میں لکھا ہے قال ابن فارس
وغیرہ و بہ سمی نبینا صلعم محمد او احمد ای الہم اللہ اھلہ ان یسموہ بہ لما
علم من جمیل صفاتہ

برہان سابع

اب ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے کثرت سے دعوے کیا ہے کہ
اس بشارت اور اس پیشینگوئی اسمہٗ احمد کا مصداق میں ہی ہوں۔ دیکھو حدیث
صحیح میں موجود ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں دعا ہوں حضرت ابراہیم کی اور بشارت ہوں
حضرت عیسیٰ کی الفاظ حدیث کے حسب ذیل ہیں انا دعوۃ ابراھیم و بشریٰ عیسیٰ
بن مریم۔ الحدیث۔ یہ حدیث کتب محدثین میں مع دیگر فضائل وصفات کے
اس قدر طرق سے مروی ہوئی ہے کہ اگر ان سب طرق کو جمع کیا جاوے تو
یہ مضمون بہت طویل ہو جائے گا۔ مثلاً ابو داؤد طیالسی۔ مسند احمد۔ ابن سعد
بغوی۔ طبرانی فی الکبیر۔ بیہقی فی الدلایل عن ابی امامہ۔ حاکم عن خالد۔ بن
معدان عن اصحاب رسول اللہ صلعم۔ ابن عساکر عن عبادہ بن الصامت
حلیہ ابی نعیم وغیرہ۔

یہاں پر ادن احادیث کے ٹکڑے کنز العمال سے مختصر جمع کئے جاتے ہیں
مفصلاً دیکھو کنز العمال۔

۱
دعوۃ ابی ابراھیم۔ و بشریٰ عیسیٰ بن مریم و رأت امی انہ خرج منھا نور۔

اضاءت لہ قصور الشام

(ط حم و ابن سعد و البغوی و طب ہق فی الدلائل عن ابی امامہ قال قیل یا رسول اللہ ماکان بدء امرک قال فذکرہ

۲
دعوۃ ابی ابراہیم و بشری عیسی الحدیث (ک عن خالد بن معدان عن اصحاب رسول اللہ صلعم۔ الحدیث)

۳
انا دعوۃ ابراہیم و بشری عیسی ابن مریم (ابن سعد عن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن سعد (ابن سعد عن خالد بن معدان مرسلا)

۴
صفتی احمد المتوکل الحدیث (طب عن ابن مسعود

۵
انا دعوۃ ابراہیم و کان اخر من بشر بی عیسی بن مریم (ابن عساکر عن عبادہ بن الصامت

۶ { اخذ اللہ عزوجل منی المیثاق کما اخذ من النبیین میثاقہم و بشر بی المسیح عیسی ابن مریم و رأت امی فی منامہا انہ خرج من بین رجلیہا سراج اضاءت لہ قصور }

الشام (طب و ابو نعیم فی الدلایل و ابن مردویہ عن ابی مریم الغسانی

۷
و سأخبرکم بتاویل ذالک دعوۃ ابی ابراہیم و بشارۃ عیسی الحدیث (حم طب ک حل ابن سعد عن عرباض بن ساریہ)

اگر کوئی صاحب کہیں کہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں لفظ بعدی کا ہے اور مسیح موعود کا زمانہ بھی بعد عیسٰی کا ہو سکتا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو یہ اعتراض سراسر لغو ہے اللہ تعالٰی تو واسطے اثبات مقدمہ رسالت نبی امی عربی کے اہل کتاب پر اتمام حجت فرما رہا ہے اور آپ کے مقدمہ رسالت کا فیصلہ کر رہا ہے تو پھر من بعدی سے کیونکر سمجھا جائے کہ وہ فیصلہ تیرہ سو برس کے بعد واقع ہوگا یہ تو رہی درایت۔ اب روایت کو لو۔

کان فیما خلا من اخوانی من الانبیاء ثمانیہ الاف نبی ثم کان عیسی بن مریم ثم کنت انا بعدہ (ک و تعقب عن انس) پس وہ بشارت حضرت عیسی کی جو من بعدی میں ہے وہ اسی نبی اور رسول کے واسطے رہی جو حضرت عیسی کے

بعد ہو گذرے وہو المدّعا

اگر کہا جائے کہ جب اس قدر دلائل مندرجہ احادیث صحاح سے یہ دعاوی آن حضرتؐ کا اور نیز قرآن مجید سے اور کتب مقدسہ بائبل سے ثابت ہیں اور پھر حضرت نبی کریم کی یہ دعاوی صادقہ صحابہ کرام و تبع تابعین و تبع تبع تابعین و دیگر جملہ آئمہ رواۃ حدیث سے بھی ثابت اور ان میں مشہور اور معروف ہیں اور اُن کے مسلمات سے ہیں تو پھر کلمہ طیبہ محمد رسول اللہ میں اسم مبارک احمد کیوں نہیں داخل کیا گیا تو اس کا جواب احادیث اصح الصحاح متفق علیہ میں موجود ہے حدثنا عن علی بن عبد اللہ حدثنا سفیان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم الا تعجبون کیف یصرف اللہ عنی شتم قریش ولعنھم یشتمون مذمما ویلعنون مذمما وانا محمد یعنی لفظ مذمم جو باب تفعیل سے ہے جس کے معنی لعنت اور مذمت کے کئے گئے ہیں اللہ تعالے نے میرا نام بمقابلہ مذمم کے محمدؐ بصیغہ مبالغہ کے رکھا ہے کیونکہ محمدؐ صیغہ مبالغہ کا باب تفعیل سے ہے پس اسم محمد میں ایک پیشین گوئی عظیم الشان ہے کہ میرا یہ نام محمدؐ دنیا میں ہمیشہ ہر ایک شہر ہر ایک محلہ ہر ایک گھر میں شایع رہے گا۔ مولوی روم کہتے ہیں ؎

مر مسیلم را لقب کذاب ماند مر محمدؐ را اولو الالباب ماند

اسی لئے کلمہ طیبہ میں اسی اسم محمد کا داخل ہونا مناسب تھا کہ ہمیشہ کے لئے کفار کے نام رکھے ہوئے کا رد ہوتا رہے۔ حدثنا ابراھیم بن المنذر قال حدثنی معن عن مالک عن ابن شہاب عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم لی خمسۃ اسماء انا محمدؐ و احمدؐ (الحدیث) یہ حدیث ان لی اسماء انا محمد وانا احمد علاوہ کتب صحیحین و غیرہ کے بہت سی کتب حدیث میں تخریج کی گئی ہے اور اسمیں آپ کی دیگر صفات کسی میں زیادہ کسی میں کم روایت کی گئیں ہیں۔ ہم یہاں پر بعض اُن کتب کا حوالہ

کنز العمال سے رموز بیں لکھے دیتے ہیں تاکہ نظاہر ادلہ سے مدعا کا ثبوت بخوبی واضح اور روشن ہوجائے ۔

(مالک ق ت ن عن جبیر بن مطعم) (حم م عن ابی موسی) (ابن سعد عن مجاہد مرسلا) (ابن سعد هب عن ابی ہریرہ) (عد و ابن عساکر عن ابی الفضل (طب ص عن جابر) (ط و ابن مردویہ عن جبیر بن مطعم) (ابن سعد عن ابی موسی) (حم و ابن سعد والباوردی ک طب عن نافع) (و جبیر ابن مطعم عن ابیہ) (البغوی فی الجعدیات) (و ابن عساکر عن جبیر بن مطعم عن ابیہ) (حم ت فی الشمائل و ابن سعد ص عن حذیفہ) (الخطیب و ابن عساکر عن ابن عباس) (طب عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ) **الحاصل** یہ دعوی آپ کا کہ احمد اور محمد میرے نام ہیں اسقدر متعدد طرق احادیث سے ثابت ہی کہ اگر ان سب احادیث کے کل الفاظ جمع کئے جاویں تو ایک رسالہ تالیف ہوسکتا ہی واسطے اختصار کے کہ ناظرین کو ملالت پیدا ہووے ۔ ہمنے رموز کنز العمال ہی سے اشارہ کردیا تاکہ مدعا میں اتمام حجت ہوجائے غرضکہ کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا کہ یہ بشارت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کی کسی دوسرے کے لئے ہوسکے ہاں ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ چونکہ آپکی امت کی بھی صفت حمادون احادیث صحاح سے ثابت ہے اس لئے آپکی امت میں بھی بتفاوت درجات صفت احمدیت سے کمل افراد متصف گذرے ہیں اور حضرت جری فی حلل الانبیاء کو صفت احمدیت سے زیادہ حصہ ملا ہے وہوالمدعا حدیث مذکور صحیح مسلم میں دو طرق سے بیان کی گئی ہے اور مشکوۃ شریف میں بھی حضرت ابی موسیٰ اشعری سے وارد ہے قال کان رسول اللہ صلعم یسمی لنا نفسہ اسماء فقال انا محمد و احمد ۔ الحدیث رواہ مسلم اس حدیث اور دیگر احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی جماعت اصحاب کے روبرو یہ دعوے فرمایا کرتے تھے کیونکہ لنا کا صیغہ ضمیر متکلم مع الغیر کا ہے پس ایسی آیات

سے یہ ثابت ہوا کہ جماعت اصحاب میں بھی یہ دعوےٰ آپ کا مشہور و مسلم تھا
اور اہل کتاب میں بھی یہ آپ کا دعوےٰ مشہور و مسلم تھا کیونکہ ورنہ وہ تکذیب کرتے
کہ یہ نام آپ کا کتب بائبل میں کہیں مذکور نہیں اسی لئے فرمایا گیا کہ یعرفونہ کما
یعرفون ابناءھم (پہچانتے ہیں اسکو جیسا کہ پہچانتے ہیں بیٹوں اپنوں کو
الحاصل آئمہ رواۃ حدیث جو صحابہ سے لیکر تابعین اور تبع تابعین و تبع تبع
تابعین وغیرہ تک ہیں اون سب کا یہی مذہب تھا کہ اسم احمدؐ آپ ہی کا نام ہے۔ ورنہ
یہ راوی ضرور جرح کرتے

برہان ثامن

اب ان جملہ دلائل مذکورہ کے بعد کتب مفسرین کی طرف بھی ہم توجہ کرتے ہیں
تو مفسرین صحابہ سے لیکر اس وقت تک کے مفسرین کی کتب تفسیر میں سب میں سورہ
صف کی پیشین گوئی مبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (اور خوشخبری
دینے والا ہوں اس پیغمبر کے کہ آوے گا پیچھے میرے نام اُسکا احمد ہے) کو بحق
حضرت سید المرسلین ہی لکھا ہوا پاتے ہیں۔ کسی کا قول ایسا نہیں معلوم ہوتا
کہ جس سے مفہوم ہوتا ہو کہ یہ اسم احمد مسیح موعود کا نام ہے اور پیشین گوئی مسیح
موعود کے لئے ہے ومن ادعی فعلیہ البیان چنانچہ امام بخاری صاحب اسمہ
احمد کی پیشنگوئی کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں دیکھو کتاب التفسیر امام بخاری سورۃ
الصف قولہ تعالیٰ من بعدی اسمہ احمد۔ حدثنا ابوالیمان اخبرنا شعیب
عن الزهری قال اخبرنی محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان لی اسماء انا محمد وانا
احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس
علی قدمی وانا العاقب۔ پس ثابت ہوا کہ یہ پیشنگوئی سورہ صف کی امام
بخاری صاحب اور ان کے شیخ ابوالیمان اور اُن کے شیخ امام شعیب اور اُن کے
شیخ امام زہری اور اُن کے شیخ محمد بن جبیر بن مطعم اور اُنکے شیخ اُنکے باپ کے

نزدیک یہ پیشین گوئی آنحضرت صلعم کے لئے ہی اصلی اور حقیقی طور پر مخصوص ہے۔ اور عاقب کے معنی ہیں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہو یعنی خاتم النبیین۔ حضرت جری اللہ فی حلل انبیاء نے بھی نام احمد کا حضرت نبی کریم کے ساتھ مخصوص کیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ کہ ؎

زندگی بخش جام احمد ہے — کیا ہی پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیا مگر بخدا — سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہمنے پھل کھایا — میرا بستاں کلام احمد ہے

ہاں ظلی اور بروزی طور پر اپنے آپ کو بھی شامل کیا ہے دیکھو کتب حضرت اقدس کو۔ اور مقدمہ تفسیر اتقان میں لکھا ہے (جلد ثانی)

وجعل معجزۃ ھذا الکتاب انہ مع قلتہ الحجم متضمن للمعنی الجم بحیث تقصر الالباب البشر نیہ عن احصائہ والآلات الدنیویہ عن استیفائہ کما نبہ علیہ بقولہ ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ فھو وان کان لایخلو للناظر فیہ من نور ما یریہ ونفع ما یولیہ ؎

کالبدر من حیث التفت رأیتہ — یھدی الی عینیک نوراً ثاقبا
کالشمس فی کبد السماء وضوءھا — یغشی البلاد مشارقاً ومغاربا

واخرج ابونعیم وغیرہ عن عبد الرحمن بن زیاد بن انعم قال قیل لموسیٰ علیہ السلام یا موسیٰ انما مثل کتاب احمد فی الکتب بمنزلۃ وعاء فیہ لبن کلما مخضنا اخرجت زبدتہ صفحہ (۱۲۸) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کا نام حضرت موسیٰ کے یہاں احمد صلعم مستعمل تھا۔ مولوی رومؒ حضرت موسیٰ کی طرف سے بھی فرماتے ہیں ؎ غوطہ دہ موسیٰ خود را بہ بحار — وازمیان امت احمد برار

تفسیر حسینی میں لکھا ہے ومژدہ دہندہ ام بفرستادہ کہ می آید بدین کامل وشرع شامل از پس زمان من نام او احمد صلعم ست یعنی ستائندہ تر۔ وترجمہ کلام عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام بدین وجہ ست کہ انی ذاھب الی ربی وربکم والفارقلیطا جاء ومعنی فارقلیطا احمد است الخ اس سے ثابت ہوا کہ احمد ستائندہ تر بین تمام انبیاء نے

زیادہ تفسیر کشاف میں لکھا ہے زیر تفسیر اسی پیشین گوئی کے وعن کعب ان الحواریین
قالوا یا عیسیٰ یا روح اللہ هل بعدنا من امته قال نعم امنه احمد حکماء
علماء ابرار اتقیاء کانهم من الفقه انبیاء یرضون عن اللہ بالیسیر من الرزق
ویرضی اللہ منهم بالیسیر من العمل رہا حضرت جری اللہ میں جو امتہ احمد ہیں سے
ہیں یہ جملہ اوصاف بروزی اون میں موجود ہیں والحمد للہ اور تفسیر اتقان میں
لکھا ہے (جلد دوم صفحہ ۱۴۰) محمد صلعم سمی فی القران باسماء کثیرۃ منها محمد و
احمد فائدہ اخرج ابن ابی حاتم عن عمرو بن مرہ خمسۃ سموا قبل ان یکونوا
محمد و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد اس روایت سے ثابت ہوا کہ
آپ کے نام محمد و احمد ولادت سے صدہا برس پیشتر رکھے گئے تھے اب تسمیہ والدین
کا آپ کے ناموں کے مقابل میں کیا چیز رہا۔ ایضاً صفحہ ۱۴۱ قال الراغب وخص
لفظ احمد فیما بشر بہ عیسیٰ تنبیهاً علی انه احمد منه و من الذین قبله اور آپ
کی احمدیت ہی کی وجہ سے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین صفت ہے
فتح البیان میں لکھا ہے واخرج احمد والطبرانی عن سلمان ان رسول اللہ
صلعم قال ایما رجل من امتی سببته سبۃ فی غضبی او لعنته لعنۃ فانما
انا رجل من بنی آدم اغضب کما یغضبون وانما بعثنی رحمۃ للعالمین فاجعلها
علیه صلوۃ یوم القیامۃ۔ چونکہ آپ کی بعثت اور نبوت کل دنیا کے لیے ہے
ہند ہو یا سندھ۔ یورپ ہو یا ایشیا۔ روس ہو یا جاپان۔ امریکہ ہو یا افریقہ
وغیرہ وغیرہ غرضکہ کوئی ملک ہو احمد صلی اللہ علیہ ہی اس کے حاکم ہیں اور
ظاہر ہے کہ دنیا کے تمام ملکوں کے لوگ مختلف مزاج اور مختلف طبائع کے ہیں
اور کوئی قوی ہے اور کوئی ضعیف ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مثل اپنی صفت
ربوبیت کے کہ رب العالمین ہے آپ کی ذات پاک کو رحمۃ للعالمین گردانا اور
احکام شرائع کے ایسے آسان اور سہل رکھے کہ ہر ایک ملک کے طبائع کے
موافق ہوں اور اُن کو برداشت کر سکیں۔ کوئی سختی کسی طرح کی کسی حکم

شرعی میں نہیں رکھی حتیٰ کہ ظالم لنفسہ کو کتاب اللہ کا وارث اور الذین اصطفینا میں داخل فرمایا اور معجزات بھی ایسے ہی عنایت فرمائے ؎

خسف القمر بجلالہ عجز البشر بکمالہ نطق الحجر بجلالہ صلوا علیہ وآلہ

اور تفسیر کبیر میں تو بہت مفصل لکھا ہے۔ کسی قدر یہاں پر مختصراً درج کیا جاتا ہے وثانیہا ذکر بعد ذالک بقلیل ھکذا (یعنی باب ۱۶ یوحنا میں) فان لی کلاماً کثیرا ارید ان اقولہ لکم ولا کن لا تقدرون علی قبولہ والاحتفاظ بہ ولا کن اذا جاء روح الحق الیکم یلھمکم ویؤیدکم بجمیع الحق لانہ لیس یتکلم بدعۃ من تلقاء نفسہ ویکھو وما ینطق عن الھوے ان ھو الا وحی یوحی) ایضاً تفسیر کبیر فان قیل المراد بفارقلیط اذا جاء یرشدھم الی الحق ویعلمہم الشریعۃ ہو عیسٰی یجی بعد الصلب نقول ذکر الحواریون فی اخر الانجیل ان عیسٰی لما جاء بعد الصلب ما ذکر شیئاً من الشریعۃ وما علمہم شیئاً من الاحکام وما لبث عندھم الا لحظۃ وما تکلم الا قلیلا (الی آخر العبارۃ) آنحضرت صلعم کے روح الحق ہونے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ تو حضرت عیسیٰ کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلعم کے صحابہ کرام کی نسبت ارشاد فرماتا ہے ولو نشاء لجعلنا کم ملائکۃ یخلفون فی الارض پس آنحضرت صلعم کا روح الحق ہونا جو سید المرسلین ہیں اور صحابہ کے سردار ہیں بطریق اولیٰ ازروئے قرآن مجید ثابت ہوا فثبت المدعا۔ من ھھنا ایضاً

واضح ہو کہ جبکہ پیشینگوئی اسمہ احمد بحق نبی کریم خاتم النبیین صلعم تمام ادلہ نقلیہ کتاب و سنت سے ثابت ہو چکی تو اب ہمکو کوئی ضرورت باقی نہیں رہی کہ اس بارہ میں روایات کو توثیق اسماء الرجال سے ثابت کرتے پھریں لہذا ہم چند روایات کتب تواریخ سے بھی یہاں پر لکھے دیتے ہیں کتاب عجائب القصص فارسی میں لکھا ہے۔ چوں آمنہ مادر رسول صلعم را پیش از احوال وے بمدینہ بردہ بود ام ایمن باایشاں بود وبکجا آنجا اقامت

موده بودند چوں رسول صلعم بعد از ہجرت بمدینہ رسید بعضی امور کہ در وقت اقامت وے بمدینہ بر وے گذشتہ بود یاد می کرد و می فرمود کہ یہودی بمن نگریست روزے مرا تنہا دید گفت اے غلام نام تو چیست - گفتم احمد و در پشت من نظر کرد شنیدم کہ می گفت ایں پیغامبر این امت ہست بعد ازاں پیش اخوال من رفت وایں خبر را بایشاں گفت - مادر من چوں آنرا شنید بترسید از مدینہ بیروں آمدیم وام ایمن گفتہ ہست کہ دراں وقت کہ در مدینہ بودیم دو مرد از یہود در میانہ روز آمدند و گفتند احمد را بیروں آور - بیروں آوردم بوے نظر کردند و در پشت وے بسیار نگریستند - پس یکے از ایشاں مر دیگرے را گفت ایں پیغامبر ایں امت ست وایں بلدہ دار ہجرت وے خواہد بود و زود باشد کہ دریں بلدہ از قتل و اسیر کاری عظیم واقع شود - ایضاً سفیان ہذلیؒ گفتہ است کہ با کاروانے در راہ شام میرفتم و در وقت صبح فرود آمدیم تا خواب کنیم ناگاہ دیدیم کہ سوارے در میان آسمان و زمیں استادہ می گوید اے خواب کنندگان برخیزید کہ وقت خواب نیست احمد بیروں آمدہ است کہ وے سید کائنات و افضل مخلوقات است

پیشوائے ایں جہان و آں جہاں   مقتدائے آشکارا و نہاں

بہترین و بہترین انبیا   رہنمائے اصفیا و اولیا

او شیطان ہمہ مردود و مطرود شدند ما بترسیدیم با وجود آنکہ ہمہ دلیر بودیم وچوں بخانہ خود رسیدیم شنیدیم کہ در مکہ اختلافے واقع ہست کہ از بنی عبدالمطلب پیغامبرے بیروں آمدہ ہست نام وے احمد ہست

برہان تاسع

اب اگر ناظرین کو منظور ہو کہ آنحضرت نے جو محامد الٰہی بیان فرمائے ہیں اُن پر نظر کریں تو چاہیے کہ اور محامد سے قطع نظر کر کے صرف ایک پنج وقتہ نماز پر ہی غور کر لیجیے - اذان میں باواز بلند بلکہ منار و منبر چڑھ کر پکار پکار

کہ توحید الٰہی جو تمام محامد کی اصل الاصول ہے اور اُسکی تکبیر بیان کی جاتی ہے دنیا کا کوئی شہر اور شہر کا کوئی محلہ اُس تکبیر و تحمید و توحید سے اب خالی نہیں معلوم ہوتا الاماشاء اللہ بتاؤ کہ یہ تحمید کس مذہب میں اور کس دین میں ہے پھر اقامت نماز میں اندرون مسجد کے اس تحمید وغیرہ کا تکرار کیا جاتا ہے پھر شروع نماز کا استفتاح کے ساتھ ہوتا ہے اُس میں اول ہی میں تسبیح و تحمید ہوتی ہے کہ سبحانک اللھم وبحمدک پھر نماز ونکی ہر اک رکعت میں سورہ فاتحہ جس میں تحمید کے سوا طرح طرح کی محامد الٰہی بیان کئے جاتے ہیں پڑھی جاتی ہے اور ضمّ سورہ کی صورت میں بھی تحمید و تمجید الٰہی ضرور آجاتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی کبریائی کا بیان ہر اک رکن کے انتقال کی حالت میں کیا جاتا ہے کہ اللہ اکبر - اللہ اکبر پھر رکوع میں اُسکی تسبیح اور تعظیم بیان کی جاتی ہے کہ سبحان ربی العظیم پھر حالت قومہ میں کثرت کے ساتھ حمد کی جاتی ہے کہ ربنا لک الحمد حمدا کثیرا طیبًا مبارکًا فیہ پھر حالت سجدہ میں اُس رب پاک کی تسبیح اور علوشان بیان کی جاتی ہے کہ سبحان ربی الاعلیٰ اور ایک بار نہیں بلکہ متعدد مرتبہ پھر جلسہ بین السجدین میں اُسی سے عاجزی کے ساتھ دعائیں مانگی جاتی ہیں جو وہ بھی تحمید سے خالی نہیں - پھر قاعدہ میں جملہ عبادات قولی و فعلی و مالی کا اُسی ذات پاک کے لئے مخصوص ہونا بیان کیا جاتا ہے کہ التحیات للہ والصلوات والطیبات آخر تشہد تک وغیرہ وغیرہ من التحمید والتمجید والتکبیر یہ اللہ تعالیٰ کی تحمید کا ایک ادنیٰ شعبہ ہے پھر قرآن مجید پر نظر کی جائے جو تحمید و تمجید الٰہی کا ایک دریا ہے اُسکی تلاوت ہر اک مسلم کے لئے ضروری ہے - پھر نو دشہ نام کو دیکھو جن میں اللہ تعالیٰ کی تحمید و تمجید و تکبیر کا ہی بیان ہے اور ہر مسلم کو اُسکے پڑھنے کے لئے تاکید ہے اور بڑا اجر حاصل ہوتا ہے - پھر ہر ایک حالت میں الحمد للہ کہنے کی تاکید ہے - پھر ہر ایک حرکت و سکون - اُٹھنے - بیٹھنے - لیٹنے - چلنے - پھرنے میں کسی کام کے شروع

کرنے میں وغیرہ وغیرہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے پڑھنے کی تاکید ہے جس میں
اللہ تعالی کی صفات رحمانیت اور رحیمیت کا بیان ہے۔ یہ وہ صفات ہیں
کہ تمام کام دین و دنیا کا دار و مدار انہیں دو صفات پر ہے یعنی رحمانیت کا
تقاضا یہ ہے کہ بغیر ہماری محنت کوشش اور عبادت کے اپنی نعمتوں کا عطا
فرمانے والا۔ چاند۔ سورج۔ زمین و آسمان و مافیہا وغیرہ وغیرہ کی نعمتوں کے
لئے ہم نے کون سی عبادت اور محنت کی تھی جو یہ عطیات ہم پر نازل ہوئیں اور
صفت رحیمیت کا یہ تقاضا ہے کہ ہماری محنت اور عبادت کا نتیجہ اور ثمرہ بکثرت
عطا فرمانے والا مثلاً ایک سیر بھر غلہ سے منوں پیدا کرنے والا وغیرہ وغیرہ
غرضکہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ہر ایک حرکت اور سکون کے وقت پڑھنے کی تاکیدات
وارد ہیں اور ہر اک مسلم بسم اللہ کی تلاوت۔ اپنی ہر ایک کام کے شروع کرنے
کے وقت کرتا رہتا ہے۔ پس کوئی بتلاوے دنیا اسلام کے کوئی مذہب غیر اللہ
بتلاوے کہ اُس کے دین و مذہب نے باقی مذہب کے اسقدر محامد الہیہ کا بیان کب
اور کس نے کیا ہے اور اُسکی کتاب مذہبی میں اسقدر محامد الہیہ کی تعلیم کہاں تھی
مگر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہرگز موجود نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اسم احمدؐ کے
تسمیہ کا مصداق سوائے آنحضرت کے آدم سے لیکر تا ایندم کوئی نہیں ہوا ہے
والحمد للہ ثم الحمد للہ

اب میں پھر کہتا ہوں کہ یہ تو مسلم ہے کہ حضرت کا نام رکھا گیا دنیا میں محمد اور
فرشتوں کے درمیان احمدؐ ہے (موضح القرآن) اور تفسیر فتح البیان میں زیر تفسیر
اسی آیت کے لکھا ہے هو نبینا صلعم وهو علم منقول من الصفة وهي محتملة ان
تكون مبالغة من الفاعل فيكون معناها انه اكثر حمد الله من غيره او من
المفعول فيكون معناها انه يحمد بما فيه من خصال الخير اكثر مما يحمد غيره
وبالاعتبار الاول قدم عيسى هذا الاسم على اسم محمدؐ لان كونه حامد الله
سابق على حمد الخلق له لانهم لم يحمدوه الا بعد وجوده في الخارج وحمده لربه

کان قبل حمد الناس لہ و قال الکرخی انہ انما خصہ بالذکر لانہ فی الانجیل مسمّٰے بھذا الاسم ولانہ فی السماء احمد فذکر باسمہ السماوی لانہ احمد الناس لربہ لان حمدہ لربہ بما یفتحہ اللہ علیہ یوم القیامۃ من المحامد قبل شفاعتہ لامتہ سابق علی حمدھم لہ تعالی وخرج البخاری ومسلم وغیرھما عن جبیر بن مطعم قال قال رسول اللہ صلعم ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الحاشر الذی یحشر اللہ الناس علی قدمی وانا الماحی الذی یمحوا اللہ بی الکفر وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی وفی بعض حواشی البیضاوی ان لہ اربعۃ الاف اسم وان نحو سبعین منہا من اسمائہ تعالی انتہی ۔ والحق ان اسماء اللہ ورسولہ صلعم توقیفیۃ لایزاد علیہا ولا یدعی ولا یسمی بغیرھا۔

الحاصل اس پیشینگوئی میں حضرت عیسی نے اسم احمد کو جو اسم محمد پر اختیار کیا اُس میں یہ نکتہ ہے کہ اولاً آنحضرت صلعم کا اللہ تعالے کے لئے حامد ہونا مقدم ہے محمد ہونے پر کما قال واسجد واقترب گویا آنحضرت صلعم علم قدیم الہی سے اللہ تعالی کے حامد تھے تب محمد ہوے وعن العرباض بن ساریہ عن رسول اللہ صلعم انہ قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ وساخبرکم باول امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسی ورویاء امی التی رأت حین وضعتنی وقد خرج لھا نور اضاء لہا منہ قصور الشام رواہ فی الشرح السنۃ ورواہ احمد عن ابی امامہ من قولہ ساخبرکم الی آخرہ اور یہی سنت اللہ ہے کما قال اللہ تعالی اوفوا بعہدی اوف بعہدکم

برہان عاشر

واضح ہو کہ حضرات حواریین بھی بموجب باب ۳ اعمال کے اُسکے منتظر رہے کما یاتی

الحاصل حضرت عیسی مصدقاً لما بین یدی من التوراۃ اس لئے فرماتے ہیں

اکہ میں کل احکام توراۃ اور اُس کی پیشینگوئی کے جو کہ نبی آخر الزمان احمد
کی نسبت وارد ہیں سب کی تصدیق کرتا ہوں حجت اللہ البالغہ میں بھی حضرت
موسیٰ و عیسیٰ دونوں کی بشارتوں کو جمع کرکے لکھا ہے اُسکی وجہ بھی یہی معلوم
ہوتی ہے فتدبر فانہ عجیبٌ انکس ست اہل بشارت کہ اشارت داند نکتہا ست
بسے محرم اسرار کجا ست - خصوصًا سفر تثنی باب ۱۸ میں کا موعود نہیں ہوں وہ تو میرے
بعد آوے گا اور اسکا نام احمدؐ ہوگا پس اس اشارہ لطیفہ سے یہ پیشین گوئی اس
عبارت بلیغہ کی وجہ سے یہود پر بھی حجت ہو گئی والحمد للّٰہ بعد اللتیا و اللتی
اب غور کرنا چاہیئے کہ آنحضرت صلعم کے وقت جو اہل کتاب یہود و نصاریٰ نے
آپ کی تکذیب کی تو اللہ تعالےٰ نے سورہ صف میں واسطے اتمام حجت کی اہل
کتاب پر اس پیشین گوئی کو بایں عبارت بلیغہ پیش کیا اور آپکی رسالت اور نبوت
کو اس دلیل نقلی سے ثابت فرمایا اسی لئے کہ یہ پیشین گوئی مع اپنے مالہ وما علیہ کے
پورے طور پر واقع ہو رہی تھی کیونکہ قرآن مجید اور سنت صحیحہ کے مطالعہ سے
ثابت ہوتا ہے کہ حمد الٰہی جو آپ کی ذات مبارک اور آپ کے اصحاب کرام
اور امت کے ذریعہ سے دنیا میں شائع ہوئی ہے وہ کسی کے ذریعہ سے شائع
نہیں ہوئی قرآن مجید کا شروع ہی الحمد سے ہوا ہے اور ہر حالت میں اس
تیرہ سو سال تک جو آپ کی امت حمد الٰہی بجالاتی ہے اُسکا کوئی حد و شمار نہیں
ہے گویا کہ اس امت مرحومہ کا نشان اور شعار ہی حمد الٰہی ہے - چنانچہ حدیث
میں موجود ہے کہ امتہ الحمادون پس یہ پیشینگوئی تو حضرت کے وقت سے لیکر
اس وقت تک واقع ہو رہی ہے - ان واقعات کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ محمدؐ
بھی ہو گئے - اب کیونکر ہوسکتا ہے کہ جھگڑا اور اختلاف تو ہو آنحضرت صلعم
کی نبوت اور رسالت میں جس کا فیصلہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا
لیکن معہذا یہ خیال کیا جائے کہ یہ آیت فیصلہ کرتی ہے ایک ایسے ظلی
نبی کے لئے جو تیرہ سو سال کے بعد مبعوث ہوگا یہ تو ویسی ہی بات ہے جو

کسی نے کہا ہے ؎

چہ خوش گفتہ است سعدی در زلیخا الایا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا

ادنےٰ سے ادنےٰ منصف حکام بھی مقدمات فوجداری دیوانی اور مال کو تیرہ دن میں فیصلہ کیا کرتے ہیں نہ تیرہ سو برس کے بعد۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جو قادر اور حکیم مطلق ہے وہ ایک مقدمہ کو جو پیش آمدہ ہو رہا ہے اور اُسکا فیصلہ اسی وقت ہونا ضروری ہے اُسکی طرف تو کچھ توجہ ہی نہیں فرمائی اور جس شخص کا مقدمہ تیرہ سو برس کے بعد آنیوالا ہے اُس کے لئے تیرہ سو برس قبل سے فیصلہ فرمانے لگے اور وہ بھی ایسا فیصلہ کہ صدہا طرح کے اس میں شکوک وارد ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس تیرہ سو سال کی مدت میں بہت کثرت کے ساتھ ایسے احمدؔ گذرے ہیں جو بزرگ اور اولیا میں سے تھے اور بعض مجدد بھی تھے لیکن آنحضرت صلعم کے وقت میں اور قبل بھی کوئی شخص ولی یا نبی بلکہ عام لوگوں میں سے بھی باسم مبارک احمدؔ کے نام نہیں گذرا تھا اس لئے اُسوقت میں تو حجت بھی ہوگیا ومن ادعی خلافہ فعلیہ البیان مفردات راغب وغیرہ لغات قرآن میں بھی اسم احمد کو نبی کریم صلعم کے ساتھ مختص کیا ہے کما قال واما قولہ تعالیٰ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فاشار الی النبی صلعم باسمہ تنبیہاً انہ اشکر للہ من عیسیٰ ومن الذین قبلہ انتھی موضع الحاجۃ

برہان حادی عشر

اب میں باب ۳۔ اعمال کی پیشینگوئی کو مع کسی قدر توضیح کے لکھتا ہوں واضح ہو کہ باب سوم درس ۲۱ اور ۲۲ وغیرہ میں اُس عظیم الشان نبی کی پیشینگوئی ہے جو فصل ۱۸ اسفر مثنیٰ میں ابتک موجود ہے اور اُسکا زمانہ بڑی صراحت کے ساتھ مابین تشریف بری حضرت عیسیٰ اور بار دیگر تشریف آوری حضرت عیسیٰ کے واقع ہونا لکھا ہے اور اُس نبی عظیم الشان کے زمانہ کو ایام تازگی

بخش لکھا ہوا ہے - دیکھو ورس ۱۹ سے - توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمہارے
گناہ مٹائے جاویں تاکہ خداوند کے حضور سے تازگی بخش وراحت کے
ایام آویں - اب اہل کتاب وغیرہ ہمکو بتایئں کہ یہ ایام جس میں دین
اسلام کی تازگی شروع ہوئی اور معاندین اور مخالفین اسلام نیست و
نابود بموجب ورسوں آیندہ کے کئے گئے وہ کون سے ایام ہیں ورس ۲۰
اور یسوع مسیح کو پھر بھیجیں جس کی منادی تم لوگوں کے درمیان آگے سے
ہوئی - ہمارے نزدیک تو مسیح موعود آگئے اور مسیح کا بار دگر آنا ثابت ہو چکا
اور اکثر نصاری کو بھی مجبوراً طرح طرح کی تاویلیں کر کر ماننا پڑا ہے کہ
مسیح موعود کا آنا یہی تھا کہ مذہب عیسائی اور کلیسا کی ترقی تمام دنیا میں واقع
ہو گئی - پس کچھ بھی ہو حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد کا زمانہ نبوت
ورسالت تو واقع ہو چکا جو اب قیامت تک آپ ہی کا زمانہ بعثت رہی
گا - ورس ۲۱ ضرور ہے کہ آسمان اُسے یعنی مسیح کو لئے رہے گا اُس وقت
تک کہ سب چیزیں اور خبریں جن کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی
شروع سے کیا ہے واقع ہو جایں -

اب میں اُن سب چیزوں کا اور خبروں کا ذکر ان مختصر اوراق میں بسبب
طوالت کے نہیں کر سکتا - ناظرین کو مناسب ہے کہ کتب معتبرہ سیر واحادیث
اور خود قرآن مجید کا مطالعہ کریں اور پھر اُن مضامین اور واقعات کو اُن
پیشنگویوں کے ساتھ مطابق کرلیں جو کتب مقدسہ میں موجود ہیں تو ضرور
ثابت ہوگا کہ وہ احمد بھی آخر الزمان مندرجہ فصل ۱۸ اسفر مثنے آگئے کیونکہ واقعات
کا انکار ہو نہیں سکتا - ورس ۲۲ - کیونکہ موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا
کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے ایک نبی میری نظیر
اُٹھائے گا جو کچھ وہ تمہیں کہے اُسکی سب سنو -

دیکھو اِس ورس میں اُس نبی عظیم الشان کا نسب نامہ بھی بتا دیا کیونکہ

ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمعیل ہیں اگر بنی اسرائیل ہیں سے
وہ نبی ہوتا تو اولاد اسرائیل میں سے کہا جاتا - اور حضرت اقدس نبی اسرائیل
میں سے ہیں نہ بنی اسمعیل میں سے اور آنحضرت صلعم کا نسب نامہ حضرت اسمعیل
ہی تک پہنچتا ہے - چنانچہ النبوت فی العرب و بنی قیدار یشعیا نبی کی کتاب
فصل ۴۰ میں موجود ہے اور قیدار حضرت اسمعیل کے بیٹے ہیں دیکھو نسخہ
عربی - مطبوعہ ۱۸۱۱ء ورس ۲۳ اور ایسا ہوگا کہ ہر نفس جو اس نبی کی نہ
سنے گا - وہ قوم میں سے نیست کیا جائے گا - یہی مضمون ورس ۴۸ فصل بارہ
یوحنا کی انجیل میں موجود ہے خصوصاً جبکہ احمد کے وہ معنی لئے جائیں یعنی سزا
دہندہ جو قاموس وغیرہ میں لکھے ہیں ورس ۲۴ بلکہ سب نبیوں نے اسموئیل
سے لیکر پچھلوں تک جنھوں نے کلام کیا ان دنوں کی خبر دی ہے - یہ سب
خبریں واقع ہو چکیں یہاں تک کہ مسیح موعود کا زمانہ بھی آگیا -
ورس ۲۵ - تم نبیوں کی اولاد ہو اور اس عہد کی جو خدا وند نے باپ دادوں
سے باندھا ہے - جب ابراہیم سے کہا کہ تیری اولاد سے دنیا کے سارے گھرانے
برکت پائیں گے - دیکھو باب ۱۲ پیدائش جو نسبت حضرت اسمعیل کے ہے -
اللّٰہم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم و علی آل ابراهیم
انک حمید مجید - ورس ۲۶ تمہارے پاس خدا نے اپنے بیٹے مسیح کو اٹھا کے
پہلے اس نبی عظیم الشان کے زمانہ سے بھیجا کہ تم میں سے ہر ایک کو اسکی بدیوں
سے پھیر کے برکت دے - انتہیٰ
پس جبکہ مسیح موعود آچکے تو نبی امی عربی احمد بھی قبل سے آچکے پس اس پیشینگوئی
کے لئے آپ ہی متعین ہو چکے وہو المدعا -
اب یہ ظاہر ہے کہ جزا و سزا اور امر حق کا فیصل کر دینا اور اہل باطل کو نیست و نابود
کر دینا شان جلال کا ہی مقتضی ہے - نہ جمال کا اور سورۂ صف کی اکثر آیات بھی
انہی معنی جلالی کے اوپر دلالت کرتی ہیں - ہاں شان جمالی شان جلالی کے

بعد خود بخود آجاتی ہے کیونکہ جو شخص حاکم ہو اور خلافت وسلطنت اس کو حاصل ہو جائے تو بالآخر اس میں شان جمالی ہی آجاتی ہے۔ اس لئے آنحضرت صلعم میں شان جمالی بھی ہے۔ تسلی دینے والا اور صبر دلانے والا آپ کی صفت موجود ہے۔ اور اسی شان جمالی کے سبب سے تمام وساوس اور شبہات کا طرح طرح سے قرآن مجید میں رد فرمایا گیا ہے۔ کہیں ارشاد ہوا ہے۔ من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس اور کہیں و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - اسی طرح یہاں پر بھی سورہ صف میں ارشاد ہوا۔ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ و لو کرہ الکافرون کیونکہ بہ سبب شان جلالی آنحضرت صلعم کے کچھ لوگ منافق بھی موجود ہو گئے تھے اور وہ طرح طرح سے دین اسلام کے نور کو بجھانا چاہتے تھے۔ اس لئے یہاں واللہ متم نورہ مع جملوں سابقہ کے فرمایا گیا۔

پس کل مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جری اللہ کا صرف اسم احمد بمقابل اسم غلام احمد قادیانی کے جو الہامی ہے اگر تخلصاً تسلیم بھی کیا جائے تو وہی لوٹ کر نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم تو حقیقی طور پر احمد ہیں اور حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مجازی طور پر یا ظلی طور پر احمد ہیں و بس غرضکہ حقیقی اور اصلی طور ہر شئوں احمدیت کے آپ ہی جامع ہیں اس لئے حقیقتاً اس اسم کے مستحق آپ ہی ہیں لا غیر وہو المدعا -

برہان ثانی عشر

اور اگر حقیقی طور پر حضرت جری اللہ کو احمد قرار دیا جائے اور یہ امر مسلم ہے کہ نبی کریم بھی وصفی طور پر احمد ہی ہیں۔ خواہ کسی لحاظ سے ہوں بلحاظ جلال کے یا بلحاظ جمال کے تو نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ محمد عربی احمد اور حضرت جری اللہ بھی احمد اور روح القدس نبی کریم اور حضرت جری اللہ دونوں کو لازم

اور غیر منفک ہے۔ پس احمد نبی عربی اور جری اللہ ظلی نبی اور روح القدس یہ تین چیزیں ہوتی ہیں وہ ایک بھی ہیں اور پھر تین بھی ہیں تو توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید ہو گئی خصوصاً جبکہ من فرق بینی و بین المصطفٰی کا حقیقی طور پر لحاظ بھی کیا جائے۔ اے دوستو یہ نکات تصوف کے ایسے نہیں ہوتے ہیں جنپر کوئی حکم شرعی قطعی طور پر متفرع کیا جائے جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

من تو شدم تو من شدی — من تن شدم تو جاں شدی

تاکس نگوید بعد ازاں — من دیگرم تو دیگری

مسئلہ بروز صرف سمجھنے کے لئے ہوتا ہے نہ احکام قطعی اسپر متفرع کرنے کے لئے کیونکہ حلول واتحاد دین اسلام میں باطل ہے پس اس قسم کے مسائل تو اسی نہی کے ماتحت میں داخل ہیں۔ جو فرماتا ہے فلا تمار فیہم الا مراء ظاھرا ولا تستفت فیہم منہم احد تفسیر کشاف میں لکھا ہے فلا تجادل اھل الکتاب فی شان اصحاب الکھف الاجدالا۔ ظاھرا غیر متعمق فیہ وھو ان تقص علیہم ما اوحی الیک فحسب لا تزید من غیر تجھیل لہم ولا تعنیف بھم فی الرد علیہم کما قال وجادلہم بالتی ھی احسن ولا تستفت ولا تسال احدا منہم عن قصتہم سوال متعنت لہ حتی یقول شیئا فتردہ علیہ وتزیف ما عندہ لان ذالک خلاف ماوصیت بہ من المداراۃ والمجاملۃ ولا سوال مسترشد لان اللہ قد ارشدک بان اوحی الیک قصتہم۔ اسی لئے حضرت جری اللہ فرماتے ہیں کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ ایمانیات کی کوئی جزو ضروری نہیں ازالہ صفحہ ۱۴۰۔ حصہ اوّل۔

الحاصل فرق ان دونوں تثلیثوں میں اتنا ہے کہ عیسائیوں میں باپ یعنی اللہ تعالیٰ بیٹا عیسٰی روح القدس ان تینوں کو ایک قرار دیا جاتا ہے اور پھر اس ایک کو تین قرار دیا جاتا ہے جو لا تقولوا ثلثۃ کی نہی میں داخل

داخل ہے۔ گو یہ تثلیث احمدی شرک نہیں لیکن عقلاً خلاف ہے۔ پس ان اعتراضوں سے بغیر اسکے نجات نہیں ہو سکتی کہ یا تو جزوی نبی مانا جائے یا مجازی۔ یا ظلی اسپر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا ہے۔ جیساکہ حضرت کا یہ الہام بھی ہے کہ فتبارك من علم وتعلم ؎

وگر استاد را نامے ندانم کہ خواندم در دبستان محمد

وغیرذالك من الالہامات والاقوال

حاصل ترجمہ عبارت کشاف صفحہ ۳۰ کا

یعنی اہل کتاب سے اصحاب کہف کے حالات کی تحقیق میں کچھ مجادلہ مت کرو مگر ایک سرسری سا جھگڑا اور بس۔ یعنی یہ مناظرہ صرف اسقدر ہو کہ جو کچھ تمکو اُن کے بارہ میں وحی کی گئی ہے فقط اُسی کو بیان کردو کم یا زیادہ کچھہ مت کہو اور اُن کی اس بارہ میں نہ تجہیل کرو اور نہ اُن کے ساتھہ سختی سے پیش آؤ۔ کہ رد وکد کئے جاؤ جیساکہ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ اُن سے ایسے طریق سے مناظرہ کرو جو بہت عمدہ ہو اور نوبت جھگڑے کی نہ پہنچے اور نہ اُن سے اُن کے بارہ میں ایسا سوال کرو جس سے کہ تنازع پیدا ہو کہ وہ کچھہ کہے تم اُس کا رد کرو پھر وہ کچھہ کہے۔ پھر اُس کے قول کو تم رد کرو ایسا جھگڑا مدارات نرمی اور مجاملہ کے بالکل خلاف ہو جاتا ہے اور ہم نے تمکو نرمی کے ساتھہ پیش آنے کی بڑی تاکید سے وصیت کی ہے اور ایسا سوال بھی مت کرو جیساکہ کوئی طالب علم کرتا ہے تمکو اسکی بھی ضرورت نہیں رہی کیونکہ ہم نے تمکو بقدر ضرورت ایک وحی کے ذریعہ سے اس کا حال بیان کردیا ہے فقط

ہم نے ترجمہ عبارت کشاف کا یہاں پر اس لئے لکھدیا ہے کہ اس اختلاف کی نوبت فریقین نے اس حد تک پہنچادی ہے کہ الامان الامان دونوں طرف کے اخباروں میں ایک آگ لگی ہوئی ہے۔ یہ مسائل مختلف فیہا ہرگز ہرگز

ایسے نہ تھے جن میں یہ تشدد برتا جاتا انا للہ وانا الیہ راجعون میں تو اب تک محض خاموش تھا۔ لیکن جب میرے پاس متواتر خطوط آنے لگے۔ اور بعض نے تو مجکو الساکت عن الحق شیطان اخرس کا مصداق گردانا چاہا تب اس حالت بیماری میں برخوردار سید محمد یعقوب سے مجکو کچھ لکھوانا پڑا

برہان ثالث عشر

یہ امر تو مسلم فریقین ہے کہ حضرت جری اللہ شرعی نبی نہیں ہیں۔ پھر لفظ مجدد کے قول سے اسقدر نزاع کیوں کیا جاتا ہے۔ یہ نزاع لفظی ہے اور حضرت اقدس کے کلام میں یا آپ کے کلام میں جو مطلق لفظ نبی کا آیا ہے اول تو اس سے مراد وہی ظلی وغیرہ ہے جو خود آپ نے بیان فرما دی ہے کامل نبی مراد نہیں ہے اور جو آپ کا یہ دعوے ہے کہ من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی ومارائی اس الہام سے یہ تو بخوبی ثابت ہے کہ الہام میں جس جگہ پر لفظ نبی کا آیا ہے اس سے مراد حضرت نبی امی ہی ہیں نہ آدم مراد ہیں اور نہ نوح نہ ابراہیم اور نہ موسیٰ اور نہ عیسےٰ علاوہ اسپر یہ کہ کوئی نبی ان نبیوں میں ہمارے نزدیک آ نہیں سکتا لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی اندرین صورت اگر اتحاد حقیقی مراد لیا جائے تو اسکے مفاسد مذکورہ لازم آتے ہیں اور اگر اتحاد مجازی کہا جائے تو پھر لفظ نبی کو بھی مجازی ماننا پڑے گا کیونکہ مراد نبی سے وہی مصطفیٰ مراد ہیں۔ حقیقی مصطفیٰ تو ہیں نہیں تو مجازاً مصطفیٰ ہوئے یعنی مجازی نبی ہوئے۔ اسپر ایک اعتراض یہ لازم آتا ہے کہ پھر ایسا دعوے کیوں ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ آپ کی دو شانیں تھیں ایک شان مسیحائی کی اور دوسری شان مہدویت کی جس سے مراد بروز محمدیت ہے اس لئے جاننا چاہیئے کہ جو الہام آپ کے ایسے ہیں کہ تو ہم ہیں حلول

واتحاد کو وہ باعتبار شان عیسویت کے ہیں کیونکہ اناجیل بین حضرت عیسیٰ کے محاورات ہی اس قسم کے ہیں کہ جن سے اتحاد حلول پایا جاتا ہے اور یہی وجہ نصاریٰ کے گمراہ ہوگئے۔ پس ایسے کل الہامات متشابہات سے ہیں اور جو الہامات حضرت اقدس کے اُس قسم کے ہیں کہ فتبادلک من علمہ وتعلم وہ بلحاظ شان مہدویت کے ہیں پس ایسے الہامات واقوال محکمات سے ہیں جیساکہ جزوی نبیؑ یا ظلی نبیؑ وغیرہ اس لیے متشابہات کے معانی کو محکمات کے مطابق کرلینا چاہیے ورنہ پھر تو بہت سے مفاسد لازم آئیں گے۔ مثلاً بیان اسکا بطور وضاحت کے یہ ہی کہ اس آخری زمانہ تک بلکہ قیام قیامت تک قرآن شریف محفوظ ہے اُس کا ایک نقطہ یا ایک حرف بھی محرف یا مبدل نہیں ہوا اور نہو گا قال اللہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ایضاً قال اللہ تعالیٰ واذا تتلے علیھم ایاتنا بینات قال الذین لا یرجون لقاء نا ائت لقران غیر ھذا اوبدلہ من تلقاء نفسی قل ان اتبع الا ما یوحیٰ الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم بھی احکام منصوص قرآن شریف کی تغیر و تبدیل نہیں فرما سکتے۔ چہ جائے کسی دوسرے شخص مجدد کی جو تبدیل کرسکے۔ ایضاً قال اللہ تعالیٰ یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ نبی کریم بھی حلال کو حرام یا حرام کو حلال بغیر حکم خدا نہیں فرما سکتے۔ جو نتیجہ کہ ان آیات پر متفرع ہو وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد قیامت تک اگر کوئی عالم ربانی مامور ہوکر آوے گا تو وہ بھی مجدد ہی ہوگا اور اگر کوئی نبیؑ جزوی آوے گا تو وہ بھی مجدد ہی ہوکر آئے گا اور اگر کوئی کامل نبیؑ لو فرضاً ہوکر آئے گا تو بھی مجدد ہی ہوکر آئے گا۔ یہاں تک کہ اگر حقیقتاً یا بالفرض آنحضرت صلعم بھی آویں تو وہ بھی مجدد ہی ہوکر تشریف لاویں گے نہ مشرع ہوکر کیونکہ کتاب اللہ محفوظ ہے۔ شریعت اسلام محفوظ۔ احادیث صحیحہ مفسر قرآن موجود پس احکام شریعت جدید کی

کوئی حاجت نہیں۔ اسی لئے حسبنا کتاب اللہ آپ کے مرض موت ہی میں فرمایا گیا اور و الخیر کلہ فی القرآن حضرت جری اللہ کو الہام ہوا ہے اس بیان سے مدعا بطور نص کے ثابت ہو جاتا ہے۔ پھر حضرت جری اللہ کو مجدد کے لفظ میں کونسی تخفیف یا توہین لازم آتی ہے۔

مانا ہم نے کہ بفرض محال آپ نبی کامل ہیں۔ آپ نبی حقیقی ہیں لیکن ہیں تو مجدد ہی لیکن ہاں آنحضرت صلعم کسی معنی بعید سے مجدد ہو سکتے ہوں تو ہوں لیکن آپ کی نسبت مجدد کا لفظ ہرگز جائز نہیں کیونکہ حضرت نبی کریم کے وقت میں نہ کوئی کتاب اللہ محفوظ تھی بلکہ مبدل اور محرف ہو گئی تھی اور اُن میں تحریف کی جاتی تھی نہ احادیث موسوی اور طالمود محفوظ تھا نہ اہل کتاب و مشرکین کے اعمال ٹھیک تھے۔ نہ اُن کے عقائد حقہ تھے نہ اُن کے دستور العمل موافق احکام الٰہی کے بحال رہے تھے ظلمات بعضہا فوق بعض کا زمانہ تھا۔ پس صرف آپ ہی اس لئے مشرع اور نبی کامل تھے کما قال اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا گو باعتبار ایک معنی بعید بعید کے آپ کو کوئی مجدد کہدے یعنی اس لحاظ سے کہ اصلی دین اسلام جو حضرت ابراہیم لائے تھے اور وہ دنیا میں بالکل موجود نہیں رہا تھا مفقود ہو گیا تھا اُس گم شدہ دین کو آنحضرت بذریعہ حضرت جبریل لائے مگر ایسے معنی بعید کا لینا آنحضرت صلعم کی ایک قسم کی توہین ہے کیونکہ۔ کسی کے قول اور فعل کو جو قرآن مجید کے مخالف ہو اُس کے ساتھ تمسک کرنے اور حجت شرعی گرداننے کو قرآن مجید اور حدیث صحیح میں اتخاذ ارباب فرمایا گیا ہے اور آپکا قول عزوجل ہے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰھًا واحدا لا الہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون حدیث صحیح یہ ہے وقد اخرج ابن سعد وعبد بن حمید والترمذی

وحسنه وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ والبیہقی فی سننہ عن عدی بن حاتم قال اتیت النبی صلعم وھو یقرا فی سورۃ براءۃ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ فقال اما انہم لم یکونوا یعبدونھم ولکنھم کانوا اذا احلوا لھم شیئا استحلوہ واذا حرموا علیھم شیئا حرموہ واخرجہ ایضا احمد وابن جریر۔ فتح البیان صفحہ ۲۴۲ جلد ثانی انتہیٰ۔ پھر دیکھو تفسیر کبیر وغیرہ کو جس میں دلائل قاہرہ سے سوائے کتاب سنت کے کسی کے قول کو مفید بلکہ اُن کی حجت گردانے کو رد کر دیا ہے اور اس آیت میں مسیح ابن مریم بھی داخل ہیں جب ہی تو اُن کا قول انجیل میں لکھا ہے کہ میں توریت کا ایک شعشہ بھی منسوخ کرنے نہیں آیا الا ماشاء اللہ اور حضرت مسیح موعود کا بھی یہی الہام ہے کہ والخیر کلہ فی القرآن وغیر ذالک من الالہامات والاقوال پس اسپر یہ برھان متفرع ہوتی ہے

برہان رابع عشر

وآخرین منھم لما یلحقوا بھم کی تفسیر صحیح یہ نہیں ہوسکتی ہے کہ حضرت جری اللہ علاوہ نبی امی صلعم کے ایک دوسرے نبی کامل ہیں جو آخرین میں مبعوث ہوئے کیونکہ یہ معنی خلاف نص قرآن مجید کے ہیں دیکھو۔ آیت مذکور میں کسی دوسرے نبی کا ذکر ہی نہیں ہے صرف نبی امی عربی صلعم کا ہی ذکر ہے فتح البیان میں لکھا ہے وآخرین منھم مجرور عطفا علی الامیین ای بعثہ فی الامیین الذین علی عہدہ وبعثہ فی آخرین منھم او منصوب عطفا علی الضمیر المنصوب فی یعلمھم ای ویعلم آخرین وکل من یعلم شریعتہ محمد صلعم الی آخر الزمان فرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلمہ بالقوۃ لانہ اصل ذالک الخیر العظیم والفضل الجسیم او عطفا علی

مفعول یزکیہم ای یزکیہم و یزکی آخرین والمراد بالاخرین من جاء من بعد الصحابۃ الی یوم القیامۃ وقیل المراد بہم من اسلم من غیر العرب وقال عکرمہ ہم التابعون و قال مجاھد الناس کلہم وکذا قال ابن زید والسدی - فتح البیان جلد چہارم صفحہ ۵۵۹

پس آخرین کا عطف خواہ امیئن پر ہو اور خواہ ضمیر المنصوب و یعلمہم پر ہو یا ضمیر منصوب یزکیہم پر ہو وہی ایک نبی اُمی ہے نہ دو نبی ایسے کہ ایک نبی امی عربی ہو اور ایک نبی ظلی - ہاں اس آیت کا مضمون اسی الہام کے مطابق ہو سکتا ہے کہ فیناد ک من علم و تعلم ؐ

دگر استاد را نامے ندانم کہ خواندم در دبستان محمد ؐ

وغیر ذالک جیسا کہ حقیقت الوحی میں زیر تفسیر اس آیت کے یہ الہام بھی لکھا ہوا ہے اور اگر اس آیت سے آخرین کو بھی نبی قرار دیا جائے کہ متعلم کا نبی ہونا بھی لازم ہے تو پھر سب کے سب امیئیں جو آنحضرت صلعم کے متعلمین تھے نبی ہو جائیں گے - پس بات صرف اتنی ہے جو حدیث صحیح اور حضرت کے الہام سے معلوم ہوتی ہے کہ حضرت جری اللہ کے لئے معلم روحانی آنحضرت صلعم ہیں جو وہی نبی امی صلعم ہیں اور حضرت جری اللہ نبی امی صلعم کے متعلم روحانی ہیں پس صرف آیت مذکورہ سے یہ ہرگز نہیں ثابت ہوتا کہ حضرت جری اللہ نبی ہیں - اس نبوت جزوی کے واسطے دوسرے دلائل ہیں جو اپنے محل پر مذکور ہیں - اور اگر اسی آیت سے کوئی صاحب اصرار بیجا کر کے حضرت جری اللہ کو نبی کامل قرار دیں تو وہی محذور تثلیث کا لازم آتا ہے وھو سفسطۃ محض

برہان خامس عشر

لفظ احمد اگر علم ہے جیسا کہ اکثر والدین اپنے ابناء کا اسم بطور علم کے رکھدیتے ہیں اور علم بمنزلہ اسم جامد کے ہوا کرتا ہے جو کسی وصف کی طرف اشارہ نہیں کرتا - کما مر مراراً تو اندریں صورت نہ کوئی وصف اور نعت نبی کریم صلعم کی ہوسکتی ہے اور نہ حضرت جری اللہ کا کوئی وصف فضیلت کا حاصل ہوسکتا ہے خصوصاً وہ اسم کہ بغیر الہام اور کشف کے رکھا گیا ہو پس اس لحاظ سے حضرت جری اللہ کا نام احمد کسی فضیلت کے واسطے مقتضی نہیں ہے اور اگر باعتبار معنی وصفی کے من جانب اللہ یہ نام رکھا گیا ہے تو اندریں صورت نہ موسیٰ بمقابلہ آنحضرت صلعم کے حقیقی احمد ہوسکتے ہیں اور نہ حضرت عیسیٰ اور نہ کوئی اور نبی بمقابلہ حضرت رسول کریم کے احمد ہوسکتا ہے مختصر بیان اس کا یہ ہے کہ یہ صیغہ احمد افعل التفضیل کا ہے اس کا استعمال تین طریق سے ہوا کرتا ہے یا بالاضافت استعمال ہوگا یا من کے ساتھ یا الف لام کے ساتھ ہوگا - جیسا کہ زید افضل الناس اور زید الافضل اور زید افضل من عمرو اور اگر اضافت اور من اور الف لام سے خالی ہو تو اُس صورت میں ہوگا کہ مفضل علیہ مشہور اور معلوم ہو جیسا کہ اللہ اکبر یعنے اکبر کل شئی یا اکبر من کل شئی - اسی طرح پر چونکہ آنحضرت صلعم کی فضیلت اور افضلیت تمام انبیا اور اُنکی امتوں میں مشہور اور معلوم تھی - کما مر اس لیئے صرف آپ ہی کا نام بغیر استعمال اضافت اور الف لام اور من کے احمد رکھا گیا یعنی تمام انبیاؤں سے وصف حامدیت یا محمودیت میں آپ افضل ہیں جو اسم تفضیل کا خاصہ ہے اسم التفضیل ما اشتق من فعل الموصوف بزیادۃ علی غیرہ یہ افضلیت نہ کسی پہلے نبی کو حاصل ہے - لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی اور نہ آپ کے کسی امتی کو گو بمقام نبوت جزوی پہنچا ہوا ہو اُسکو حاصل ہوسکتی ہے کیونکہ وہ امتی ہے اور یہی معنی ہیں خاتم النبیین کے کہ جتنے کمالات وصفات نبوت کے ہیں خواہ بلحاظ حامدیت کے ہوں

اور خواہ باعتبار محمودیت کے وہ آپ پر ختم ہو گئے ہیں اسی سرکیواسطے حدیث صحیح میں آگیا ہے وختم لی النبیون وغیرہ ولم یبق من النبوۃ الا المبشرات لا نبی بعدی اور دوسری حدیث مجدد کی فرمائی گئی۔ہاں آپ کی امت میں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کو بھی احمدیت سے حصہ ملا اور آپ کو الہاماً اور کشفاً یہ بتایا گیا کہ آپ کا نام غلام احمد قادیانی ہے جس کے تاریخی سن ۱۳۰۰ برآمد ہوتے ہیں اور اسی نام کے ساتھ آپ نے تحدی فرمائی کہ دنیا بھر میں کوئی دوسرا انسان غلام احمد قادیانی نہیں ہے وثر بتاؤ۔ اور ظاہر ہے کہ لفظ غلام بند لئے بلند یہ کہ رہا ہے کہ آپ کو جو کچھ ملا ہے طفیل میں نبی کریم کے ملا ہے خواہ دوسرے لفظوں میں اسکو بروزی نبی کہو یا ظلی یا طفیلی یا جزوی نبیؐ

الحاصل جیسا کہ اس آخری زمانہ میں کوئی شخص غلام احمد قادیانی موجود نہیں ہے اسی طرح پر تمام تواریخ انبیاء کو تفحص کرو۔ تمام دلیا اور علماء ربانی کی پہلی امتوں کو ڈھونڈو۔کسی تاریخ میں اسم احمدؐ کے ساتھ کسی کو موسوم نہ پاؤگے۔ پس حقیقتاً اور اصلی احمدؐ آپ ہی ہیں اور ظلی حضرت جری اللہ غلام احمدؐ قادیانی ہیں آگے رہا یہ کہ بطور تخلص اور اختصار کے خود آپ نے اپنا نام احمدؐ بھی رکھ لیا ہے اور سلمنا کہ آپ کے والدین بھی احمد کہتے تھے لیکن آپ کا نام الہاماً اور کشفاً من جانب اللہ احمدؐ نہیں پس چونکہ بطفیل غلامی کے آپ کو حصہ احمدیت سے ملا ہے اسی لئے آپ نے تحریر فرما دیا کہ ذکر اسمہ احمد بالتصریح کیونکہ دوسرے کسی مجدد کو یہ حصہ وافر احمدیت سے منجانب اللہ عطا نہیں ہوا۔ اور نام پاک نبی عربی کا محمدؐ اسم احمدؐ ہی پر متفرع ہے کیونکہ جب تک کوئی مومن افعل التفضیل کے ساتھ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا حامد نہ ہو۔ وہ محمدؐ نہیں ہو سکتا۔ پس اسم محمدؐ ہی تبلا رہا ہے کہ آپ ہی بالضرور صیغہ افعل التفضیل کے ساتھ احمدؐ ضرور ہیں۔ پس دونوں

نام پاک باہم ایسے لازم و ملزوم ہیں کہ اسم محمدؐ احمدؐ سے منفک نہیں ہو سکتا
اور اسم احمدؐ محمدؐ سے جدا نہیں ہو سکتا فافہم ولا تکن من الغافلین

برہان سادس عشر

اب یہ امر تو بخوبی مکرر ثابت ہو چکا کہ والدین کا نام رکھا ہوا جو علم ہوتا ہے اور علم بمنزلہ جامد کے ہوا کرتا ہے۔ اس سے کچھ استدلال کسی وصف کے اوصاف حمیدہ میں سے اور کسی فضیلت پر فضایل میں سے نہیں ہو سکتا جب تک کہ کشفاً و الہاماً قطعی طور پر اس وصف کا لحاظ من جانب اللہ ہو اب ہم اہل تصوف کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ وہ اسمہٗ احمدؐ کی تفسیر میں کیا فرماتے ہیں۔ صوفیائے کرام کے زیادہ تر حوالجات ہم ان چند اوراق میں اس لئے نہیں پیش کر سکتے کہ طوالت ہو جائے گی جو موجب ملالت سامعین ہو جائے گی۔ صرف مولوی روم صاحب کے چند اشعار منجملہ بسیار کے لکھتے ہیں مولوی رومؒ صاحب ایک داستان لکھتے ہیں جس میں ایک بادشاہ یہود اور اس کا وزیر قوم نصاریٰ کا سخت دشمن تھا اور اکثر نصاریٰ کو قتل بھی کرتا رہتا تھا اور علاوہ قتل کے طرح طرح کے ایسے فتنے برپا کئے تھے جو الفتنۃ اشد من القتل کے مصداق تھے اس قصہ میں یہ اشعار ذیل لکھتے ہیں ؎

بود در انجیل نام مصطفےٰ	آں سر پیغمبراں بحر صفا
طائفہ نصرانیاں بہر ثواب	چوں رسیدندے باں نام و خطاب
بوسہ دادندے بداں نام شریف	رو نہادندے براں وصف لطیف
اندریں فتنہ کہ گفتم آں گروہ	ایمن از فتنہ بدند و از شکوہ
ایمن از شر امیراں و وزیر	در پناہ نام احمدؐ مستجیر
نسل ایشاں نیز ہم بسیار شد	نور احمدؐ ناصر آمد یار شد

وان گروہ دیگر از نصرانیاں | نام احمد داشتندے متہاں
مہتہاں وخوار گشتند از فتن | از وزیر شوم رائے وشوم فن
نام احمد چون چنین یاری کند | تاکہ نورش چون مددگاری کند
نام احمد نام جملہ انبیاست | چون بیاید صد نود ہم پیش ماست

اور کہیں تحریر فرماتے ہیں۔

لا الہ گفت والا اللہ گفت | گوہر احمد رسول اللہ سفت

کہیں حضرت موسیٰ کی طرف سے لکھا ہے۔

غوطہ دہ موسے خود را در بحار | در میان امت احمد بر ار

الحاصل ہماری غرض ان حوالجات سے صرف یہ ہے کہ دراصل اور حقیقتاً اسم احمد آنحضرت صلعم کا ہی نام مبارک ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس لیے ہے کہ جملہ اوصاف وھبیہ و کمالات الہیہ یعنی نبوت اور فضایل رسالت میں آپ سب انبیاء سے بڑھ کر اور افضل ہیں لاغیر اور ہاں آپ کی غلامی سے دوسرے افراد امت کے لئے بھی حصہ پہنچا ہے۔ چنانچہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کو اس احمد بیت کے وصف میں زیادہ حصہ اور نصیبہ عطا ہوا ہے وہو المدعا ولاغیر اور یہی سر ہے اس امر میں کہ آپ کی امت کا وصف بطور نشان اور شعار کے کتب سابقہ میں آپ کے طفیل سے حمادون وغیرہ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث طویل میں وارد ہے جس میں حضرت ابراہیم کا بھی ذکر ہے اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور آدم کا ذکر فرما کر آپ ارشاد کرتے ہیں الا وانا حبیب اللہ ولا فخر وانا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ آدم فمن دونہ ولا فخر اس حدیث میں جو ترمذی اور دارمی میں بطولہ مذکور ہے۔ آپ کا یہ دعوے ہے کہ قیامت کے روز لواء حمد میرے ہی ہاتھ میں ہوگا اور تمام انبیاء آدم موسیٰ وعیسیٰ اور ابراہیم وغیرہ وغیرہ سب کے سب میرے ہی لوائے حمد کے تحت میں ہونگے۔ پس اس

دعوے صادقہ اور مصدوقہ سے بھی ثابت ہوا کہ حقیقی اور اصلی احمد آپ ہی ہیں لاغیر۔ ہاں پہلے انبیا اور افراد امت محمدیہ اور حضرت اقدس جری اللہ آپ کی غلامی سے اس لواء حمد کے ماتحت ہیں جو دوسرے لفظوں میں مجازی کہو یا ظلی یا بروزی اسی لئے دوسری ایک حدیث طویل میں وارد ہوا ہے جو حضرت کعب الاحبار توارت سے نقل فرماتے ہیں دامنہ الحمادون (ای المبالغون فی الحمد) یحمدون اللہ فی السراء والضراء یحمدون اللہ فی کل منزلۃ ویکبرون علیٰ کل شرف رعاۃ للشمس یصلوّن الصلوٰۃ اذاجاء وقتہا یتآزرون علی انصافہم ویتوضاؤن علی اطرافہم منادیہم ینادی فی جو السماء صفہم فی القتال وصفہم فی الصلوٰۃ سواء لہم باللیل دوی کدوی النحل ھذا لفظ المصابیح وروی الدارمی معہ تغیر یسیر۔ مشکوٰۃ شریف۔

یہ صفات حمادون اور دیگر صیغے یحمدون کے جو مبنی للفاعل ہیں صریح دلالت کرتے ہیں کہ اصلی اور حقیقی احمد بصیغہ افعل التفضیل آپ ہی ہیں لاغیر اور آپ کی غلامی کے طفیل سے آپ کی امت نے بھی احمدیت سے حصہ لیا ہے خصوصًا حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء اس میں زیادہ شریک ہیں اور یہ حصہ حامدیت کا آپ میں زیادہ ہے۔ وھو المدعا۔ اگر اس بیان میں دوسرے احباب سے اگر کچھ اختلاف ہے تو صرف اسی قدر کہ میں اصلی اور حقیقی اسمہٗ احمد کی تفسیر میں اسم احمد کو منجانب اللہ صرف سید المرسلین کے لئے مخصوص رکھتا ہوں جس میں دوسرا کوئی فرد امت کا گو مجدد ہو یا نبی ہو شریک نہیں ہو سکتا اور مجازی یا جزوی طور پر پہلے انبیاء میں بھی یہ حصہ موجود ہے اور امت مرحومہ کے کمل افراد میں بھی علیٰ قدر مراتب یہ حصہ کثیر پایا جاتا ہے۔ خصوصًا حضرت جری فی حلل الانبیا میں زیادہ تر اس کا حصہ موجود ہے وھو المدعا بحکم اذا تکرر تقرر کے بار بار

لکھا تاکہ اتمام حجت ہو جائے کیونکہ اس کے خلاف میں عکس القضیہ ہوا جاتا ہے

برہان سابع عشر

متحدیانہ کل اہل مذاہب سے

اب ہم ان واقعات صحیحہ سے جو آنحضرت صلعم کے زمانہ بعثت سے لیکر اس وقت تک واقع ہوئی ہیں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جسقدر اوصاف حمیدہ اور محامد جمیلہ اللہ تعالےٰ کے آنحضرت صلعم کے ذریعہ سے دنیا بھر میں واقع ہوئے ہیں وہ کسی نبی یا رسول کے واسطے سے کسی زمانہ میں واقع نہیں ہوئے اور یہ دعوے ہمارا بمقابلہ کل ان اہل مذاہب کے ہے جو کسی مذہب کے ساتھ متمذہب ہوں خواہ یہود ہوں یا نصارےٰ یا اور کوئی اہل مذہب مذاہب سماویہ میں سے ہوں اگر یہ دعوے متحدیانہ ہمارا کوئی اہل مذہب آسمانی تسلیم نہ کرے تو اسپر لازم ہے کہ اپنی کتاب سماوی سے اللہ تعالےٰ کے محامد کو اسقدر ہی ثابت کردے جو صرف قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات علیا وارد ہوئے ہیں اور ہم بڑے دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہرگز کوئی اہل مذہب اسکو ثابت نہ کرسکے گا۔ ایدریں صورت اس کا نتیجہ یہ لازم ہوا کہ کوئی نبی انبیاء ماضیین میں سے ہو یا بعد آنحضرت صلعم کے اسم احمدؐ کے ساتھ جو صیغہ افعل التفضیل کا ہے اصلی اور حقیقی طور پر متصف اور موسوم نہیں ہوسکتا ہے۔ صرف آپ ہی کی ذات مبارک ہی جو اس اسم اور صفت کے ساتھ متصف یا موسوم حقیقتاً اور اصلاً ہوسکتی ہے لاغیر۔ کیا سچ فرمایا حضرت جری اللہ نے ؎

شان احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

اس سے مراد حضرت اقدس کی یہی ہے کہ صرف آنحضرت صلعم شان احمدیت میں احد و یکتا ہیں۔ دوسرا اس احمدیت میں آپ کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا جس طرح کہ صفت اکبر وغیرہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا ایضاً آپ نے فرمایا ہے ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے جسکا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

اسی احمدیت کی شان میں یکتا ہونے کی وجہ سے لازم ہوا کہ اسم پاک محمد بھی حقیقتاً آپ ہی کے لئے مختص ہے لاغیر۔ کیونکہ حقیقتاً محمد ہونا جو صیغہ مبالغہ کا ہے بغیر احمد ہونے کے متصور نہیں ہوسکتا اس لئے مفردات راغب وغیرہ میں لکھا ہے کہ وھو مشتق من اسم اللہ تعالیٰ کما مدحہ فقال وشق له من اسمه لیجله ؛ فذو العرش محمود وھذا محمد شمامہ عنبریہ جا صدیق حسن میں بیہقی اور ابونعیم سے لکھا ہے کہ ایک یہودی مکہ شریف میں تجارت کے لئے مقیم تھا جس رات کو حضرت رسول کریم صلعم پیدا ہوئے اس نے کہا یا معشر یھود طلع نجم احمد الذی یولد فی ھذہ اللیلۃ رواہ البیہقی و ابو نعیم اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ احمد خواہ فارقلیط اس کا ترجمہ ہو یا کوئی اور لفظ اس کا ترجمہ ہو۔ اہل کتاب یہود میں اسم احمد آپ ہی کا نام مسلم و مشہور تھا لاغیر ولنعم ما قیل ؎

پیغام خدا نخست آدم آورد انجام بشارت ابن مریم آورد
باجملہ رسل نامہ بے خاتم بود احمد برما نامہ و خاتم آورد

ایضاً ؎

امی گویا بزبان فصیح از الف آدم و میم مسیح

اگر کسی سے ہماری اس تحدی کا جواب اس قدر نہو سکے جس کا مطالبہ کیا گیا ہے تو ہم اسکو اور گنجایش دیتے ہیں کہ ایک کم سو محامد الٰہیہ ہی اپنی کتاب سے نکال کر پیش کرے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا تفسیر فتح البیان میں جو لکھا ہے اس
آیت کی تفسیر میں وہ یہ ہے۔ ذکر ذالک فی اربع سور فی القرآن اولھا
ھذہ السورۃ وثانیہا فی آخر بنی اسرائیل وثالثہا فی اول طہٰ ورابعہا
فی آخر الحشر وھذہ الآیۃ مشتملۃ علی الاخبار من اللہ سبحانہ بما لہ من الاسماء
علی الجملۃ دون التفصیل والحسنیٰ تانیث الاحسن ای التی ہی احسن الاسماء
لدلالتہا علی احسن مسمی واشرف مدلول وقیل الحسنیٰ مصدر وصف بہ
کالرجعی وافردہ کما افرد وصف ما لا یعقل وقد اخرج احمد والبخاری
ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ وابو عوانہ وابن جریر
وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مندہ وابن مردویہ وابو نعیم والبیہقی
عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان للہ
تسعۃ وتسعین اسما مائۃ الا واحداً من احصاھا دخل الجنۃ انہ
وتر یحب الوتر وفی لفظ ابن مردویہ وابی نعیم من دعا بہا استجاب اللہ
دعاءہ وزاد الترمذی فی سننہ بعد قولہ یحب الوتر ھو اللہ الذی لا الہ
الا ھو الرحمن الرحیم الی قولہ الصبور ۹۹ معروفۃ ھکذا اخرج الترمذی
ھذہ الزیادۃ عن ابی ھریرہ مرفوعۃ وقال ھذا حدیث غریب وقد
روی من غیر وجہ عن ابی ھریرۃ ولا نعلم فی کثیر شئ من الروایات
ذکر الاسماء الا فی ھذا الحدیث قال ابن کثیر فی تفسیرہ والذی عول
علیہ جماعۃ من الحفاظ ان سرد الاسماء مدرج فی ھذا الحدیث وانہم
جمعوھا من القرآن ثم قال لیعلم ان الاسماء الحسنیٰ لیست منحصرۃ فی
التسعۃ والتسعین بدلیل ما رواہ احمد فی مسندہ عن ابن مسعود
عن رسول اللہ صلعم انہ قال ما اصاب احد قط ھم ولا حزن فقال
اللھم انی عبدک وابن عبدک وابن امتک ناصیتی بیدک ماض فی
حکمک عدل فی قضاءک اسئلک بکل اسم ھو لک سمیت بہ نفسک او انزلتہ

فی کتابک او علمتہ احدا من خلقک او استاثرت بہ فی علم الغیب عندک
الحدیث ۔ وقد اخرجہ ابوحاتم و ابن حبان فی صحیحہ بمثلہ انتہی و اخرجہ
البیہقی فی الاسماء و الصفات قال النووی اتفق العلماء علی ان ھذا
الحدیث لیس فیہ حصر لاسمائہ سبحانہ و لیس معناہ انہ لیس لہ اسماء
غیر ھذہ التسعۃ و التسعین و انما المقصود ان من احصاھا دخل الجنۃ
فالمراد الاخبار عن دخول الجنۃ باحصائھا لا الاخبار بحصر الاسماء انتہی قال
ابن حزم جاءت فی احصائھا یعنی الاسماء الحسنی احادیث مضطربۃ لا یصح منھا شئی اصلا و کلہا اخرجہا
بھذا العدد الذی اخرجہ الترمذی ابن مردویہ و ابو نعیم عن ابن
عباس و ابن عمر قالا قال رسول اللہ صلعم فذکرہ و لا ادری کیف
اسنادہ و عن ابی جعفر محمد بن الصادق قال ھی فی القرآن ثم سردھا
سورۃ فسورۃ و قد ذکر ابن حجر فی التلخیص انہ تتبعھا من الکتاب العزیز
الی ان حررھا منہ تسعۃ و تسعین ثم سردھا و یؤید ھذا ما
اخرجہ ابونعیم عن ابن عباس و ابن عمر قالا قال رسول اللہ صلعم للہ
تسعۃ و تسعون اسما من احصاھا دخل الجنۃ و ھی فی القرآن و قد
اطال اھل العلم الکلام علی الاسماء الحسنی حتی ان ابن العربی فی شرح
الترمذی حکی عن بعض اھل العلم انہ جمع من الکتاب و السنۃ من
اسماء اللہ الف اسم و معنی احصاھا حفظھا قالہ البخاری و بہ قال
اکثر المحققین و یعضدہ الروایۃ الاخری من حفظھا دخل الجنۃ و قیل
العدد ای عدھا فی الدعاء بھا و قیل المعنی من اطاقھا و احسن المراعاۃ
لھا و قیل احضر بالہ عند ذکرھا معناھا و تفکر فی مدلولھا والاول
اولی و قد ذکر الرازی فی ھذا المقام بحثا فی ان الاسم عین المسمی او
غیرہ و ھو مما لم یکلف اللہ بہ عبادہ و فی قولہ فادعوہ بھا دلیل
علی ان اسماء اللہ سبحانہ توقیفیۃ لا اصطلاحیۃ و المعنی سموہ بھا

واجروها علیہ واستعملوھا فیہ دعاء ونداء وعبر ذالک فلا تسموه لغیرھا مما لم یرد اطلاقہ علیہ تعالی امرھم بان یدعوه بھا عند الحاجۃ فانہ اذا دعی باحسن اسمائہ کان ذالک من اسباب الاجابۃ۔ فتح البیان جلد دوم صفحہ (۱۲۰)

حاصل ترجمہ اسماء حسنیٰ کا ذکر قرآن مجید کی چار سورتوں میں ہے اوّل سورۂ اعراف میں۔ دوسرے سورۂ بنی اسرائیل کے آخر میں تیسرے سورۂ طٰہٰ کے اول میں چوتھے آخر سورۂ حشر میں اس آیت میں بغیر کسی تفصیل کے مجملًا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اسماء حسنیٰ ہیں حسنیٰ صیغہ تانیث کا ہے احسن افعل التفضیل کا صیغہ اُسکا مذکر ہے چونکہ اسماء سے مراد صفات الٰہیہ ہے اس لئے بسبب اشرف ہونے معنی اور اُن کے مدلول کے اُن اسماء کو بصفت حسنیٰ موصوف کیا گیا اور بعض نے کہا ہے کہ حسنیٰ مصدر ہے مثل رجعیٰ کے واسطے مبالغہ کے اسماء کی صفت حسنیٰ مصدر کے ساتھ کی گئی ہے حسنیٰ صیغہ مفرد مونث کا اس لئے لایا گیا کہ لفظ اسماء بمنزلہ غیر ذوی العقول کے ہے کتب حدیث مثل بخاری ومسلم ترمذی نسائی۔ ابن ماجہ ابن خزیمہ ابوعوانہ ابن جریر ابن ابی حاتم طبرانی ابن مندہ ابن مردویہ ابونعیم اور بیہقی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے اللہ تعالیٰ کے لئے ایک کم سو یعنی ننانوے نام ہیں جس شخص نے اُنکو اعتقاد کرکر یاد کرلیا وہ جنت میں داخل ہوگا اللہ تعالیٰ وتر اور طاق ہے اور عدد طاق کو دوست رکھتا ہے اور ابن مردویہ اور ابی نعیم میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ان ناموں کے ساتھ جو شخص دعا مانگے گا اُسکی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور سنن ترمذی نے بعد قول یحب الوتر کے یہ اسماء زیادہ کئے ہیں ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الرحمان الرحیم الصبور تک یعنی کل ننانوے نام ترمذی کی روایت مرفوعہ میں آئے ہیں اور اُس نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور ابوہریرہ سے یہ

حدیث کئی وجہ سے روایت کی گئی ہے اور ان سب اسمار کا سوائے
اس حدیث کے اکثر روایات میں ذکر نہیں آیا ہے ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں
لکھا ہے کہ حفاظ حدیث نے اس امر پر اعتماد کیا ہے کہ ان سب اسمار کا ذکر
اس حدیث میں مدرج ہے یعنی راوی کی طرف سے درج کیا گیا ہے جو قرآن
مجید سے یہ اسماد جمع کئے گئے ہیں۔ پھر کہا ہے کہ جاننا چاہئے کہ اسمار حسنیٰ
ایک کم سو میں منحصر نہیں ہیں۔ کیونکہ امام احمدؒ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے
ابن مسعود سے کہ وہ راوی ہیں رسول اللہ صلعم سے کہ آپ نے فرمایا کہ کسی
شخص کو غم اور حزن نہیں پہنچے گا۔ پس کہا یا اللہ بے شک میں تیرا بندہ ہوں
اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور تیری باندی کا بیٹا ہوں میری پیشانی تیرے
ہی قبضہ میں ہے تیرا ہی حکم مجھ پر نافذ ہے تیری ہی قضا اور فیصلہ مجھ میں
عدل و انصاف سے ہے میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں۔ ہر ایک اس نام کے
ساتھ جو تو نے اپنی ذات کا نام رکھا ہو یا کسی کتاب میں نازل فرمایا ہو
یا تو نے کسی کو وہ نام تعلیم کیا ہو یا تو نے اپنے علم غیب میں اس نام کو اختیار
کیا ہو۔ آخر حدیث تک مثل اس حدیث کے ابو حاتم ابن حبان نے اپنی صحیح
میں روایت کیا ہے انتہیٰ اور بیہقی نے کتاب اسمار و صفات میں بھی روایت
کی ہے امام نووی نے کہا کہ علمار کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اسمار
حسنیٰ کا حصر انہیں اسماد پر نہیں ہے اور اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ سوائے
ایک کم سو نام کے اور اسمار حسنیٰ نہیں ہیں مراد یہ ہے کہ جو شخص تہ دل سے
اعتقاداً ان ناموں کو یاد کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پس مراد اس
سے حصر کرنا اسمار کا نہیں ہے۔ بلکہ دخول جنت کی خبر دینا ہے۔ اسمار
یاد کر لینے سے انتہیٰ۔ امام ابن حزم نے کہا ہے کہ ان اسمار کے احصا
میں جو احادیث آئی ہیں وہ مضطرب الاسناد ہیں درجہ صحت پر نہیں ہیں
اور اس عدد کے ساتھ جو ترمذی نے روایت کی ہے۔ ابن مردویہ

اور ابو نعیم نے ابن عباس اور ابن عمر سے روایت کی ہے مگر اُس کی اسناد
کا حال نہیں معلوم اور ابو جعفر محمد بن صادق سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا
کہ یہ اسمار حسنیٰ قرآن مجید میں ہیں۔ پھر ہر اک سورہ سے انکا شمار کیا ہے اور ابن حجر نے تلخیص
میں ذکر کیا ہے کہ اُس نے اِن اسمار کی جستجو قرآن مجید سے کی ہے اور ایک کم سو تک
شمار کیا اور اسکی تائید روایت ابو نعیم کی جو ابن عباس اور ابن عمرؓ سے ہو کرتی
ہے ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کیواسطے
ایک کم سو نام ہیں جو اُنکو دل سے یاد کرلے وہ جنت میں داخل ہوگا اور
وہ قرآن مجید میں ہیں اور اسمار حسنیٰ کے بیان میں علمار نے بہت طویل بیان
کیا ہے حتی کہ ابن عربی نے شرح ترمذی میں بعض اہل علم سے حکایت کی
ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اسمار حسنیٰ کتاب وسنت میں ایک ہزار اسم ہیں اور
معنی احصاہا کے امام بخاری صاحب نے لکھے ہیں کہ اُن کو یاد کرلینے کے
ہیں اور محققین نے بھی یہی معنی لکھے ہیں اور دوسرے روایت بھی اسی
معنی کے مؤیّد ہے جو حفظہا دخل الجنۃ ہے اور بعض نے کہا کہ علیہا کے
معنی یہ کہ دعا میں اُن اسمار کو یاد کیا اور بعض نے کہا کہ اپنے طاقت کے
بموجب اُن کو یاد کیا اور اُن کے معنوں کے مراعات دل میں رکھے
جب اُن کو ذکر کیا اور اُن کے معنوں میں غور وفکر کی اور اول معنی اولیٰ
ہیں اور رازی نے اس مقام میں یہ بحث بھی لکھی ہے کہ اسم عین مسمیٰ
ہوتا ہے یا غیر۔ اس بحث کے ہم مکلف نہیں کیے گئے اور اللہ تعالیٰ
جو فرماتا ہے کہ فادعوہ بہا اس میں دلیل اس امر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ
کے نام توقیفی ہیں اصطلاحی نہیں ہیں مطلب یہ کہ دعا میں اور ندا میں انہیں
ناموں کا استعمال رکھو اور غیر ان اسمار حسنیٰ اکا استعمال دعا اور ندا میں
نہیں چاہیے جس کا استعمال کتاب وسنت میں وارد نہیں ہوا بوقت
حاجت انہیں کے ساتھ دعا کرنی چاہیے کیونکہ یہی احسن الاسمار ہیں اور

جب ان خوبیوں والے نام کے ساتھ دعا کی جائے گی تو اسباب اجابت میں سے یہ بھی ایک سبب ہووے گا فقط اور اگر اسقدر صفات جلیلہ بھی کوئی اہل مذہب اپنی کتاب سے بیان نہ کر سکے تو اسی قدر کوشش کرے کہ جو صفات الہی اسکی کتاب سماوی یا مذہبی میں مذکور ہوئے ہوں اون کا مقابلہ ہی ان نود و نہ نام سے کرے یعنی اس طرح پر کہ جو جو خوبیاں اور معارف اور حقایق ان اسمار کے شروح و معانی میں مندرج ہیں اپنی اسما و صفات الہیہ مندرجہ کتاب اپنی سے بیان کرے اور اگر اس سے یہ بھی نہو سکے تو ہماری حجت اس پر ختم ہو گئی اور آنحضرت صلعم کا تمام انبیاء اور ان کے اتباروں سے زیادہ تر حامد ہونا عنداللہ ثابت ہو گیا۔ پس تمام کائنات اور مخلوقات سے آنحضرت صلعم کا زیادہ تر اللہ تعالے کا حامد ہونا بھی واضح ہو گیا اور جبکہ آپ سب سے زیادہ اس صفت میں آپ ہی افضل ثابت ہو چکے تو پھر حقیقتاً اور اصلاً اس اسم احمدؐ کے لئے سزاوار کل دنیا بھر میں آپ ہی رہے لاغیر

برہان ثامن عشر

اور جبکہ اس اسم احمدؐ کا سزاوار تر دنیا بھر میں کوئی دوسرا موجود نہیں ہوا اور نہ آیندہ ہو گا۔ تو اسم محمد کے لئے جو صیغہ مفعول کا واسطے مبالغہ کے ہے حقیقتاً کوئی دوسرا بھی مستحق نہوا فثبت المدعا و ھو المطلوب

اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انك حمید مجید یہ بھی ہے ایک معجزہ اسم احمدؐ میں آنحضرت صلعم کا جو دین اسلام میں قیامت تک موجود رہے گا اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد صلواۃ تنجینا بھا من جمیع الاھوال والآفات و تقضی لنا بھا جمیع الحاجات و تطھرنا بھا من جمیع السیئات و ترفعنا بھا عندك اعلی الدرجات و تبلغنا بھا اقصے الغایات فی الحیات و بعد الممات

آمین یا رب العالمین اور یہ نام مبارک احمدؐ آپ کا صرف حضرت عیسیٰؑ ہی کے وقت سے نہیں ہے بلکہ پہلے سے ہے الفان میں لکھا ہے واخرج ابونعیم وغیرہ عن عبد الرحمن بن زیاد انعم قال قیل لموسیٰ یا موسیٰ مثل کتاب احمدؐ فی الکتب بمنزلہ وعاء فیہ لبن کلما مخضتہ اخرجت زبدہ ولنعم ما فیہ

کالبدر من حیث التفت رأیتہ ... یہدی الی عینک نورا ثاقبا

کالشمس فی کبد السماء وضوءھا ... یغشی البلاد مشارقا ومغاربا

حاصل ترجمہ یعنی موسےٰ کو فرمایا گیا کہ اے موسےٰ ہماری کتب منزلہ میں احمدؐ کی کتاب کی ایسی مثال ہے کہ جیسا ایک ظرف دودہ کا بھرا ہوا ظرف ہو جب اسکو بلووے یعنی جب اس میں تدبر کیا جائے تو اس میں سے مسکہ نکالے تو اور اسی میں کیا اچھا قطعہ لکھا ہوا ہے کہ کتاب احمدؐ کی کیا ہے ایک چودہویں رات کا چاند ہے کہ اس کی طرف جدہر سے دیکھے تو ایک نور چلتا ہوا تجکو نظر آوے گا یا مانند آفتاب کے ہے جو نصف النہار میں آسمان پر چڑھا ہوا ہو اور مثل اسکی روشنی کے ہے کہ تمام شہر اور بلاد مشارق اور مغارب کو گھیر لیوے انتہیٰ

برہان تاسع عشر

بعد نزول سورۂ صف کی مندرجہ پیشین گوئی کے کوئی فرقہ اندرونی اہل اسلام میں سے خواہ شیعہ ہوں یا خوارج یا اہل سنت ہوں یا اہل حدیث۔ مقلد ہوں یا غیر مقلد وغیرہ وغیرہ اور بیرونی فرقہائے اہل اسلام ہی اہل کتاب کوئی ان میں سے احمدؐ کے آنیکا منتظر نہیں رہا کیونکہ ان سب کو یقیناً مسلم تھا کہ احمدؐ مندرجہ پیشینگوئی آچکے۔ پھر کیونکر کوئی یہ دعوے کرسکتا ہے کہ اصلی مصداق اسکے فلاں ہیں ومن ادعیٰ فعلیہ البیان

ہاں مہدیؑ کے آنے کے اب تک فرقے منتظر ہیں اور مسیح کے آنے کے بھی منتظر ہیں۔ اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ یہ پیشین گوئی تو بذریعہ محمد الرسول

صلعم کی پوری واقع ہو چکی ہے پھر انتظار کیسا بلکہ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ میں سے بھی کوئی فرقہ بعد اسلام کے اس مسئلہ کا قایل نہیں کہ کوئی احمدؐ اب آنے والا ہے۔ ہاں بعد اسلام کے مہدی کی پشینگوئی کی نسبت جو ایک ایسی مشہور خبر ہے کہ جس کو سب جانتے ہیں منتظر ہیں اسی بنا پر آجتک بہت سے بوالہوسوں نے اپنے مہدی ہونے کا دعوے بھی کیا ہے نہ احمدؐ ہونے کا۔

تحقیق جدید لفظ احمدؐ و فارقلیط

یہاں پر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس پشینگوئی کی نسبت کچھ تفصیل سے مکرر بیان کر دیں وھو ہذا۔ اصل عبرانی زبان کی پشینگوئی میں لفظ احمدؐ تھا جیسا کہ انجیل برنباس میں موجود ہے۔ مگر یونانی میں ترجمہ ہوتے وقت اسکے ہم معنی پرکلوطوس نام رکھا گیا جو بعد میں بگڑ کر پاراکلی طوس ہوا جس کا معرب فارقلیط ہوا۔ سینٹ جروم نے جب انجیل کا ترجمہ لاطینی زبان میں کیا تو پیرکلوس کی جگہ پاراکلوس لکھدیا۔ پیرکلوس کے معنی بھی محمدؐ اور احمدؐ کے ہیں (یعنی بہت تعریف کیا گیا) فارقلیط کا لفظ بھی اردو اناجیل میں اب نہیں رہا بلکہ ۱۸۳۱ء و ۱۸۳۳ء کے بعد اسکا ترجمہ روح القدس کر دیا گیا۔ جس کی نسبت عیسائیوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بعد جبکہ حواری ایک مکان میں جمع تھے۔ تو روح القدس اُن پر نازل ہوا۔ جس سے وہ مختلف زبانیں بولنے لگ گئے اور یہ معاملہ تھوڑی دیر رہا تھا پہلے تو براکٹ میں فارقلیط کے بعد (یعنی روح حق) کرتے رہے اور رفتہ رفتہ لفظ فارقلیط اور خطوط وحدانی کو اڑا کر بس روح حق کر لیا مگر اس لفظ سے بھی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت پشینگوئی صاف ہے کیونکہ آپ اوصاف حمیدہ کے لحاظ سے وہ سراسر روح حق ہیں۔ نیز احمدؐ کے معنی حاکم سزا دینے والا اور اسم کے معنی ہیں نام و نشان گویا کہ اس کے ایک یہ معنی ہوئے کہ اسکا نشان یہ ہے کہ وہ بڑا حاکم ہوگا اور بدکاروں کو سزا دے گا۔ چنانچہ یوحنا ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ میں ہے کہ میں

حکم نہیں کرتا اور ایک حکم کرنیوالا آتا ہے مگر روح حق سے وہ مراد لینا
جو عیسائی لیتے ہیں وجوہات ذیل سے باطل ہے۔
اول عموماً عیسائیوں کا اعتقاد فارقلیط کے لفظ سے یہی چلا آتا تھا کہ ایک
شخص عظیم الشان ہادی کامل مبعوث ہوگا اسی بنا پر دوسری صدی عیسوی
میں منٹس عیسائی نے جو بڑا عالم و فاضل تھا دعوے کیا کہ میں فارقلیط ہوں
جسکی خبر مسیح نے دی ہے اور ایشیائے کوچک میں ہزاروں عیسائی اس پر
ایمان لائے اس کے سوائے چوبیس ۲۴ اور اشخاص نے بھی دعوے کیا
دوم یوحنا ۲۱/۱ میں ہے کیا تو وہ نبی ہے صاف اس خیال کی تصدیق کر رہا ہے۔
لب التواریخ کا مصنف لکھتا ہے کہ محمد صلعم کے معاصر یہود و نصاریٰ ایک نبی کے
منتظر تھے چنانچہ انہیں بشارات کے بموجب حبشہ کا بادشاہ نجاشی اور جارود بن
علا جو علم توریت میں بڑے عالم و فاضل تھے مسلمان ہوئے۔
سوم انجیل برنباس میں صاف احمد کا لفظ ہے۔
چہارم ابراہیم داؤد و سلیمان یسعیا علیہم السلام کی پیشینگوئیاں جو مجموعہ توریت میں
مندرج ہیں وہ مجموعتاً سوائے آنحضرت صلعم کے اور کسی پر صادق آہی نہیں
سکتیں تفصیل کے لئے دیکھو تفسیر ۲۶/۱ کی
پنجم مسیح فرماتے ہیں کہ وہ فارقلیط ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا اس سے مراد
عیسائیوں کا روح القدس نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ تھوڑی دیر ساتھ رہا تھا
ششم اوس روح حق نے کوئی کامل تعلیم نہیں دی اور کوئی نئی باتیں نہیں
بتلائیں فقط مختلف زبانیں ایک دن میں تھوڑی سی دیر بولنے لگ گئے تھے البتہ
محمد صلعم نے توحید و عبادت و ترک شہوات اور آخرت کی بابت کامل تعلیم دی
اور قرآن مجید جو روح حق ہے ہمیشہ کے واسطے مسلمانوں میں چھوڑا
ہفتم مسیح فرماتے ہیں میں نے واقع ہونے سے پہلے تمہیں خبر دیتا ہوں کہ جب واقع
ہو تو ایمان لاؤ۔ یہ الفاظ تو عیسائیوں کی روح پر صادق نہیں آسکتے کیونکہ

جس پر اُس کا نزول ہو وہ خود کیسے انکار کر سکتا ہے ہاں اک رسول کا انکار ضروری تھا
جیسا کہ ہمیشہ ہوتا رہا اور آنحضرت صلعم کی نسبت اب تک ہو رہا ہے۔
ہشتم مسیح فرماتے ہیں کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اُسکی کوئی بات
نہیں تو کیا وہ روح حق جو حواریوں پر نازل ہوئی مسیح میں نہ تھی یا حواریوں
والی روح کامل اور مسیح والی ناقص تھی - کیا حواریوں والی روح سچی صاف
گو اور کامل علوم والی تھی اور مسیح والی جھوٹی ڈٹے والی اور ناقص علوم والی
یہ الفاظ خاتم النبیین پر ہی صادق ہیں جو سرور انبیا فخر کائنات اور رحمت
للعالمین ہیں۔
نہم فارقلیط آکر میرے لئے گواہی دیگا - اُس روح نے جو حواریوں پر نازل
ہوئی لوگوں کے آگے کوئی گواہی نہیں دی البتہ محمد صلعم نے تمام عالم کے آگے مسیح
علیہ السلام کی رسالت و نبوت کو ظاہر فرمایا - اور اُن کو عیسائیوں اور یہودیوں
کی تہمتوں سے صاف بری کیا تفصیل کے لئے دیکھو ۲۶/۱۶ کی تفسیر
دہم میں نجاؤں تو فارقلیط تمہارے پاس نہ آئے یہ الفاظ روح القدس پر کسی طرح
منطبق نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ تو ہر وقت مسیح پر موجود رہتی تھی بلکہ محمد صلعم پر
صاف منطبق ہیں کیونکہ آپ کا آنا مسیح کے بعد مقرر تھا
یازدہم روح الحق آکر دنیا کو گناہ اور راستی اور عدالت پر سزا دے گا حواریوں
والی روح نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا البتہ محمد صلعم نے منکرین مسیح کو ملزم کیا مشرکوں
اور حق کے مخالفوں کا نام و نشان عرب سے مٹا دیا
دوازدہم۔ روح حق تمکو ساری سچائی کی راہیں بتا دے گی حواریوں
والی روح نے کوئی کامل تعلیم نہیں دی نہ مسیح سے زائد نئی سچائی کے راستے
بتلائے بلکہ محمد صلعم نے تمام عالم کے واسطے کامل ہدایت پیش فرما دی جو قرآن
کریم ہے جس سے کوئی صداقت اور سچائی باہر نہیں۔
سیزدہم جو سنے گا وہی کہے گا اور غیب کی خبریں بتا دے گا حواریوں والی

روح نے کیا سنا اور کیا غیب کی خبریں دیں وہ تو بقول عیسائیاں عین خدا یا جزو خدا تھا پھر سننا کیا۔ محمد صلعم کی یہ شان ضرور ہے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ غیب کی خبروں کی بابت دیکھو کل قرآن شریف کو الغرض فارقلیط کے معنی روح قرار دے کر بھی جس قدر الفاظ اس کے متعلق مسیح نے فرمائے ہیں وہ تمام حواریوں والی روح پر کسی طرح منطبق نہیں ہو سکتے۔ بلکہ محمدؐ پر جو اپنے اوصاف حمیدہ کی رو سے احمدؐ اور سراسر روح حق ہیں صاف منطبق ہوتے ہیں۔ پھر جن حواریوں پر وہ روح نازل ہوئی وہی ان الفاظ کے ناقل ہیں اور انہیں سے کسی کا بھی یہ قول نہیں کہ جو فارقلیط آنے والا تھا وہ روح حق کی صورت میں ہم پر نازل ہو چکا اس پیشینگوئی کی نقل کرتے ہوئے جب اسکا ظہور ہو چکا اور روح حق آچکی تو اس کا بیان کر دینا لازمی اور ضروری امر تھا منتخب از تفسیر بالقرآن ؏

متاع نیک ہر دکاں کہ باشد پس کسی انسان کی عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ اسلام کے بعد جبکہ احمدؐ کے آنے کی پیشین گوئی منتظر الوقوع ہی نہیں اور اسی لئے آیندہ کو وقوعًا کا نام یکن ہو گئی ہے الا ظلًا اس لئے اسکا انتظار ہی نہیں کیا جا سکتا تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود جو اپنے تئیں الہامًا غلام احمد قادیانی ہونے کا دعوے متحدیانہ کرتے ہیں وہ اصلی اور حقیقتًا اس پیشین گوئی کے مصداق تھے اور دلیل اسکی یہ دیجاتی ہے کہ اُن کے والدین نے اُن کا نام احمدؐ رکھا ہے اور اپنی اولاد کا نام احمدؐ رکھا ہے ھذا شئی عجاب پھر اس دعوے بلا دلیل کو کوئی ذی عقل کیونکر قبول کر سکتا ہے ؎

اول اندیشہ وانگہے گفتار   پائے پیش آمدست وپس دیوار

ہاں حضرت اقدس کے سینہ فیض گنجینہ میں آپکی محبت اسقدر تھی کہ عشق کے مرتبہ تک پہنچے ہوئے تھے۔ یہیں وجہ آپ کے سینہ میں وہ نور پیدا ہو گیا تھا کہ موجب کثرت

کشوف و الہامات کا ہوا ولنعم ما قیل ؎

دلیکہ آئینۂ مہر احمد عربی ست درون سینہ چراغے وشیشۂ حلبی ست

اس لئے آپ ظلی احمد ہوئے لا غیر

برہان عشرون

آخر سورۂ صف میں اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو مخاطب کر کر ارشاد فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ فامنت طائفۃ من بنی اسرائیل وکفرت طایفۃ فایدنا الذین آمنوا علی عدوھم فاصبحوا ۔ ظاہرین اس آیت میں بھی عجیب وغریب اشارات لطیفہ اس طرف ہیں کہ پیشینگوئی مندرجہ سورۂ صف کے مصداق آنحضرت صلعم ہی ہیں۔ لا غیر اول تو کونوا انصار اللہ فرمایا گیا سب جانتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے اصحاب کرام دو قسم کے تھے ایک مہاجرین اور دوسرے انصار اندونوں قسم کے اصحاب نے جو دین اسلام کی خدمت و نصرت کی ہے وہ کسی بعیث کے اصحاب نے نہیں کی ان ہی اصحاب کی کوششوں اور تابعین کے مساعی جمیلہ سے دین اسلام اُدہر اسپین اورا فریقہ اور یورپ کے ممالک تک پہنچگیا اور اِدہر ہند وچین وایران و ترکستان تک اسلامی جھنڈا بلند کیا گیا جو آدرون سے صدیوں تک نہو سکا تہا اور اس تفوق پر لفظ انصار بھی دلالت کرتا ہے کیونکہ اُن کا یہ نام صفتی انصار رکھا گیا ہے لیکن حضرت عیسیٰ کے اصحاب کا نام انصار اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں رکھا گیا بلکہ حواریئں رکھا گیا جس کے معنی کا رتبہ معنی انصار تک نہیں پہنچ سکتا اور اس آیت میں جو مہاجرین کا ذکر نہیں فرمایا گیا اس میں نکتہ یہ ہے کہ ہجرت کا مفہوم ایک جمالی رنگ رکھتا ہے بخلاف لفظ انصار کے کہ اُس کے مفہوم میں ایک جلالی رنگ ہے اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ جس احمد کی پیشینگوئی حضرت عیسیٰ فرما رہے ہیں

اس میں جلالی رنگ ہو گا - اور جن تکالیف اور مصائب کی وجہ سے ہجرت کی گئی وہ سب کالعدم ہو جاویں گی کہ لا ھجرت بعد الفتح وارد ہے اس واسطے مہاجرین کا ذکر نفرمایا گیا اور بشارات کے ذکر کرنے میں ایسی ہی کچھ عادت جاری ہے کہ مصائب کا ذکر نہیں کیا جاتا اور بالآخر جو نصرتیں حاصل ہوتی ہیں وہی مذکور کی جاتی ہیں اور ہجرت وغیرہ اسکے تکالیف بحکم والعاقبۃ للمتقین کے کالعدم ہو جاتی ہیں - دیکھو اگر کوئی طالب علم ایم اے وغیرہ کا پاس کرتا ہے تو وہ کس قدر اپنے تعلم اور درس میں محنتیں اور مشقتیں مدتوں تک کرتا ہے لیکن جب پاس ہو جاتا ہے تو وہ تکالیف کالعدم ہو جاتی ہیں - کما تر - اور اُن کا کوئی تذکرہ نہیں کیا جاتا اسی نکتہ کے واسطے احادیث صحیحہ میں وارد ہے لا ھجرۃ بعد الفتح اور یہ پیشین گوئی فتح مکہ سے لیکر اس وقت تک واقع ہو رہی ہے کیونکہ ایک مدت دراز تک تو اہل اسلام کی سلطنت اور خلافت قایم رہی لیکن جب سلطنت میں کچھ اختلال یا زوال پیدا ہو گیا بسبب بداعمالیوں کے تو اسوقت اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے لئے ایسی گورنمنٹ عادلہ قایم کی کہ ہر ایک قسم کی آزادی مذہب اُس نے اہل اسلام وغیرہ کو عطا فرمائی والحمدللہ -

اور لفظ حواری کا حور سے مشتق ہے جس کے حاصل معنی خالص دوست کے ہو سکتے ہیں جو وہ بھی جمالی رنگ رکھتا ہے - اس لئے کہ حضرت عیسیٰ کے جو حواری تھے گو اوائل میں اُنکو یہ خیال تھا کہ اُن کو بھی جلالی رنگ اختیار کرنا پڑے گا - لیکن یہ جلالی رنگ اُن کو حاصل نہیں ہوا - اس لئے اُنھوں نے اُسی پہلے خیال کے بموجب یہ کہدیا کہ نحن انصار اللہ مگر اُن کا نام انصار نہیں ہوا - چونکہ حضرت عیسیٰ کی رسالت بنی اسرائیل ہی کی طرف تھی جیسا کہ انی رسول اللہ الیکم سے ظاہر ہے تو اُن پر بنی اسرائیل کا ایک طائفہ ایمان لایا دوسرا کافر ہوا - مگر چونکہ آنحضرت

صلعم کی رسالت کاملہ تامّہ عامّہ تھے اس لئے یہاں پر مطلق رسُول تنوین تعظیمی کے ساتھ پیشینگوئی میں بیان ہوا ہے۔ اس لئے تنوین تو اُس رسول آنے والے کی عظمت پر دلالت کرتی ہے اور لفظ احمدؐ کا خواہ وہ معنی سزا دہندہ تر کے ہو یا بمعنی سب سے زیادہ تر محامد الٰہی بیان کرنے والے کے ہو اور یا معنی زیادہ تر سراہے گئے کے ہوں اُسکا ظہور اور تتبوع فاصبحوا ظاھرین سے زیادہ تر ہوگا۔ تو پھر ہجرت کی تکالیف کیسی پس یہ نکات اس طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ یہ پیشینگوئی بحق اسی رسولِ عظیم الشان کے ہے جسکی نسبت دوسری جگہ صحف میں فرمایا گیا ہے۔ کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون اس لوکرہ المشرکون میں کس قدر جلال ہے ایضاً فرمایا دوسری جگہ وکفی باللہ شہیدا۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار الخ پس تائید اور نصرت الٰہی اور ظہور دین حق آنحضرت صلعم کے لئے بموجب وعدۂ الٰہی مندرجہ ان آیات کا زیادہ تر ہونا لازم آیا جکی طرف نکات مذکورہ دلالت کر رہے ہیں۔ یہاں پر تو فامنت لما لفنۃ من بنی اسرائیل ہے اور وہاں پہ یدخلون فی دین اللہ افواجا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین وغیرہ وغیرہ آیات نصوص کے طور پر وارد ہیں آگے رہا یہ شبہہ کہ لفظ کما تو تشبیہ کے لئے آتا ہے جو کونوا انصار اللہ کما قال عیسے ابن مریم میں ہے اور مشبہ بہ میں مشبہ سے زیادتی ہوا کرتی ہے اور یہاں پر اُس کا عکس ہوا جاتا ہے۔ تو اسکا دفع یہ ہے کہ لفظ کما اگرچہ تشبیہ کے لئے آتا ہے جس میں مشبہ بہ میں بعض مقاموں پر مشبہ سے زیادتی ہو سکتی ہے۔ لیکن اکثر جگہ پر مشبہ بہ سے زیادتی بھی مراد ہوا کرتی ہے جیسا کہ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ آیت استخلاف میں بھی کما استخلف الذین من قبلہم

پر غور کیا جائے کہ ایام خلافت نبی کریم میں بلحاظ قلت مدت و کثرت فتوحات
و اشاعت اسلام کے کسقدر استخلاف موسوی سے زیادتی واقع ہوئی ہے
جس کا اقرار سر ولیم میور صاحب نے بھی اپنی کتابوں میں کیا ہے اور دیکھو
فرمایا اللہ تعالیٰ نے وارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون
رسولا وغیرہ وغیرہ من الآیات الکثیرۃ اور زبان فارسی میں بھی ایسا
استعمال وارد ہوا ہے۔ جیسا کہ سہ پیشوائے چو مصطفےٰ داریم۔ اگرچہ اس استعمال
کی وجوہ و اسرار بہت کثرت سے ہیں جن کے بیان میں طوالت ہوگی ہم صرف
آیت زیر تفسیر میں بطور اختصار کے سردست ایک وجہ بیان کرتے ہیں وہ یہ کہ لفظ کما
موضع نصب میں ہے جسکی تقدیر یہ ہوئی کہ اقول لکم کما قال اور بلحاظ معنی کے یہ تقدیر ہوگی انصروا اللہ
کما نصر الحواریون پھر درصورت ایسے بیان اور تشبیہ میں بہانہ یہ حکمت ہے
کہ حضرت صلعم کے صحابہ سے چاہا تو یہ گیا تھا کہ تمہارے ایمان کا تقاضا تو یہ
ہے کہ تم مثل حواریین عیسیٰ بن مریم کے انصار اللہ بن جاؤ۔ لیکن واقعات نے
یہ امر بخوبی ثابت کر دیا کہ صحابہ کرام نے وہ مساعی جمیلہ دکھلائیں کہ حواریین
کی نصرتیں صحابہ کرام کی نصرت کے مقابلہ میں عشر عشیر بھی معلوم نہیں
ہوتی ہیں۔ پس اس سے صحابہ کرام کی عظمت و فضیلت اور بڑائی
حواریین پر بخوبی اظہر من الشمس ہوگئی۔ چنانچہ مورخین عیسائی بھی اس امر
کے مقر ہیں والفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ پھر دیکھو کتب سیر عربی تاریخ
طبری ابن ہشام وغیرہ کو اور مثل شواہد النبوۃ اور دلائل النبوۃ وغیرہ کے
پس اگر یہ طرز بیان اختیار نہ کیا جاتا تو صحابہ کرام کی افضلیت حواریین
پر ثابت نہ ہوتی۔ کیونکہ انھوں نے امر و حکم سے مضاعف در مضاعف
زیادہ تر نصرت دکھلائی۔ پس اس لئے اللہ تعالیٰ نے صرف لفظ کما استعمال
فرما کر انکی عظمت نصرت کی طرف اشارہ فرما دیا۔ خواہ دوسرے واقعات
اور ادلہ سے بھی یہ فضیلت ثابت ہے۔ یہ بھی قرآن مجید کا ایک معجزہ

منجملہ صدہا معجزوں کے ہے کہ ایک تھوڑے سے لفظ میں ایک امر عظیم الشان کیطرف اشارہ کردیا جاتا ہے۔

برہان حادی عشرون

جنگ حنین میں قبیلہ ہوازن نے جو کفار مقابلین رسولؐ کے تھے بے طرح تیر برسائے اکثر لوگوں کے پاؤں اُٹھ گئے آپ بغلہ شہبار پر یعنی دلدل پر سوار تھے اُسے آپ نے آگے بڑھایا اور آپ بطور رجزیہ فرماتے جاتے تھے کہ انا النبی لاکذب انا ابن عبدالمطلب میں ضرور نبی ہوں بیشک میں بیٹا عبدالمطلب کا ہوں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب نے الہامات سے مدت کے بعد صرف دعویٰ مسیح موعود ہونے کا کیا اور پھر اس حدیث کے بموجب کہ اماکم منکم بنائے دعوے میں صرف امامت کا دعوے ہی جو امت میں سے ہوتا ہے پس نبی ہونے کا دعوے آپنے نہیں کیا۔ دوسرے ابتدائی دعوے سے لیکر اخیر تک سوائے حکم عدل ہونے کے یعنی اولہ اختلافیہ اور مسائل متنازعہ فیہا میں اور کوئی دعوے ہی نہیں کیا ہے ہاں متعدد کتابوں میں نبی جزوی بروزی ظلی مجازی کا دعوے ہی کیا ہے مگر نہ اس شوکت و جلال کے ساتھ جو انا النبی لاکذب انا ابن عبدالمطلب میں ہی کیونکہ آپ نے تو صرف محدث ہی پر اکتفا فرمایا ہے کما بیاتی۔
پس نبی کامل کا دعوے جو بعزت آپ کے کیا جاتا ہے وہ کس بنا پر ہے اس دعوے کے واسطے دلائل قطعیہ یقینیہ چاہئیں۔
تیسرے آپ نے ایک اشتہار بطور فیصلہ کے اپنا اقراری طبع کراکر شایع فرمایا ہے۔ جس پر آٹھ۸ صاحبان معززین کی گواہی ثبت ہے جو بجنسہ نقل کیا جاتا ہے وھو ہذا
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جو مباحثہ لاہور میں مولوی عبدالحکیم صاحب اور جناب میرزا غلام احمد صاحب کے درمیان چند روز سے بابت مسئلہ دعوی نبوت

مندرجہ کتب مرزا صاحب کے ہو رہا تھا آج مولوی صاحب کی طرف سے تیسرا پرچہ جواب الجواب کے جواب میں لکھا جا رہا تھا کہ اثنائے تحریر میں مرزا صاحب کی عبارت مندرجہ ذیل کے بیان کرنے سے جلسہ عام میں فیصلہ ہو گیا جو عبارت درج ذیل ہے۔ المرقوم ۳۔ فروری ۱۸۹۲ء مطابق ۳ رجب ۱۳۰۹ ہجری

العبد	العبد	
برکت علی وکیل چیف کورٹ پنجاب	محی الدین المعروف صوفی	
العبد	العبد	العبد
خاکسار رحیم بخش	فضل دین	(۵۳۴۲۵-)
العبد	العبد	العبد
رحیم اللہ	ابو یوسف محمد مبارک علی	حبیب اللہ

الحمد للہ و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین اما بعد۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام و ازالۃ الاوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے۔ یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے۔ یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے اُن کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعوے نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلعم خاتم الانبیا ہیں سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور اُن کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اسکے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں کیونکہ کسی طرح مجکو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔ جس حالت میں ابتدا سے

میری نبت ہیں جس کو اللہ تعالیٰ جل شانہ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے
مراد حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ صرف محدّث مراد ہے جس کے معنی آنحضرت صلعم نے
متکلم مراد لئے ہیں یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلعم قد کان فیمن قبلکم من
بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی
منھم احد فعمر صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۵۲۱ پارہ ۱۴ باب مناقب عمرؓ۔ تو
پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ
میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی
کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اسکو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال
فرمالیں اور نیز عنقریب یہ عاجز ایک رسالہ مستقلہ نکالنے والا ہے جس میں
ان شبہات کی تفصیل اور بسط سے تشریح کی جائے گی جو میری کتابوں
کے پڑھنے والوں کے دلوں میں پیدا ہوئے ہیں اور میری بعض تحریرات کو
خلاف عقیدہ اہل سنت والجماعت خیال کرتے ہیں سو میں انشاء اللہ تعالیٰ
عنقریب اُن اوہام کے ازالہ کے لئے پوری تشریح کے ساتھ اس رسالہ
میں لکھدوں گا اور مطابق اہلسنت الجماعت کے بیان کر دوں گا

راقم خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی مؤلف رسالہ توضیح مرام و ازالۃ الاوہام
۳ فروری ۱۸۹۲ء

اور قصیدہ الہامیہ میں تحریر فرماتے ہیں

من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب   ہاں ملہم استم و زخداوند منذرم

کیا اُس وقت حکم عدل نہیں تھے۔ اندریں صورت جسقدر کوشش اور سعی آپ
نے اور آپ کے ہم کابوں نے کی ہیں وہ سب اکارت گئیں اور اگر حکم و
عدل تھے تو وہ سب واجب التسلیم ہیں پھر ازالہ اوہام میں تحریر فرمایا ہے
اور میرا یہ بھی دعوے نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہوگیا ہے

بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آیندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل آجاویں الخ صفحہ ۱۹۹ - ایضاً - اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعوےٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آیندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا - بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے - صفحہ ۲۹۴ ایضاً - اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کا کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشینگوئیوں میں سے یہ ایک پیشینگوئی ہے جسکو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں - جس زمانہ تک یہ پیشینگوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہوگیا صفحہ ۱۴۰ اس قسم کی تحریرات حضرت اقدس کی کتابوں میں بہت پائی جاتی ہیں - پس اگر آپ کامل یا حقیقی نبی ہوتے تو آپ پر فرض ولازم تھا کہ وہی رجز پڑھے جاتے کہ انا النبی لا کذب ولا افترا انا ابن غلام مرتضیٰ - ہاں ظلی نبی کو جو چاہیے تھا اسپر آپ مستقل رہے اور اول سے آخر تک اس دعوے کو متروک نہیں کیا پس جسجگہ پر لفظ نبی یا احمدؐ کا مطلق آگیا ہے اس سے مراد وہی ظلی ہے جو خود آپ نے بیان فرمادی ہے -

پھر فرماتے ہیں کہ تمام اہل اسلام مکذب غیر مکذب کو تکفیر کا فتوےٰ شائع کرنا آیا وہی عمل نہیں جو مخالفین نے ہمارے ساتھ کیا تھا اور ان کے جواب میں تحذیر المومنین وغیرہ رسالہ لکھے گئے تھے اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم حضرت اقدس کے روبرو کہا کرتے تھے کہ تحذیر المومنین تو کتاب بے نظیر ہے تحذیر بے نظیر - تحذیر بے نظیر - پھر جب تک اس رسالہ تحذیر کے مندرجہ دلایل جو کتاب وسنت سے لکھے گئے ہیں - کوئی صاحب کتاب وسنت سے ہی توڑ نہ فرماکر تطبیق اپنے دلایل کی دلایل کتاب وسنت سے جو عدم تکفیر پر لکھے گئے

پھر کیوں تب تک تمام اہل اسلام غیر مبایعین کی تکفیر کیونکر جائز ہوسکتی ہے
بینوا و توجروا -
یہاں پر احباب کو چاہیئے کہ حضرت اقدس کی اس رویا کو مطالعہ فرماویں
جو براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۵۳ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر ا میں تحریر فرمائی ہے
وہی ہٰذہ - اور بعد اس کے اسی مکان میں جہاں اب یہ عاجز اس حاشیہ کو
لکھ رہا ہے میں اور مسیح اور ایک اور کامل اور مکمل سید آل رسول دالان
میں خوشدلی سے ایک عرصہ تک کھڑے رہے اور سید صاحب کے ہاتھ میں
ایک کاغذ تھا اس میں بعض افراد خاصہ امت محمدیہ کے نام لکھے ہوئے
تھے اور حضرت خداوند تعالیٰ کی طرف سے انکی کچھ تعریفیں لکھی ہوئی تھیں
چنانچہ سید صاحب نے اس کاغذ کو پڑھنا شروع کیا جس سے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ وہ مسیح کو امت محمدیہ کے ان مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ جو
عنداللہ ان کے لئے مقرر ہیں اور اس کاغذ میں عبارت تعریفی تمام ایسی تھی
کہ جو خالص خدائے تعالے کی طرف سے تھی سو جب پڑھتے پڑھتے - وہ کاغذ
اخیر تک پہنچ گیا اور کچھ تھوڑا ہی باقی رہا - تب اس عاجز کا نام آیا جس میں خدائے
تعالے کی طرف سے یہ عبارت تعریفی عربی زبان میں لکھی ہوئی تھی ھو منی
بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فکاد ان یعرف بین الناس یعنی وہ مجھ سے
ایسا ہے جیسے میری توحید و تفرید سو عنقریب لوگوں میں مشہور کیا جاوے گا
یہ اخیر فقرہ فکاد ان یعرف بین الناس اسی وقت بطور الہام بھی القا
ہوا چونکہ مجکو اس روحانی علم کی اشاعت کا ابتدا سے شوق ہے اس لئے
یہ خواب اور یہ القا بھی کئی مسلمانوں اور کئی ہندوؤں کو جو اب تک قادیان میں
موجود ہیں اسی وقت بتلایا گیا - اب دیکھئے یہ خواب اور یہ الہام بھی کس قدر
عظیم الشان اور انسانی طاقتوں سے باہر ہے اور گو ابھی تک یہ پیشینگوئی کامل
طور پر پوری نہیں ہوئی - مگر اس کا اپنے وقت پر پورا ہونا بھی انتظار کرنا چاہئے

کیونکہ خدا کے وعدوں میں ممکن نہیں کہ تخلف ہو براہین احمدیہ حصہ سوم
مطبوعہ ۱۸۸۲ء۔

اب ہمارے احباب یہ بتلائیں کہ وہ سید آل رسول کون سے ہیں جو ایک عرصہ
تک بلکہ اس وقت تک خوشدلی سے تابعداری کے لئے کھڑے ہیں اور سوائے
تحذیر المومنین کے اور کس سید آل رسول نے ایسا کاغذ لکھا ہے جس میں بعض
افراد خاصہ امت محمدیہ کے نام قریب ۷۰ یا ۸۰ کے لکھے ہوں اور حضرت
خداوند تعالیٰ کی طرف سے اُن کی تعریفیں لکھی ہوں اور حضرت مسیح موعود
کی خدمت میں امت محمدیہ کے اُن مراتب سے اطلاع دی ہو جو عند اللہ
اُن کے لئے مقرر ہیں اور پھر آخر میں حضرت مسیح موعود کو تکفیر بٹالوی وغیرہ
کا رد لکھا ہو جس نے بعض حضرت مسیح موعود کے الہامات پر تکفیر کی ہے خصوصاً
اس الہام پر ہو منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی اور یہ رویا ایسی بھی نہیں کہ
اضغاث احلام میں ہو کیونکہ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ یہ الہام اور
خواب بھی کسقدر عظیم الشان اور انسانی طاقتوں سے باہر ہے اور حضرت
صاحب اس رویا کی نسبت یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ پیشگوئی کامل
طور پر ابھی تک یعنی ۱۸۸۲ تک پوری نہیں ہوئی مگر اس کا اپنے وقت
پر پورا ہونا بھی انتظار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا کے وعدوں میں ممکن نہیں
کہ تخلف ہو یہ رویا اور کشف بذریعہ کتاب تحذیر المومنین سنہ ۱۳۱۱ ہجری مقدس
میں پورا ہو گیا اور اگر واقع نہیں ہوا تو نعوذ باللہ منہ حضرت کے کشوف
والہامات پر احباب کے نزدیک کون سا امن باقی ہے جو اور کشوف سچے
مانے جاویں اور اس کشف کی کھلی ہوئی تعبیر تخمیناً ۱۲ سال کے بعد واقع ہو گئی اور
اب تک واقع ہو رہی ہے پس اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ کاغذ جس کا نام تحذیر المومنین
ہے وہ عند اللہ مقبول ہے اور اُسکی طرف سے ہے مجکو اس کشف کی خبر نہیں
تھی۔ برخوردار سید محمد یعقوب نے مجکو بتایا ہے۔

اور پھر مکرر عرض ہے کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو ان تحریرات کے وقت آپ حکم عدل تھے یا نہیں تھے۔ بشق اول جو کچھ آپ کے فیصلہ اور اقرار بشہادت گواہان معزز دنیا میں شائع ہو چکے ہیں اُن سب کا قبول کرنا فرض ہے۔ خصوصًا جبکہ آیندہ زمانہ کے لئے آپ نے اپنے لئے اس موت حقیقی کے ہونے کی نسبت وعدہائے محکم تحریر فرمائے اور آیندہ کے لئے دس ہزار مسیح مبعوث ہونے کے لئے تحریر فرمایا ہے اور اس عقیدۂ نزول مسیح کو جزو ایمان بھی قرار نہیں دیا تو اس فیصلہ کا قبول کرنا بموجب حکم عدل ہونے کے تمام سلسلۂ احمدیہ پر فرض ہے تو پھر ایک کلمہ احمدؐ نبی اللہ کا موضوع کر لینا اور پیشین گوئی اسمہ احمدؐ کا اصلی طور پر حضرت اقدس کو مصداق قرار دینا چہ معنی دارد۔ یہ غلو نہیں تو اور کیا ہے خصوصًا ایسے مسائل علمیہ میں جس میں ادلۂ قطعیہ یقینیہ کی ضرورت ہے یا دعوے متحدیانہ کی ضرورت ہے جس تحدی کا مقابلہ مخالفین نہ کر سکیں۔ اگر کسی احمدی میں جرأت ہے تو وہ بذریعۂ اشتہار تحدی کرے کہ میں حضرت مرزا صاحب کو نبی کامل اعتقاد کرتا ہوں اور حلفیہ شہادت دیتا ہوں کہ آپ نبی کامل تھے۔ ظلی نبی نہیں تھے نہ جزوی نبی تھے اگر اس اعتقاد میں جھوٹا ہوں تو ہلاک ہو جاؤں صرف اخباروں کے ذریعہ سے خلاف اصول اسلام کے کچھ نہ کچھ لکھے جانا پر پشہ کی برابر بھی نہیں اور میری موت اس مقابلہ کے ماتحت نہیں ہووے گی کیونکہ میں اسی سال سے متجاوز ہو گیا ہوں میں اپنی موت کو ایک نعمت غیر مترقبہ اعتقاد کرتا ہوں اور سورۂ تبارک الذی کی اگلی آیت میں داخل ہوں کسی اور کو ڈھونڈ لیا جائے۔ اگر اشتہار نبی کامل کا بحلف معینہ نہ دو تو یہ غلو ترک کرو۔

ہاں ہم مانتے ہیں کہ آپ جزوی بروزی ظلی نبی وظلی احمدؐ ضرور ہیں جیسا کہ حضرت اقدس کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ حاشیہ پر تحریر فرماتے

ہیں۔ یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبیؐ کا نام سنکر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعوے کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلعم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبیؐ نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبیؐ اور ایک پہلو سے امتیؐ۔ اور میری نبوت آنحضرت صلعم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبیؐ رکھا گیا ہے ایسا ہی میرا نام امتیؐ بھی رکھا گیا ہے۔ تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلعم کے اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔

اور شق ثانی اگر ان فیصلوں اور اقرار و نکے وقت میں آپ حکم عدل نہیں تھے۔ تو پھر تمام سلسلہ احمدیہ بھی نعوذ باللہ غلط ہو جاتا ہے۔ ثم نعوذ باللہ منہ۔ حضرت اقدس کی یہ کیا تھوڑی فضیلت ہے کہ غلام احمد فادیانی کہا جائے نبی جزدی یا بروزی وغیرہ کو ثابت کیا جاوے احمدؐ ظلی کہا جائے جیسا کہ خود حضرت اقدس نے حقیقت الوحی صفحہ ۴۴۲ میں اسکی تشریح اور تفسیر زیر الہام فرمادی ہے کہ اے احمد یہ ظلی طور پر اس عاجز کا نام ہے خدا نے تجھ میں برکت رکھدی۔ پس غلام احمد ہونے کی فضیلت جو حقیقتاً نہ موسیٰ کو حاصل ہوئی نہ عیسیٰ کو ؎

غوطۂ دہ موسیٰ خود را در بحار | در میان امت احمدؐ برار
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو | اس سے بہتر غلام احمدؐ ہے

یہ کیا تھوڑی فضیلت ہے۔ پس حقیقی نبیؐ اور کامل نبیؐ اور احمدؐ حقیقی وہی ہے جو قتل و قتال کے وقت میں یعنی یاران مزرکے وقتش بلکہ صحابہ کرام کے مقتول ہونے کے وقت میں اور صحابہ کرام کے زخمی اقدام کے زمانہ میں

انا النبی لاکذب پکار۔ پکار کر کہتا رہا اور اسمہ احمدؐ کی پیشینگوئی کا اصل
مصداق اور اولین ما صدق علیہ وہی ہے جو ابن المطلب عربی ہے
اور انا النبی لاکذب رجزاً فرماتا رہا ہے اللھم صل علی محمدؐ و علی آل
محمدؐ کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ قرآن مجید
میں جو دوسرے انبیا کا نام ذکر فرمایا گیا ہے وہ اُن کو اپنے نام لیکر مذکور
فرمایا ہے جو بمنزلہ اعلام کے ہیں اور کسی معنی وصفی یا فضیلت پر دلالت نہیں
کرتے جس سے اُن کی فضیلت معتد بہا ثابت ہو یا ممدوح ہونا یا محمود ہونا
پایا جاتا ہو۔ الا چند نام۔ لیکن قرآن مجید میں حضرت نبی کریم کو جو یاد فرمایا
گیا ہے تو وہ یا تو ایسے اسمار کے ساتھ ذکر ہوا ہے جو بڑی فضیلت پر
دال ہیں جیسا کہ لفظ نبیؐ یا رسول اللہ وغیرہ ہے یا احمدؐ و محمدؐ کے ساتھ یاد
فرمایا گیا ہے جس میں نہایت درجہ کی فضیلت بلکہ اعجاز ہے اور بکثرت لفظ
نبیؐ کے نام کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے یا لفظ مدثر مزمل کے ساتھ بیان فرمایا
گیا ہے مثلاً دیکھو لفظ نبیؐ کس کثرت سے مذکور ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ یا[1]
الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی (صلعم) الا ان یوذن لکم ۲۲/۴
یا[2] ایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین (الآیہ)
۲۶/۵ یا[3] ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (الآیہ)
۲۶/۱۳ یا[4] ایھا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ
(الآیہ) ۲۸/۶ یا[5] ایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن واحصوا
لعدۃ ۲۸/۱۴ یا[6] ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک
۲۸/۱۹ یوم[7] لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ ۲۸/۲۰ یا[8] ایھا النبی جاھد
الکفار والمنافقین واغلظ علیھم ۳/۱۲ ان[9] اولی الناس بابراھیم للذین
اتبعوہ وھذا النبی والذین آمنوا واللہ ولی المومنین۔
ما کان[10] للنبی ان یغل ومن یغلل یات بما غل یوم القیامۃ۔ ولو کانوا[11]

یومنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوا ھم اولیاء - فامنو[12] باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یومن باللہ وکلمٰتہ واتبعوہ
الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوباً عندھم فی التوراۃ[13] والانجیل - ما کان علی النبی[14] من حرج فیما فرض اللہ لہ الایہ ۲۲/۲
یا ایہا النبی[15] انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً ۲۲ یا ایہا النبی[16] قل لمن فی ایدیکم من الاسریٰ - یا ایہا النبی[17] جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم وماواھم جہنم - ومنہم[18] الذین یوذون النبی ویقولون ھو اذن -
ما کان[19] للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین الاٰیۃ - یا ایہا النبی[20] اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین ان اللہ کان علیماً حکیماً - النبی[21] اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم - ویستاذن[22] فریق منہم النبی یقولون ان بیوتنا عورۃ وما ھی بعورۃ - یا ایہا النبی[23] قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوٰۃ الدنیا - یا نساء النبی[24] من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لہا العذاب ضعفین - یا ایہا النبی[25] حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین -

۲۶ یا ۲۷ جگہ آپ کو النبی کے اسم سے ذکر کیا گیا ہے اور اہل کتب نصاریٰ وغیرہ میں بھی یہ لفظ النبی کا آپ کے ہی لئے ایسا مخصوص تھا کہ حضرت عیسیٰ سے دریافت کیا گیا کہ کیا تو وہ نبی ہے اور آپ نے انکار کیا (دیکھو یوحنا باب اول ورس ۲۱) پھر ایسے لفظ مخصوص کو جو بمنزلہ علم کے ہو گیا ہے باسم احمد ملا کر جو وہ بھی حقیقتاً آپ ہی کے لئے مخصوص ہے اور بمنزلہ علم کے ہو گیا ہے یہ کلمہ احمد نبی اللہ احمد نبی اللہ بول چال اور محاورات میں استعمال کیا جائے - کیا اس میں ایک اشتباہ واقع نہیں ہو سکتا - قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے اور اناجیل سے بھی کہ بعد نزول قرآن مجید کے سوائے نبی عربی کے کوئی اور نبی نہیں ہے پس جبکہ اس سے کمتر بھی مشتبہہ الفاظ اور اسماء کا استعمال کرنا جس میں کسی طرح کا

نقص کا شبہہ پیدا ہوتا ہو۔ نسبت آنحضرت صلعم پایا جاتا ہے بلکہ جس لفظ میں خلاف مقصود کی طرف کچھ اشارہ بھی پایا جاتا ہو وہ بھی ممنوع ہے قال اللہ تعالیٰ لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا واسمعوا وللکافرین عذاب الیم پس جبکہ آنحضرت صلعم تمام قرآن مجید میں باسم نبی مذکور فرمائے گئے اور اہل کتاب میں یہ اسم بھی آپ کی ذات خاص کے لئے مشہور تھا اور خواص وعوام اہل اسلام میں بھی آپ ہی کے لئے مختص ہے یعنی صحابہ کرام۔ محدثین اور مفسرین اول سے لیکر آخر طبقات تک اس لفظ کو آنحضرت صلعم کے لئے اسی طرح استعمال کرتے رہے جس سے اختصاص پایا جاتا ہے قال النبی صلعم قال النبی تو پھر کسی غیر آنحضرت کے لئے کہنا یہ شبہہ واقع ہوگا کہ اس سے مراد نبی کریم صلعم ہی ہیں یا حضرت میرزا صاحب۔

اب یہاں پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں اول یہ کہ حضرت میرزا صاحب کے کلام یا الہام میں جو لفظ النبی کا وارد ہوا ہے اُس سے مراد آیا وہی نبی بروزی جزوی مجازی ظلی ہے یا یہ مراد نہیں ہو سکتی۔ بشق اول شنعم الالفاق پھر اسکی تعمایلین تحنث اور اسقدر اس میں تشدد کرنا کس لئے ہے کیونکہ محض نزاع لفظی ہے اور اگر یہ مراد نہیں ہو سکتی تو اول تو حضرت صاحب کے کلام میں جو متعدد جگہ یہ اُسکی تفسیر حضرت کی طرف سے بھی کی گئی ہے۔ جیسا کہ تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۸ میں لفظ نبی کی تفسیر فرماتے ہیں میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کے مقابل پر کھڑا ہوکر نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف میری مراد نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلعم کے اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قایل ہیں پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اسکی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں دکل ان یصطلح یہ مراد نہو سکتا خود بانی سلسلہ

کے مخالف ہے وہو باطل اور علاوہ اسپر یہ کہ ایک ایسا تناقض لازم آتا ہے جس میں تطبیق نہیں ہوسکتی ہے اور ایسا تناقض کلام حکم وعدل میں بالکل باطل ہے اور دوسرا فساد علمی یہ لازم آتا ہے کہ یہ قضیہ کہ حضرت میرزا صاحب نبی ہیں اس قضیہ میں لفظ میرزا موضوع ہے۔ اور نبی محمول ہے۔ یہ قضیہ مجازاً۔ بروزاً۔ ظلاً اور جزواً تو صحیح مانا جاسکتا ہے کیونکہ اندریں حالت لم یبق من النبوۃ الا المبشرات بھی صحیح رہے گا اور لا نبی بعدی بھی اندریں صورت صحیح رہ سکتا ہے اور ختم النبیون بھی صحیح رہتا ہے اور نزاع باقی نہیں رہتا اور اگر یہ ہر چہار صورت ظلی وغیرہ اس قضیہ میں مسلم نہوں اور محض اتحاد حقیقی ہی مانا جائے تو درصورت اتحاد موضوع ومحمول کے اس قضیہ کا عکس محض باطل ہوا جاتا ہے۔ کیونکہ بعض جزو کو مجازاً بسبب عظمت اسکے کے کل کہ سکتے ہیں۔ لیکن کل کو یہاں پر جزو نہیں کہ سکتے اس میں نبی کریم صلعم کی شان کی توہین لازم آتی ہے ورنہ بروز جوایک مظہر ہے اصل ہوسکتا ہے اور نہ ظل اصل کا اصل ہوسکتا ہے اور نہ شے حقیقی کو مجاز کہ سکتے ہیں مثال کے طور پر اس قضیہ میں تم غور کرو اور فکر کرو کہ مرزا صاحب محمدؐ ہیں یعنی مجازاً صحیح ہوسکتا ہے اور محمد رسول اللہ میرزا غلام احمد قادیانی ہیں باطل ہے کیونکہ اس میں نبی کریم کی تحقیر ہوتی ہے جن کی عظمت شان کو اللہ تعالیٰ اس طرح پر بیان فرماتا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم ایضاً وخاتم النبیین

خلاصہ یہ کہ یہاں پر کل جزو نہیں ہوسکتا بلکہ تمام مظاہر اور اظلال افراد امت محمدیہ کے اس ایک اصل کی برابر نہیں ہوسکتے وغیرہ وغیرہ من المقامات

برہان ثانی عشرین

حوالہ نمبر (۱)

حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۴۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ غضب کی بات ہے کہ اللہ جل شانہ تو اپنے پاک کلام میں حضرت مسیح کی وفات ظاہر کرے اور یہ لوگ اسکو اب تک زندہ سمجھ کر ہزارہا اور بیشمار فتنے اسلام کے لئے برپا کردیں اور مسیح کو آسمان کا حیّ وقیوم اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کا مُردہ ٹھہرا دیں حالانکہ مسیح کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح پر لکھی ہے کہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنی میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد یعنی میرے مرنے کے بعد آئے گا اور نام اُس کا احمدؐ ہوگا۔ پس اگر مسیح اب تک اس عالم جسمانی سے گذر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اب تک اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے۔ کیونکہ نص اپنے کھُلے کھُلے الفاظ سے بتلا رہی ہے کہ جب مسیح اُس عالم جسمانی سے رخصت ہو جائے گا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم جسمانی میں تشریف لائیں گے۔ وجہ یہ کہ آیت میں آنے کے مقابل پر جانا بیان کیا گیا ہے اور ضرور ہے کہ آنا اور جانا دونوں ایک ہی رنگ کے ہوں یعنی ایک اُس عالم کی طرف چلا گیا اور ایک اُس عالم کی طرف سے آیا۔ انتہیٰ

حوالہ نمبر (۲)

اور آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں ہو کر جلوہ گر ہوتا ہے اور جو احادیث میں آیا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا اور اس کا نام میرا ہی نام ہوگا اور اُس کا خلق میرا ہی خلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزول روحانیت کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن وہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں صدہا

ایسے بزرگ لوگ گذرے ہیں کہ جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلی طور پر ان کا نام محمدؐ یا احمدؐ تہا انتہی

اب کہاں ہیں وہ ہمارے احباب جو کہتے ہیں کہ یہ پیشنگوئی اصلی طور پر حضرت مسیح موعود کے لئے ہی ہے آپ تو بڑے زور سے فرماتے ہیں کہ احمدیت ظلیہ ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ یہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں ہے اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں پس وہ خیال احباب کا حضرت کے عقاید کے بالکل خلاف ہے

حوالہ نمبر (۳)

اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۳ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء میں تحریر فرماتے ہیں تم سن چکے ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں

(۱) ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام توریت میں لکھا گیا ہے جو ایک آتشی شریعت ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ذالک مثلہم فی التورات

(۲) دوسرا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ نام انجیل میں ہے جو ایک جمالی رنگ میں تعلیم الٰہی ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (انتہی) حضرت اقدس نے احمدؐ کو جمالی اور محمدؐ کو جلالی ارشاد فرمایا سو یہ بھی ایک نکتہ لطیفہ ہے اور ہم نے اس کا عکس لکھا ہے سو وہ نکتہ دوسرا ہے قرآن مجید کے نکات کا حصر کسی پر نہیں ہو سکتا ہے

حوالہ نمبر ایک میں حضرت اقدس نے وفات مسیح کے استدلال سے اسمہ احمد کی پیشین گوئی کو بطور نص کے آنحضرت صلعم کے لئے ہی قرار دیا ہے اور کھلے کھلے الفاظ کے ساتھ اسمہ احمدؐ کو احمدؐ نبی عربی ہی کے لئے مخصوص فرما دیا ہے یعنی واقع ہو چکی اور لکھا ہے کہ اگر مسیح فوت نہیں ہوا تو ابھی تک بلحاظ لفظ بعدی کے ہمارے نبی صلعم بھی اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے کیونکہ یہ پیشنگوئی

تو ابھی واقع ہی نہیں ہوئی پس جن کے نزدیک کہ یہ پیشین گوئی اصلی اور حقیقی طور پر احمد عربی کے لئے واقع نہیں ہوئی اور تیرہ سو برس کے بعد حضرت مسیح موعود اصلی مصداق اسکے اب ہوئے تو اُسکے مذہب کے بموجب بھی لازم آتا ہے کہ آج تک نبی عربی صلعم بھی اس برہان مسیح موعود کے بموجب مبعوث نہیں ہوئے کیونکہ اسُ کے نزدیک تو اصلی اور حقیقی احمد تیرہ سو برس کے بعد آئیں گے۔ اب مسیح کے بعد محمدؐ عربی تشریف فرما ہوئیں گے جو مجازاً احمدؐ ہیں یا شاید نہ بھی آویں تو پھر ایسے اعتقاد سے درصورت صحت استدلال حضرت اقدس کے اگر کسی کو علم ہے تو بموجب مذہب حضرت اقدس کے ابھی تک نہ دین اسلام قایم ہوا اور نہ خلافت خلفاء اربعہ باقی رہی اور نہ قرآن مجید نازل ہوا اور نہ تمام اولیاء و محدثین و مجددین امت محمدؐیہ پیدا ہوئے اور حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء تو چونکہ آپ کے بروز ہی ہیں وہ کیسے پیدا ہو جاتے کہ ابھی صاحب بروز تو آیا ہی نہیں پس سب کارخانہ دین اسلام کا درہم برہم ہو گیا اور بڑا افسوس تو یہ ہے کہ ہمارے حضرت خلیفہ فضل عمرؓ کی خلافت بھی غتر بود ہوئی جاتی ہے لکن ھذا سفسطۃ محض ولا یقول بھا الا السفسطی

شیخ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

یکے بر سر شاخ دبن می برید   خداوند بستاں نگہ کرد و دید
بگفتا گر این مرد بد می کند   نہ با من کہ بانفس خود می کند

اور اگر کہا جائے کہ نبی کریم کی آمد کے لیے دوسری پیشین گوئیاں بائبل کی بہت موجود ہیں اور دوسری اور دلایل بہت ہیں تو گذارش یہ ہے کہ تاویل کا میدان بہت وسیع ہے وہ پیشنگوئیاں بھی حضرت مسیح موعود کے لئے ایسی تاویلوں سے ہو سکتی ہیں۔ جیسا کہ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین (الآیہ) کو بھی مسیح موعود کے لئے لکھ ہی دیا ہے تاویل کا دامن

تو اس قدر وسیع ہے کہ مشرکین نے اتخاذ اولیا اللہ کو معبودات باطلہ ہونے کے لئے یہ تاویل کی ہے کہ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفٰی اس کا یہاں پر کوئی ایسا مسکت جواب نہیں دیا گیا اور نہیں کہا گیا جو پورا اُن پر اتمام حجت ہوتا ہو صرف جواب دیا گیا کہ ان اللہ یحکم بینہم فیماھم فیہ یختلفون یا ان اللہ لا یہدی من ھو کاذب کفار یعنی انجام پر ہی حوالہ وعید کا کیا گیا۔ مگر اس وقت ان مشرکوں پر کیا اتمام حجت ہوا ؎

اب تو آرام سے گذرتی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے

اور اگر اُن سب مفاسد سے قطع نظر بھی کی جائے تو حضرت اقدس کا یہ استدلال وفات مسیح پر تو ضرور باطل ہو گیا کیونکہ اصلی احمدؐ تو تیرہ سو برس کے بعد آئے اور پھر مسیح موعود کا اس وقت آنا بھی کیونکر تسلیم کیا جائے۔ کہ وہ تو امت محمدیہ میں سے ہونگے اور محمدؐ عربی ابھی تک آئے نہیں جو اصلی احمدؐ ہیں۔ اور اگر کہا جائے کہ کچھہ پرواہ نہیں ایک دلیل اگر باطل ہو گئی تو دوسرے دلایل حضرت عیسیٰؑ کی وفات پر بہت سے موجود ہیں تو پھر اُن دلایل باقیہ پر آپ کے نزدیک کیا امن باقی رہا۔ مخالفین تو اپنے نزدیک اُن دلائل کو منقوض کئے ہی جاتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے قبل کی تحریرات دربارہ نبوت جزوی وغیرہ منسوخ ہیں تو فرمائے کہ اب کون سا امن احمدیوں کے لئے باقی رہا۔ میں تو اسی لئے متعدد مرتبہ بخدمت احباب عرض کر چکا ہوں کہ اے صاحبان اخبار ایسے مباحث لایعنی میں اپنے مال اور اوقات عزیزہ کو ضائع کرنا نہیں چاہیے قرآن مجید میں مستقل طور پر کسی فرد امت کے لئے بغیر واسطہ حضرت نبی کریم کے کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔ آپ کی غلامی میں سب کچھہ فضائل حاصل ہو سکتے ہیں حضرت جری اللہ فرماتے ہیں ؎

تا نہ نورِ احمدؐ آید چارہ گر   کس نمی گیرد ز تاریکی بدر

خاکسار تو جب ہر چہار طرف سے مجبور ہو گیا تب بولا ہے حضور صاحب یہ روحانی طور پر حضرت مسیح موعود کی طرف سے بذریعہ رویائے صادقہ مجھ پر تاکید پر تاکید ہوئی۔ فقط

افسوس کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس پیشین گوئی کا علم ہمکو دیا ہے اگر صحابہ کو نہیں دیا گیا تو کیا ہرج ہوا۔ اے دوستو علم اسی کا نام ہے جو قرآن مجید کے بھی مخالف ہو نبی کریم کے دعوے کے بھی مخالف ہو صحابہ کرام کے بھی مخالف ہو اہل کتاب کے بھی مخالف ہو جو اسلام میں اسی پیشین گوئی کی وجہ سے داخل ہوئے تمام اولیاء امت کے مخالف خود حضرت مسیح موعود کے مذہب کے مخالف۔ کما ثبت فی ہذہ الرسالہ

برہان ثالث عشرین

قرآن مجید میں علاوہ دلائل توحید کے جس قدر دلائل اثبات رسالت اور نبوت کے بیان کئے گئے ہیں خواہ دلائل عقلیہ ہوں اور یا دلائل نقلیہ یعنی وہ جملہ پیشین گوئیاں جن کا حوالہ کتب سابقہ پر دیا گیا ہے وہ صرف آنحضرت صلعم کی نبوت کے اثبات کے لئے ہی ہیں لاغیر کیونکہ یہ تو ثابت ہو چکا کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہونے والا ہی نہیں ہے خواہ نیا ہو یا پرانا مگر ظلی پہر اسکے اثبات کے لئے دلائل کیسے ثبت العرش ثم انقش مثل مشہور ہے۔

دوسرے یہ کہ جو نزاع اور اختلاف درمیان اہل کتاب اور آنحضرت صلعم کے واقع تھا وہ آپ ہی کی نبوت کے بارہ میں تھا نہ مسیح موعود کی نبوت کے بارہ میں۔

پس عقل انسانی کیونکر تجویز کر سکتی ہے کہ جو جھگڑا آج سے تیرہ سو برس

پیشتر حضرت صلعم کی رسالت اور نبوت میں تھا اُس کا تو الفضال لغو مایا
جائے اور ایک جزوی امتی نبی جو ظل آنحضرت صلعم کا تیرہ سو برس کے بعد
ہونے والا ہے اُس کے دلائل دے جائیں۔ ہذا الشیٔ عجیب
علیٰ ہذا کوئی روایت ضعیف بلکہ موضوع بھی نہیں ہے جو پیش کی گئی ہو
جس سے ثابت ہوتا ہو کہ اہل کتاب و مشرکین نے کوئی نزاع اور اختلاف
نبوت مسیح موعود آئندہ آنے والے کے بارہ میں کیا تھا اسپر فلاں آیت
مثلاً اسمہٗ احمد نازل ہوئی اگر کوئی روایت ضعیف یا کوئی موضوع ہی
روایت ایسی بیان کی جاتی تو بھی اس کی گنجایش تھی جبکہ اس نزاع کا
تپہ اور نشان ہی نہیں ہے تو پھر کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید
میں کوئی آیت واسطے اثبات نبوت مسیح موعود کے لئے بھی نازل ہوئی
ہے۔ آگے رہے افراد امت محمدیہ جو سابق بالخیرات ہونے کی وجہ سے
ملہم محدث جزوی نبی کہلائے وغیرہ وغیرہ تو چونکہ وہ اُس اصل عظیم الشان
کے جزو ہیں سو وہ اُن دلائل کے ماتحت ظلی طور پر داخل ہو سکتے ہیں نہ استقلالاً
اور اصلی طور پر۔ پھر کس عقل انسانی سے کوئی کہ سکتا ہے کہ فلاں آیت واسطے
اثبات نبوت مسیح موعود کے استقلالاً نازل ہوئی ہے۔ ہاں آپ کی امت کے
لئے جو فضائل اور شمایل قرآن مجید یا کتب سابقہ میں وارد ہوئے ہیں جیسا
کہ کنتم خیر امتہ یا امتہ الحماد ون وغیر ذالک من الآیات والاحادیث
سو یہ کل آیات واحادیث ظلی طور پر اُن کے لئے ہو سکتی ہیں نہ اصلی طور پر۔
کما قال اللہ تعالیٰ ان ھذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ھم فیہ
یختلفون وانہ لھدی ورحمۃ للمومنین۔ ان ربک یقضی بینہم بحکمہ
وھو العزیز العلیم فتوکل علی اللہ انک علی الحق المبین۔ اب دیکھو
قطع نظر اُن مباحث کے جنہیں درمیان اہل کتاب کے قرآن مجید نے فیصلہ جات
فرمائے ہیں منجملہ اُن کے آنحضرت صلعم کی نبوت اور رسالت بھی ہے جس پر

آخر آیت مذکورہ بصراحت دلالت کر رہی ہے کہ انک علی الحق المبین اور جو لوگ اس حق المبین پر ایمان لائے ہیں اُن کے لئے ہی قرآن مجید ہدایت کاملہ اور رحمت شاملہ کا موجب ہوگا صرف بذریعہ امتی ہونے کے اور محض غلام ہونے کے وجہ سے بہت کچھ حاصل ہوگا نہ مستقل طور پر کہ انہ لھدی ورحمۃ للمومنین اگر کوئی عکس القضیہ کر کے الٹا خیال کرے کہ فلانی آیت اصلی طور پر نبی کریم کے لئے نہیں بلکہ کسی امتی کے لئے ہے تو اس کی نسبت یہ عتاب وارد ہے کہ ان ربک یقضی بینہم بحکمہ وھو العزیز العلیم کہ ایسے مخالفین کا اللہ تعالیٰ خوب فیصلہ فرما دے گا کہ اُن کو حجت کی رُو سے ذلیل ورسوا کر دے گا یعنی عزت کے بعد ذلت دیوے گا اس لئے کہ اُنھوں نے بھی عکس قضیہ کیا ہے کیونکہ وہ تو علیم و دانا بھی ہے۔ جاہل نہیں اور غالب بھی ہے عاجز نہیں کہ وہ اس عکس القضیہ کرنے میں اللہ تعالےٰ پر غالب آجاویں اپنے علم وغیرہ کے زور سے یا کثرت کی وجہ سے چنانچہ پیشین گوئی اسمہ احمد کے بارہ میں ایسا ہی کچھ عکس القضیہ کیا جاتا ہے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں اور وہ کافی ووافی ہے لیکن واسطے اتمام حجت کے بعض احباب کے اصرار و استبداد کو دیکھ کر بنظر تطاہر ادلہ کے اور بھی کچھ لکھا جاتا ہے ایک حدیث طویل میں آیا ہے۔ ان ربی استشادنی فی امتی الی قولہ فاستشادنی الثالثۃ فقلت لہ کذالک فقال تعالیٰ انی لن اخزیک فی امتک یا احمد۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ امیر معاویہ صاحب کو اُن کے خط کے جواب میں چند شعر لکھتے ہیں منجملہ اُن کے ایک یہ شعر ہے ؎

وسبطا احمدٌ ولدای منہا فایکم لہ سہم کسہمی

اگر حضرت کا نام احمد صحابہ کرام میں مشہور نہ ہوتا تو اشعار میں امیر معاویہ کو کیونکر لکھا جاتا دیکھو کنز العمال اور ایک شبہ یہ بھی کیا جاتا ہے کیا حضرت مسیح موعود بعد حضرت عیسیٰؑ کے نہیں ہوئے جو بعدی کا لفظ صادق نہ آتا ہو۔ اس کا جواب

کافی تو ہم سابق میں دے چکے ہیں اور لیجئے حضرت عباس بن مرداس سلمی جو تین سو آدمیوں کے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے تھے اور اُن کے اسلام کا باعث یہ ہوا تھا کہ ہاتف غیب سے اُنھوں نے چند شعر سنے تھے منجملہ اُن چند شعروں کے ایک شعر یہ تھا ؎

ان الذی بالقول ارسل والھدیٰ　　　بعد ابن مریم من قریش مہتد

کنز العمال میں دوسرے قصہ میں بھی یہ ہی شعر لکھا ہے جس کے یہ لفظ ہیں ؎

ان الذی ورث النبوۃ والھدیٰ　　　بعد ابن مریم من قریش مہتد

ان روایتوں سے بعدیت بھی متعین ہوگئی اب کیا گنجایش رہی عن حسان بن ثابت قال انی واللہ لغلام یفع ابن سبع سنین او ثمان سنین عقل کلما سمعت اذا سمعت یھودیا یصرخ علی اطم یثرب یا معشر یھود طلع اللیلۃ نجم احمد الذی بہ ولد (کر) دیکھو کنز العمال - الدر المنظم سے کچھ احادیث لکھی جاتی ہیں

اخرج ابن سعد و ابن عساکر عن ابی جعفر محمد بن علی قال امرت آمنۃ وھی حاملۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تسمیہ احمد صلعم ترجمہ ابن سعد اور ابن عساکر نے ابو جعفر محمد بن علی سے روایت کی ہے جبکہ حضرت آمنہ عفیفہ حضرت صلعم سے حاملہ تھیں امر کی گئیں کہ آپ کا نام احمد صلعم رکھیں

اخرج ابن سعد ابو نعیم عن زید بن اسلم ان حلیمۃ لما اخذت النبی صلعم قالت لھا امہ اعلمی انک قد اخذت مولوداً لہ شان واللہ لحملتہ فما کنت اجد ما تجد النساء من حمل ولقد اوتیت فقیل لی انک لتلد ین غلاماً فسمیہ احمد وھو سید العالمین ولقد وقع معتمداً علی یدیہ رافعا راسہ الی السماء فخرجت حلیمۃ الی زوجھا فاخبرتہ فسر بذلک ترجمہ حضرت زید بن اسلم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حلیمہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پرورش کے واسطے لیا حضرت آمنہ نے حلیمہ سے کہا کہ تو نے ایسے مولود کو پرورش کے واسطے لیا جس کی شان عظیم ہے بخدا میں اُس سے حاملہ تھی مگر مجھے عورتوں کی طرح بوجھ نہیں معلوم ہوتا تھا ہاتف نے مجھ سے کہا کہ تو لڑکا جنیگی اُس کا نام احمد رکھنا اور وہ سید العالمین ہیں پس آخر حلیمہ اپنے خاوند کے پاس اور اس بات کی اُنکو خبر دی اور وہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اخرج ابو نعیم عن بریدۃ وابن عباس

رضی اللہ عنہم قالا رات آمنۃ فی منامہا فقیل لہا انک قد حملت بخیر البریۃ و سید العالمین فاذا ولدتیہ فسمیہ احمد محمد حضرت بریدہ الاسلمی صحابی سے تخریج کی ابو نعیم نے بریدہ ابن عباس سے انہوں نے کہا کہ حضرت آمنہ نے خواب میں دیکھا کہ اُن سے کہا جاتا ہے اے آمنہ تو حاملہ ہوئی ہے ساتھ بہتر بنی خلق کے اور وہ سردار عالم کے ہیں جس وقت تو اُسکو جنے تو اُس کا نام احمد محمد صلعم رکھیو۔

اخرج ابن سعد و ابن عساکر عن یزید بن رومان رضی اللہ عنہ قال خرج عثمان بن عفان و طلحۃ بن عبید اللہ قد خلا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلما او قال عثمان یا رسول اللہ قدمت حلینا من الشام فلما کنا بین معان والزرقاء فنحن کالنیام اذ نادی مناد یا ایہا النیام ہبوا فان احمد قد خرج بمکۃ فقدمنا فسمعنا بک ترجمہ ابن سعد و ابن عساکر نے یزید بن رومان سے روایت کی کہ عثمان بن عفان اور طلحہ بن عبید اللہ حضرت صلعم کے پاس آئے اور مسلمان ہوئے اور حضرت عثمان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ملک شام میں ہمکو ایک واقعہ پیش آیا جب ہم معان اور زرقاء کے درمیان اترے تھے رات کو ہماری آنکھہ لگی ہوئی تھی کہ ہمکو ایک منادی نے آواز دی کہ اے سونے والو خوشی کرو کہ احمد مکہ میں نبی کئے گئے جب ہم مکہ میں آئے ہمنے اسکا شہرہ سنا

اخرج الواقدی و ابو نعیم عن حویصۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال کنا و یہود فینا کانوا یذکرون نبیا یبعث بمکۃ اسمہ احمد ولم یبق من الانبیاء و غیرہ و ہو فی کتبنا الخ ترجمہ اخراج کیا واقدی اور ابو نعیم نے حویصہ بن مسعود سے کہا یہودی ہماری مجلس میں ذکر کرتے تھے کہ ایک نبی مکہ میں مبعوث ہوگا کہ جس کا نام پاک احمد ہوگا اور نبیوں میں ایک وہی باقی رہا ہے اور اس کا حال ہماری کتابوں میں مرقوم ہے اخرج ابن سعد و البیہقی من طریق ابراہیم بن محمد بن طلحۃ بن عبید اللہ حضرت سوق بصری فاذا راہب فی صومعۃ یقول سلوا اہل ہذا الموسم ہل فیہم احد من اہل الحرم قال قلت نعم انا قال ہل ظہر احمد بعد قلت و من احمد قال ابن عبد اللہ بن عبد المطلب ہذا شہرہ الذی یخرج فیہ و ہو آخر الانبیاء و مخرجہ من الحرم ترجمہ تخریج کی ابن سعد اور بیہقی نے طریق ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے کہا فرمایا طلحہ بن عبید اللہ نے کہ میں بصرہ کے بازار میں گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک راہب اپنے عبادتخانہ میں بیٹھا ہے اور معتقدوں سے یہ کہتا ہے کہ ان دنوں مکے آنیوالوں سے دریافت کرو کہ اُن میں کوئی حرم کا بھی رہنے والا ہے میں نے کہا ہاں میں ہوں اُسنے پوچھا کہ احمد کا ظہور تمہارے یہاں ہو چکا میں نے کہا کون احمد کہا جو عبد اللہ ابن عبد المطلب کا بیٹا ہے اسی مہینہ میں اُسکا ظہور ہوا اور آخر الانبیاء ہے اور

وہ مکہ میں ظاہر ہوا ہے اخرج البیہقی وابن عساکر عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ قال لما خلق اللہ آدم اراہ بنیہ فجعل یری فضائل بعضہم علی بعض فرای نورا ساطعا فی اسفلہم فقال یا رب من ہذا قال ہذا ابنک احمد وھو اول وھو آخر وھو اول شافع ترجمہ تخریج کی بیہقی اور ابن عساکر نے ابن ہریرہ سے اونہوں نے نبی سے فرمایا جب پیدا کیا اللہ نے حضرت آدم کو دکھلائی حضرت آدم نے ان کی اولاد میں یعنی حضرت آدم اپنی بعض اولاد کی فضیلت بعض پر پس دیکھا حضرت آدم نے ایک نور چمکتا ہوا انکی نسل میں عرض کیا حضرت آدم نے یا رب یہ کون شخص ہے کہا اللہ نے یہ تیرا بیٹا احمد ہے وہ سب سے اول ہی باعتبار پیدایش کے اور آخر ہے باعتبار بعثت کے اور سب سے پہلے شفاعت کرے گا دن قیامت کے

ان احادیث کی تصحیح یا تضعیف میں ہمکو بحث کرنیکی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ جبکہ احمد کا نام احادیث اصح الصحاح سے نبی امی کے لیے محققانہ طور پر ثابت ہو چکا کما مر تو پھر ان احادیث کا ضعیف ہونا ہمکو کچھہ ضرر نہیں دیتا۔ بلکہ بفرض تسلیم اگر موضوع بھی مانی جاویں تب بھی کوئی ضرر نہیں بلکہ مدعا کو مفید ہے یہ ضعف و وضع محدثین کی ایک اصطلاح ہے۔ مثلاً راوی حدیث نے کبھی جھوٹ بولا ہے تو اسکی روایات موضوع کہلائے گی ہو سکتا ہے کہ وہ حدیث اصل میں صحیح ہو اگر واقعات اسکو ثابت کر دیویں تو وہ حدیث صحیح ہو جائے گی جیسا کہ چاند گہن اور سورج گہن کی حدیث اسی وجہ سے صحیح مانی گئی ورنہ محدثین کی اصطلاح کے بموجب ضعیف تھی یہ احادیث مفید اسلیئے ہیں کہ اتنا تو ان احادیث سے ضرور ثابت ہوتا ہے کہ ان مخرجین کے نزدیک نبی امی عربی کا ہی نام احمد تھا۔ جیسا کہ براہین باہرہ سے پہلے ثابت ہو چکا ہمنے ان احادیث کو اسی فائدہ کے واسطے بلا تحقیق صحت درج کر دیا ہے احادیث کا ضعیف یا صحیح یا موضوع ہونا جو ایک اصطلاح محدثین ہے اس ضعف یا وضع سے واقعات رد نہیں ہو سکتے

برہان رابع عشرون

اور اس پیشینگوئی کے عکس القضیہ کرنیکی نسبت ایسا کچھہ بھی کہا جاتا ہے جو محض خلاف ہو کہ یہ تو ایک پیشنگوئی ہے اور تعین اخبار غیبیہ میں اختلاف ہوہی جاتا ہی العجب و ما ادرک العجب یہ عذر ہرگز قابل سماعت نہیں اگر کبھی محقق الوقوع پیشینگوئی کی نسبت یہ عذر قابل سماعت ہو تو

آنحضرت صلعم کی بنسبت جو قرآن مجید میں کتب سابقہ سے جسقدر پیشینگوئیاں مذکور فرمائی گئیں ہیں اگر یہ قاعدہ کہ تعیین اخبار غیبیہ میں اختلاف ہو ہی جاتا ہے مسلم رکھا جائے تو اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ قسم اُن کے نزدیک معذور ہو جائینگے نعوذ باللہ اور قرآن مجید میں جو استخلاف کی پیشینگوئی جو آیت استخلاف میں بالاجمال مذکور ہے جسکو وہ مصداق حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تعالےٰ ہیں اہل تشیع کہہ سکتے ہیں کہ تعیین اخبار غیبیہ میں اختلاف ہو ہی جاتا ہے ہم لوگ خلافت صدیقی کو قبول نہیں کرتے خلافت آیندہ واقع ہوگی علیٰ ہذٰ القیاس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تعالیٰ کی خلافت کو بھی ہم نہیں قبول کرتے کیونکہ تعیین اخبار غیبیہ میں اختلاف ہو ہی جاتا ہے اور حضرت عثمان ذوالنورین رض کی خلافت کو بھی ہم خلافت حقہ نہیں مانتے کہ تعیین اخبار غیبیہ میں اختلاف ہو ہی جاتا ہے یہ سب پیشینگوئیاں آیندہ واقع ہونگی اور خوارج بھی کہہ سکتے ہیں کہ تعیین اخبار غیبیہ میں چونکہ اختلاف ہو ہی جاتا ہے اس لئے ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے اور علاوہ اسپر ان منکرین خلافت کے پاس ایسے ایسے مطاعن خلفائے اربعہ پر موجود ہیں جو وہ انکار خلافت پر اب تک پیش کر رہے ہیں غیر احمدی قوم لوگ بھی کہہ سکتے ہیں کہ تعیین اخبار غیبیہ میں چونکہ اختلاف ہو ہی جاتا ہے پھر ہم مسیح موعود کو نہیں مان سکتے۔ خصوصاً جبکہ طرح طرح کے الزام بحجر تکفیر اب تک پیش کر رہے ہیں اور بڑا افسوس تو یہ ہے کہ اس قاعدہ کے بموجب جو الہامات حضرت مسیح موعود کے پسر موعود کی نسبت ہیں چونکہ وہ اخبار غیبیہ ہیں گو ملہم نے ہی تعیین کر دی ہے مگر اُنکے تعیین کا کچھہ اعتبار نہیں وہ خود مجروح ہیں اور بہ سبب اخبار غیبیہ ہونے کے اختلاف تو ہو ہی جاتا ہی خصوصاً جبکہ مسیح موعود کی تحریرات صدہا صفحوں کی قابل احتجاج ہی نہیں رہیں علاوہ اسپر تکفیر بھی انکی ہو چکی ہے پھر اس اُنکی تعیین کی کیا وقعت ہو سکتی ہی۔ پس وہ الہامات بھی قابل سند نہیں تو اس اصول کے موجب خلافت فضل عمر رض بھی اُڑ گئی و نعوذ باللہ منہ غرضکہ تمام کارخانہ دین اسلام کا اس اصول سے درہم و برہم ہو جاتا ہے۔ پس اس اصول کو کوئی عقل انسانی کیونکر تسلیم کر سکتی ہے۔ قایل کو چاہیے کہ ایسے اصول کی پابندی سے رجوع کرے۔

برہان خامس عشرون

بحث ختم نبوت

واضح خاطر احباب ہو کہ اس برہان میں ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم سید المرسلین و خاتم النبیین پر ختم نبوت ہو گیا ہے۔ سو دلائل قطعیہ یقینیہ سے ثابت ہے کہ زمانہ بعثت خاتم النبیین سے جبکہ آیت خاتم النبیین کی نازل ہوئی اس وقت سے ختم نبوت ثابت ہو گیا کما تم۔

توضیح اس کی یہ ہے کہ پہلے انبیا کی نبوت کا دائرہ بہت ہی چھوٹا تھا کیونکہ مختص الزمان اور مختص المکان تھا۔ بلکہ مختص القوم بھی تھا یہ امر مسلمہ فریقین کا ہے دلائل لانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن آنحضرت صلعم کا دائرہ نبوت نہایت درجہ پر وسیع ہے۔ زماناً بھی اور مکاناً بھی اور باعتبار کل عالم کے اور اہل عالم کے کیونکہ ادہر اللہ تعالےٰ نے اپنی صفت میں رب العالمین فرمایا ہے۔ ادہر خاتم النبیین کی نسبت وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ارشاد ہوا وغیر وغیر من الآیات الکثیرۃ

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ دائرہ نبوت خاتم النبیین کا کس قدر عظیم الشان وسیع معلوم ہوتا ہے کہ اس دائرہ کے ماتحت ہونے میں تمام دنیا کے انسان قیامت تک کے آگئے کوئی متنفس اس دائرہ نبوت سے باہر نہیں رہا۔

مثال کے طور پر یوں سمجھنا چاہئے کہ پہلے انبیا کے انوار نبوت ایسے تھے جیسے کسی لمپ یا مشعل کی تھوڑی دور کے لئے روشنی ہوتی ہے اور آنحضرت صلعم کا نور نبوت اور دائرہ نبوت ایسا محیط الکل ہے کہ جیسا کہ آفتاب کی روشنی طلوع سے غروب تک نصف دنیا پر محیط ہو جاتی ہے اور غروب سے طلوع تک باقی نصف دنیا پر احاطہ کر لیتی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ پس زمانہ بعثت نبی امی عربی

حقیقت نبوت کی باعتبار زمان و مکان اور کل عالم کے تمثیلاً آفتاب کی مانند سمجھنی چاہیے۔ پس گو لفظ نبی اور نبوت کا انبیاء سابقین کے زمانہ میں کلی تھا کہ ہر ایک ملک کے نبی اور اسکی نبوت پر صادق آسکتا تھا۔ لیکن آنحضرت صلعم کے وقت سے جو حقیقت نبوت ہے اس وجہ سے کہ وہ محیط الکل ہے۔ لفظ نبی کا کلی کے معنوں میں باقی نہیں رہا بلکہ جزئی ہو گیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے ۲۵ یا ۲۶ قرآنی آیات سے ثابت کر دیا۔ پس لفظ شمس کا تصور ذہنی میں تو کلی معلوم ہوتا ہے لیکن خارج میں صرف ایک فرد جزئی خاص میں منحصر ہے کہ دوسری کوئی فرد شمس کی خارج میں موجود نہیں۔ ہاں جیسا کہ نور شمس سے تمام دنیا فیضیاب ہوتی ہے۔ اسی طرح پر آفتاب نبوت محمدیہ سے کل دنیا قیامت تک فیض نبوت کا حاصل کر سکتی ہے۔ ہاں اس فیضان نور کے مراتب مختلف ہیں۔ کیونکہ اگر آفتاب کا نور کسی سونے کے ٹکڑے پر یا پانی اور آئینہ وغیرہ میں واقع ہو تو اس میں اس قدر درخشانی اور چمک ہوگی کہ انسان کی نگاہ جیسا کہ آفتاب پر نہیں ٹھیر سکتی اسی طرح ان چیزوں پر بھی نہیں ٹھیر سکے گی۔ مگر تو بھی آفتاب کے ان عکسوں کو شمس حقیقی نہیں کہہ سکتے۔ ہاں مجازاً اور ظلاً بروزاً ان کو شمس کہہ سکتے ہیں۔ تاہم کمل افراد امت محمدیہ میں جن کی مثال سونے اور چاندی پانی وغیرہ کی ہے آفتاب کی روشنی سے ان کو نبی عربی صلعم کے متبع اور غلام فنا فی الرسول ہونے کی وجہ سے یہ فضیلت تو ضرور حاصل ہو جائے گی کہ وہ بھی کل عالم کے لئے فیض دینے والے اپنے اپنے وقت میں ہو سکتے ہیں اور جس قدر صفات آنحضرت صلعم کی قرآن مجید و احادیث میں آئی ہیں بطور ظل اور بروز کے ان سب صفات میں سے علی قدر مراتب ان کو حصہ مل سکتا ہے اور ظلاً اور مجازاً لفظ نبی کا بھی ان پر مستعمل ہو سکتا ہے۔ لیکن حقیقتاً استعمال لفظ نبی کا سمجھنا ان پر جائز نہیں۔ جیسا کہ آفتاب جسمانی کے مقابل دوسرا کوئی آفتاب موجود نہیں ہے۔ ایسا ہی آفتاب نبوت محمدیہ کے روبرو کوئی دوسرا آفتاب

حقیقی نہیں پایا جاتا - کیونکہ یہ عموم اور شمول جو آفتاب نبوت محمدیہ کے لئے یہاں ثابت ہوا ہے باعتبار مکان اور زمان اور تمام اقوام عالم کے ہے۔

اب ہم دوسرے اعتبار کو لیتے ہیں کہ حقیقت نبوت محمدیہ بلحاظ احکام اور شرائع کے آیا ختم ہو گئی ہے یا کچھ اس میں ترمیم یا تنسیخ یا زیادت وغیرہ کرنے کی باقی ہے - سو واقعات پر نظر کر کر مشاہدہ کرتے ہیں کہ اس اعتبار سے بھی شریعت محمدیہ ایسی کامل ہے کہ اس میں کسی طرح کی ترمیم یا کمی زیادتی کی گنجایش نہیں دیکھتے - اور کوئی باب یا کوئی ایسا مسئلہ احکام اور شرائع کا نہیں معلوم ہوتا جو شریعت محمدیہ میں باقی رہ گیا ہو - کتاب ایمان بالغیب پر جب نظر ڈالتے ہیں تو اُسکو بذریعہ نبوت محمدیہ کے کامل و مکمل دیکھتے ہیں - تمام صفات الٰہیہ مسائل حشر و نشر وغیرہ وغیرہ اس تفصیل کے ساتھ موجود ہیں جو پچھلی کتابوں میں موجود نہیں - ابواب طہارت انسانی پر جب نظر ڈالتے ہیں تو تمام مسائل متعلق ابواب طہارت کے بذریعہ وحی نبوت محمدیہ کے مکمل پاتے ہیں جب عبادات پر نظر ڈالتے ہیں تو اسکو بھی کامل اور مکمل پاتے ہیں جس کے دلایل حقیت اپنے محل پر علمائے ربانی نے لکھے ہیں - سونے یا وفات انسان کی نسبت جن مسائل کی ہمکو ضرورت پڑتی ہے - اُن کو بھی ایسا کامل اور مکمل پاتے ہیں کہ کسی کو انگشت رکھنے کی جگہ ہی نہیں اور نہ کسی نے آج تک کوئی ترمیم یا کمی زیادتی ان مسائل میں بدلائل معقولہ کی ہے اور یہ سب مسائل بذریعہ وحی نبوت محمدیہ ہی کے قایم کئے گئے ہیں اور جب انسان کے باہمی معاملات معاشرت و معاملات پر نظر کی جاتی ہے - تو وہ ایسے قوانین محکمہ ہیں کہ کوئی قانون مقننوں کا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا - تقریبات شادی اور غمی اور حقوق زوجین و اولاد و اقارب و اباعد پر نظر کی جاتی ہے تو عجیب انتظام کے ساتھ وہ بھی بذریعہ نبوت محمدیہ کے موجود پائے ہیں - جرایم انسانی کی سزا مثل سرقہ و قتل اور قصاص وغیرہ کے مسائل پر جب کتب حدیث کو دیکھتے ہیں تو ان میں بذریعہ

وحی نبوت محمدیہ کے ایسے حدود اور تعزیرات وغیرہ کے مسائل کو ایسا موجود
پاتے ہیں کہ باید وشاید سلطنت اور امارت اور ولایت اور امامت اور مخالفین و
معاندین کے ذب و دفع وغیرہ کے مسائل کا جب تفحص کرتے ہیں تو اُن کو ایسا
منضبط پاتے ہیں کہ باوجودیکہ مقننوں کو صدہا برس قانون بناتے ہوئے گزرے لیکن
آج تک کوئی ایسا قانون نہیں بنایا گیا جس کی تنسیخ یا ترمیم کمی زیادتی کے
ساتھ کسی زمانہ میں نہ ہوگئی ہو۔ لیکن وحی نبوت محمدیہ نے ایسے محکم قوانین
بنائے ہیں کہ وہ قابل ترمیم ہی نہیں معلوم ہوتے۔ زمانہ کے حوادث اور
فتن آئندہ کی پیشینگوئیاں جو بیان فرمائی گئی ہیں وہ اسقدر بےشمار ہیں
کہ بڑے بڑے دفتروں میں اُنکی فہرست بھی نہیں لکھی جاسکتی۔ اب میں کہاں تک
اُن اصول اور قوانین محمدیہ کو جو بذریعہ اس نبی امی صلعم کے کتاب اللہ اور
سنت صحیحہ میں پائی جاتی ہیں شمار کرسکتا ہوں۔ ناظرین خود کتب احادیث
کی طرف توجہ فرما دیں اور یہ سب احکام وشرائع اُس نبی امی صلعم فداہ بابی و
امی نے بذریعہ وحی اور نبوت کے بیان فرمائے ہیں اب دریافت طلب یہ امر
ہے کہ یہ نبوت اور رسالت جو باعتبار احکام اور شرائع اور قوانین کے ایک ایسی
عالمگیر اور محیط الکل ہے جس میں کوئی ضروری بات حوائج انسانی کی باقی ہی
نہیں رہی۔ پس یہ ہی حقیقت نبوت نبی عربی امی صلعم کی وقت سے اس وقت
تک مشہور ومسلم چلی آتی ہے صدق اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم و
اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اور یہ سبب اپنے عالمگیر ہونے
کے کہ تمام دنیائے قوانین کو اُس نے احاطہ کر لیا ہے۔ کسی ملہم یا محدث
یا جزوی یا ظلی نبی نے اس تیرہ سو برس کی مدت میں کوئی ترمیم بھی نہیں
کی کلا وحاشا۔ ہاں اسی مجموعہ قوانین کتاب وسنت کی تائید اور نصرت
کرتے چلے آئے اور جو اُسکے مخالف اور معاند ہوئے اُن کے لئے انذار اور
موافقین اور مومنین کے لئے بشارت دیتے چلے آئے۔ حتی کہ اس زمانہ آخری

ہیں کہ جس میں ہم ہیں مسیح موعود بھی مبعوث ہوگئے اور اُنکی زیارت اور بیعت سے بھی اللہ تعالےٰ نے ہمکو مشرف کیا حضرت اقدس کو اسقدر الہامات اور کشوف اور رویائے صادقہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع ہوئے کہ جنکی نظیر مجددین سالقین میں نہیں پائی جاتی - یہ ہیں وجہ الہامات ہیں آپ پر لفظ نبی کا بھی استعمال میں آگیا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ حقیقت نبوت محمدیہ جس کو میں نے چند مثالیں دے کر مختصر اوپر بیان کردیا ہے - آیا یہ حقیقت نبوت آپ میں موجود تھی یا نہیں تھی - لبشق اول بیان فرمایا جائے کہ ابواب مذکورہ بالا میں کون کون سے قوانین اور مسائل اور احکام بذریعہ وحی کے بیان فرمائے ہیں - کلا وحاشا - بجز اُن الہامات اور کشوف رویا کے جو یا تو وہ حقایق ومعارف قرآن مجید کی نسبت ہیں یا مخالفین کے لئے انذار اور مویدین اور موافقین کے لیے تبشیر ہیں اور کون سے قوانین واحکام شرائع ہیں اندریں صورت یہ نبوت حضرت مسیح موعود کی جزوی - بروزی ظلی مجازی ہی ہوئی جس کو آپ نے صدہا جگہہ لکھا ہے اور جو اس زمانہ کے مجدد کے لئے ضروری بھی تھی فذالک المرام آیت وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کیسی واقعات کے مطابق رہی خواہ وہ بفتح تا ہو یا بکسرتا دونو قراتین قریب المعنی ہیں اور جو فطرت مطہرہ اور صحیحہ نبی امی کو عنایت فرمائی گئی ہے وہی اس کے لئے سزاوار تھا کیونکہ وہ کسی دوسرے انسان میں آدم سے لیکر قیامت تک پائی ہی نہیں جاتی اسی لئے فرمایا گیا بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القرن الذی کنت منہ رواہ البخاری پس کیونکر ہوسکتا ہے کہ کسی دوسرے انسان میں اس خیریت فطرت کو قایم کرسکیں اور اس نبوت کو جو خود حضرت نبی امی صلعم کے وقت سے آجتک بموجب تصریحات قرآنی کے مختص اسی نبی امی صلعم کے لئے اہل اسلام میں مسلم چلی آتی ہے کسی دوسرے میں حقیقی طور پر اعتقاد کریں

اور حدیث ختم بی النبیان وختم بی الرسل فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین متفق علیہ وغیرہ وغیرہ کو تسلیم نہ کریں جو واقعات کے بھی موافق ہو۔ اور حدیث طویل میں جو آیا ہے وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ و بعث الی الناس عامۃ متفق علیہ بھی واقعات کے مطابق رہا اور آیت لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم بھی واقعات کے مطابق ہوگئی اور حدیث انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ اور انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی وانا اول من تنشق عنہ الارض ولا فخر رواہ الترمذی غرضکہ اس بارہ میں جو صدہا احادیث ہیں مثل لم یبق من النبوۃ الا المبشرات ولا نبی بعدی جو متعدد طرق صحیحہ سے مروی ہے سب اپنے محل پر قایم رہیں اور آپ کے دشمن بھی ان شانئک ھو الابتر کے مصداق رہے اور نبی عربی صلعم۔ انا اعطیناک الکوثر کے مصداق رہے۔ اور حضرت جری اللہ کے الہامات جن میں لفظ نبی کا مجازاً آیا ہے۔ سب ٹھیک اور درست ہے اور کوئی جھگڑا باقی نہیں رہا اور جس طرح پر کہ حضرت اقدس کے الہام میں لفظ نبی کا آیا ہے اسی طرح پر حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ کی نسبت پیغام صلح صفحہ ۱۲ پر اوتار لکھا ہے۔ جسکی عبارت یہ ہے۔ بلاشبہ باوا نانک صاحب ہندوؤں کے لئے خدا کی طرف سے ایک رحمت تھے اور یوں سمجھو کہ وہ ہندو مذہب کا آخری اوتار تھا اور اوتار کے معنی حضرت مسیح موعود نے نبی کے لکھے ہیں۔ چنانچہ لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۴ پر کرشن کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ وہ اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا اور تحفہ گولڑیہ صفحہ ۱۳۰ میں بھی اوتار کے معنی نبی کے لکھے ہیں جیسا کہ لکھتے ہیں وہ خدا کے برگزیدوں اور اپنے وقت کے نبیوں میں سے تھا اور ہندوؤں میں اوتار کا لفظ در حقیقت نبی کے ہم معنی ہے۔ اور الوصیت کے صفحہ ۱۱ پر حضرت صاحب نبوت کی

اور علمائے کلام نے جو نبی کی تعریف لکھی ہے کہ النبی انسان بعثہ اللہ لتبلیغ ما اوحی الیہ تو وہ تمام لاکھوں مسائل شریعت اسلام کے ما اوحی الیہ میں داخل ہیں جس کی تبلیغ نبی امی صلعم نے کی اور اب اسلام میں یہی

بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا۔" اور حدیث نواس بن سمعان سے جس میں لفظ نبی اللہ کا ہے استدلال کیا جاتا ہے اس سے بڑا عجب ہی کیونکہ حضرت اقدس نے حصہ اول ازالہ میں صفحہ ۲۰۲ سے صفحہ ۲۳۲ تک اس کے مضمون کو طرح طرح سے رد فرما دیا ہے۔ کہیں فرمایا ہے کہ یہ وہ حدیث ہی جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جسکو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسمعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چھوڑ دیا ہے اور پھر لکھتے ہیں کہ یہ بیان دوسری حدیثوں کے بیان سے (یعنی صحیحین کی حدیثوں سے) بالکل منافی اور مبائن اور مخالف پایا جاتا ہے اور کہیں لکھتے ہیں اگر ہم اس دمشقی حدیث کو اس کے ظاہری معنوں پر حمل کرکے اسکو صحیح اور فرمودہ رسول وحدا مان لیں تو ہمیں اس بات پر ایمان لانا ہوگا کہ فی الحقیقت دجال کو ایک قسم کی قوت خدائی دیجاوے گی اور زمین و آسمان اسکا کہا مانیں گے اور خدائے تعالیٰ کی طرح فقط اس کے ارادہ سے سب کچھ ہوتا جائے گا۔ بارش کو کہے گا تو ہو جائے گی۔ بادلوں کو حکم دے گا کہ فلاں ملک کی طرف چلے جاؤ تو فی الفور چلے جاویں گے زمین کے بخارات اسکے حکم سے آسمان کی طرف اٹھیں گے اور زمین کو کیسی ہی کلر و شور ہو فقط اس کے اشارہ سے عمدہ اور اول درجہ کی زراعت پیدا کرے گی غرض جیسا کہ خدائے تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون اسی طرح وہ بھی کن فیکون سے سب کچھ کر دکھائے گا۔ مارنا۔ زندہ کرنا اس کے اختیار میں ہوگا بہشت اور دوزخ اسکے ساتھ ہونگے غرض زمین و آسمان دونوں اسکی مٹھی میں آجائیں گے اور ایک عرصہ تک جو چالیس برس یا چالیس دن ہیں بخوبی خدائی کا کام چلائے گا اور الوہیت کے تمام اختیار و اقتدار اس سے ظاہر ہوں گے الخ پھر لکھتے ہیں کہ کیا یہ مضمون اگر ظاہر پر حمل کیا جائے تو قرآنی توحید پر ایک سیاہ دھبہ نہیں لگاتا پھر لکھتے ہیں افسوس کہ ان لوگوں کے دلوں پر کیسے پردے پڑ گئے

کہ انھوں نے استعارات کو حقیقت پر حمل کرکے ایک طوفان شرک کا برپا کردیا ہے اور باوجود قرآن توبہ کے اُن استعارات کو قبول کرنا نہ چاہا جن کی حمایت میں قرآن کریم شمشیر برہنہ توحید کی لیکر کھڑا ہے۔ انتہی موضع الحاجۃ اسی لیے خاکسار نے اس حدیث کو تحذیر المومنین میں لکھ کر جہاں تک ہوسکا ہے واسطے دفع کرنے کفرنامہ مکفرین کے بذریعہ علم توفیق وتطبیق کے اس کی تعبیر وتاویل وتفسیر بیان کی ہے تاکہ کفرنامہ رد ہو دگر ہیچ۔ پھر صفحہ ۲۲۲ پر حضرت صاحب لکھتے ہیں۔ بلکہ یہ تمام حدیث اُن مکاشفات کی قسم میں سے ہے جن کا لفظ لفظ تعبیر کے لایق ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ من الایرادات والاعتراضات پھر صفحہ ۲۳۱ پر لکھتے ہیں کہ وہ دمشقی حدیث جو امام مسلم صاحب نے پیش کی ہے خود مسلم کی دوسری حدیث سے ساقط الاعتبار ٹھیرتی ہے غرضکہ کہاں تک میں حضرت اقدس کی عبارت کو نقل کروں۔ جن میں اس حدیث کا ساقط الاعتبار ہونا آپ نے بیان کیا ہے۔ پھر اس کے الفاظ سے تمسک کیا جو نبی اللہ کے لفظ سے کیا جاتا ہے جو محض خلاف ہے اور نواس بن سمعان کوئی اکابر صحابہ میں سے نہیں تھے صرف امام مسلم نے نہ امام بخاری نے تین حدیثیں اُن سے روایت کی ہیں۔ ریاض المستطابہ میں لکھا ہے وانفرد مسلم بالنواس بتشدید الواو ومھملۃ ابن سمعان بکسر المھملۃ بن خالد الکلابی سکن الشام اخرج لہ ثلاثۃ احادیث اور حضرت عیسیٰ کے لئے جو اس احادیث میں لفظ نبی اللہ کا آیا ہے اس سے بہ سبب دعوے بروزی وجزوی نبوت کے جو حضرت اقدس پر کفرنامہ جاری ہو رہے تھے اس حدیث کو ہم نے اخذ کیا تھا دگر ہیچ تاکہ اُن مخالفین پر جو اہل حدیث ہیں اُن کی تکفیر کا رد ہو جائے اور ان پر الزام قایم ہو ورنہ اصل میں نبی کی نسبت جو راوی نے اضافت اللہ کی طرف کرکر نبی اللہ کہا ہے یہ بھی کتاب وسنت کے محاورہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اسلام میں صرف نبی ہی کے معنی یہی ہیں

کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ اخبارِ غیبیہ و احکامِ الٰہی کو بیان کرے پھر
نبی اللہ کہنے کی کوئی ضرورت ہی کیا ہے یہ لفظ نبی اللہ کا راوی کی طرف سے
مدرج معلوم ہوتا ہے پھر اگر مدرج بھی نہ ہو تو ایسی ظنی حدیث سے کسی کی نبوت
کس طرح ثابت ہو سکتی ہے۔

نبی کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے اُس کو حضرت صاحب بطور استعارہ کے مانتے ہیں چنانچہ
اربعین نمبر ۲ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۰ء کے صفحہ ۱۸ پر تحریر فرماتے ہیں: یہ الفاظ بطور
استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر
ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اُس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو
عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دیوے اُس کو عربی میں
نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد
ہیں حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ چھتیسویں مقالہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں جس
کو حضرت مرزا صاحب اوائل میں مثل حرز جان کے اپنے پاس رکھتے تھے۔

لیس لنا نبی غیرہ فنتبعہ ولا کتاب غیر القرآن فنعمل بہ فیضلک ھوا ک
والشیطان قال اللہ تعالیٰ ولا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ
فالسلامۃ مع الکتاب والسنۃ والھلاک مع غیرھما وبھما یترقی العبد
الی حالۃ الولایۃ والبدلیۃ والغوثیۃ واللہ اعلم

سچ فرمایا حضرت اقدس نے ؎

تا نہ نورِ احمدؐ آید چارہ گر   کس نگردد ز تاریکی بدر

الحمد للہ کہ میرا بھی یہی عقیدہ ہے اور حتی الوسع دستور العمل بھی یہی ہے و
علیہ احییٰ و اموت و بہ احشر انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہاں روح اللہ کا لفظ حضرت عیسیٰ کے واسطے استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ حدیث
طویل میں ابن عباس سے جو ترمذی و دارمی سے مشکوٰۃ میں ہے موجود ہے
وعیسیٰ روحہ وکلمتہ وھو کذالک تو اندریں صورت یہاں پر نبی اللہ کے کہنے

کی وجہ یا تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُس کے معنی لغوی ہیں یعنی خبر دینے والا غیب
کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۔ یعنی لغوی معنی مراد لئے ہوں اور یا اصل راوی کے
خیال میں یہ امر ہو کہ حضرت عیسیٰ خود آئیں گے جیسا کہ عیسائیوں کا خیال تھا
اور اب تک بھی خیال ہے اس لئے راوی نے اپنی طرف سے عیسیٰ کے آگے
لفظ نبی اللہ بڑھا دیا ہو اور حضرت نبی کریم صلعم کے الفاظ میں سے یہ لفظ نبی اللہ
نہ ہو اس حدیث کی تفسیر میں خاکسار نے جس قدر سعی و کوشش کی ہے جو کہ
تحذیر المومنین میں مذکور ہے واسطے دفع تکفیر کے الزاماً کی ہے ورنہ اس
حدیث کے بہت سے مضمون اور بھی ایسے ہیں کہ جو اس وقت تک وہ واقع
نہیں ہوئے ۔ شاید کسی اگلے زمانہ میں اور کسی کے ہاتھ سے ہوں جیسا کہ حضرت
صاحب بھی آیندہ کو آنے والے صدہا مسیح لکھتے ہیں ۔ کیونکہ نہ تو بہا پر حقیقی طور پر
کوہ طُور موجود ہے نہ بحیرہ طبریہ ہے نہ جبل الخمر ہے صرف ایک لُد تو واقع ہے جو
حدیث کا ایک فقرہ ہے نہ یاجوج و ماجوج میں ایسی وبا اور مری حقیقی واقع
ہوئی کہ دفعتاً تمام یاجوج و ماجوج مرکر رہ گئے ہوں اور اُن کی بدبو اور
نعشوں وغیرہ سے تمام دنیا سڑ گئی ہو ۔ نہ بڑے بڑے حقیقی پرندوں نے اُن
لاشوں کو اُٹھایا ہو اور لے گئے ہوں اور مقام نہبل میں جاکر ڈالا ہو
نہ یہ امر واقع ہوا کہ مسلمانوں نے انکے تبر و کمان اور اُن کے ترکشوں کو سات برس
تک جلایا ہو ۔ اور نہ ایسی بارش ہوئی کہ جس نے تمام زمین کو بدبو وغیرہ سے
پاک کر دیا ہو اور نہ ایسی ارزانی واقع ہوئی کہ ایک انار سے ایک بڑی جماعت
کا پیٹ کھا کر بھر جائے اور نہ اتنے بڑے بڑے انار دیکھے گئے کہ جن کے
چھلکے کے نیچے لوگوں نے سایہ طلب کیا ہو ۔ نہ اس قدر دودھ کی کثرت ہوئی
کہ ایک اونٹنی کے دودھ سے بڑی جماعت آدمیوں کی سیر ہو گئی ہو ۔ اور
ایک دودھ دینے والی گائے کے دودھ سے ایک قبیلہ سیر ہو جاتا ہو اور
ایک بکری کے دودھ سے ایک گھر کے لوگ سیر ہو گئے ہوں ۔ اور نہ وہ ایسی

ہوا خوشبو کی آئے جس سے تمام مومن و مسلمان وفات پا گئے ہوں وغیرہ وغیرہا من المضامین المندرجۃ فی ھذا الحدیث

خلاصہ یہ کہ نبوت موسوی میں ما اوحی الیہ وہی تھا جس کی انھوں نے تبلیغ کی اور وہ مختص الزمان والمکان والاقوام بھی تھا اور نبوت عیسوی کی حقیقت بھی وہی تھی جس قدر انھوں نے ما اوحی الیہ کی تبلیغ کی علی ہذا القیاس کل انبیاء کا ما اوحی الیہم سمجھ لو لیکن نبی امی عربی صلعم کا ما اوحی الیہ وہ ہے جو لاکھوں احکام و مسائل کو کل عالم کے لئے قیامت تک کو حاوی اور شامل ہے اور اسلام میں یہی نبوت حقیقی ہے جو نہ کسی کو ملی اور نہ آئندہ کو مل سکتی ہے فرمایا حضرت نے ؎

این چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم   یک قطرۂ ز بحر زلال محمدؐ است

صرف ظل اور بروز وغیرہ کے طور پر کمل افراد کو نبوت عنایت ہوتی ہے اور حضرت جری اللہ کو اس ظلیت میں حصہ وافر ملا ہے فتدبر فلا تکن من الغافلین اور اس تعریف علم کلام کو خوب یاد رکھو معہ اسکے ما لہ و ما علیہ کے النبی انسان بعثہ اللہ لتبلیغ ما اوحی الیہ کہ وہ لاکھوں احکام ذریعہ وحی کے ہیں اور یہ نبوت قطع ہو چکی۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ مجاز حقیقت نہیں ہو سکتا دیکھو حضرت زید حضرت نبی کریم کے متبنےٰ تھے اور مجازاً بیٹا کہلاتے تھے۔ لیکن اس آیت خاتم النبیین کے پیشتر اللہ تعالےٰ نے ما کان محمد ابا احد من رجالکم فرما کر متبنےٰ کو کیسا اڑا دیا ہے کہ جو آپ کے حقیقی بیٹے تھے اور فوت ہو چکے تھے یا حضرات حسنین تھے مگر صغیر تھے بالکل تبنیٰ کی نفی فرما دی اور کوئی حکم تبنیٰ کا قایم نہیں رکھا مگر ہاں مجاز میں کوئی نہ کوئی وصف حقیقت کا ضرور موجود ہو جائے گا۔

المقالۃ الوصیۃ فی النصیحۃ والوصیۃ ان قبلوھا فنعم ھی وان ردوھا فعلیھم لا علی اولاً واضح خاطر ہو کہ خاکسار کی نسبت حضرت اقدس کتاب حمامۃ البشریٰ

صفحہ ۶ پر تحریر فرماتے ہیں فنہم الاخ المکرم العالم المحدث الفقیہ الجلیل السید المولوی محمد احسن کان اللہ معہ فی کل موطن ونصرہ فی المیادین انہ رجل صالح تقی غیور للاسلام ھدم ہیکل جہالۃ العلماء المخالفین بتالیفات لطیفۃ واطفاء نارھم وجاء بنور مبین واطفاء الفتن المتطائرۃ بماء معین ورزقہ اللہ ذخیرۃ کثیرۃ من علوم الدین و الاثار النبویۃ ولہ بسطۃ عجیبۃ فی فن الاحادیث وتنقیدھا وتمیز بعضہا من بعض والمخالف لا یمکث فی مبدا نظر فتہ عین وھم مع تحریکات غیظہم وغضبہم وکثرۃ امعانہم وخوضہم وشدۃ حرصہم علی المناضلۃ یفرون منہ کفرار الحمیر من الاسد ولن ھذا الا تائید اللہ الذی ھو موید الصادقین ومع ذالک انہ زاھد متقی کثیر البکاء من خوف اللہ یخاف مقام ربہ ویعیش کالمساکین

اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۳ پر تحریر فرماتے ہیں ۸۴ نشان - ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں نعمت اللہ ولی کا وہ قصیدہ دیکھ رہا تھا جس میں اس نے میرے آنے کی خبر بطور پیشینگوئی دی ہے اور میرا نام بھی لکھا ہے اور تبلایا ہے کہ تیرہویں صدی کے اخیر میں وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا - اور میری نسبت یہ شعر لکھا ہے کہ

مہدی وقت و عیسیٰ دوراں ہر دو را شہسوار می بینم

یعنی وہ آنے والا مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی ہوگا - دونوں ناموں کا مصداق ہوگا اور دونوں طور کے دعوے کرے گا -

پس اس اثنا میں کہ میں یہ شعر پڑھ رہا تھا عین پڑھنے کے وقت مجھے یہ الہام ہوا

از پئے آں محمد احسن را تارک روزگار می بینم

یعنی میں دیکھتا ہوں کہ مولوی سید محمد احسن امروہوی اسی غرض کے لئے اپنی نوکری سے جو ریاست بھوپال میں تھی علیحدہ ہوگئے تا خدا کے مسیح موعود کے پاس حاضر ہوں اور اس کے دعوے کی تائید کے لئے خدمت بجا لاویں اور یہ

ایک پیشنگوئی تھی جو بعد میں نہایت صفائی سے ظہور میں آئی کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے کمر بستہ ہو کر میرے دعوے کی تائید میں بہت سی کتابیں تالیف کیں اور لوگوں سے مباحثات کئے اور اب تک اسی کام میں مشغول ہیں خدا ان کے کام میں برکت دے اور اس خدمت کا ان کو اجر بخشے آمین۔

اور حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کا ایک خط آپ کے خاص ہاتھ کا لکھا ہوا جو میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحق دہلی نے ہم سے لیکر شائع کیا ہے مع انکی تمہید کے لکھا جاتا ہے وہو ہذا

نامۂ مبارک مسیح موعود علیہ السلام

آج ہم الحق کے ناظرین کے لئے حضور پر نور سیدنا و سید الخلق حضرت اقدس مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک پرانا گرامی نامہ جو جناب اخویم مولانا و بالفضل اولنا مولوی سید محمد احسن صاحب مدظلہ العالی کے نام جنوری ۱۸۹۲ء میں لاہور سے ارسال کیا تھا اور سید صاحب ممدوح سے اس عاجز خادم الحق نے تبرکا حاصل کر لیا ہے ذیل میں نقل کرتے ہیں اس گرامی نامہ سے جو کہ اکیس سال کا لکھا ہوا ہے الحق کے ناظرین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ تعلق جو سید صاحب سلمہ الرحمٰن سے تھا اور جس عزت کی نظر سے حضور پرنور سید صاحب سلمہ الرحمان کو دیکھتے تھے بخوبی ظاہر ہو کر احسن المناظرین سے احباب کی ازدیاد محبت کا باعث ہوگا۔ ایڈیٹر اخبار الحق مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم نحمدہ و نصلّی مخدومی و مکرمی اخویم مولوی سید محمد احسن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ عنایت نامہ پہنچکر بدریافت خیر و عافیت خوشی و خرمی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش و خورم رکھے اور اپنی محبت میں دن بدن ترقی بخشے۔ رسالہ الحق چھپ کر آگیا ہے۔ آپ نے جس قدر اس عاجز کی تائید میں لکھا ہے اس کو پڑھ کر نہایت درجہ

سرور و فرحت و انشراح خاطر حاصل ہوا جزاکم اللہ خیرا ۱۶ اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی۔ آپ کی تالیف پر نظر ڈالنے سے بالطبع ہماری جماعت کے لوگوں کو آپ سے محبت پیدا ہو گئی ہے جا بجا اس کا تذکرہ محبت اور اخلاص سے ہوتا ہے اور بلا شبہ خدائے تعالےٰ نے اعلائے کلمہ حق کے لئے آپ کو چن لیا ہے مجھے کئی دفعہ یہ خیال دل میں گذرا ہے کہ وہ حدیث جس میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کو دیکھا گیا کہ دو آدمیوں کے کاندھے پر اس نے ہاتھ رکھے ہوئے تھے وہ دو آدمی یہی ہیں (یعنی ایک مولوی نور الدین صاحب اور دوسرے خاکسار) جو اپنے پورے جوش کے ساتھ اس راہ میں اپنے تئیں فدا کر رہے ہیں میں اس وقت لاہور میں ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ ۲۴۔ فروری تک اس جگہ رہنے کا ارادہ ہے میں نے اس جگہ اپنے مخلصوں کی جماعت کو عمدہ حالت میں پایا ہے اور لاہور کی جماعت بڑھتی جاتی ہے اور سب بھائی جو داخل جماعت ہیں بڑی محبت سے آپ کو یاد رکھتے ہیں اور آپ کے شکر گذار ہیں ۳۰ جنوری ۱۸۹۲ء کو اس جگہ ہماری جماعت کا ایک جلسہ ہو گا۔ جس میں وہ اشتہار پڑھا جائے گا جس کا نام آسمانی فیصلہ ہے وہ مطبع والے کی سستی سے اب تک چھپ کر نہیں آیا۔ امید کہ انشاء اللہ ضرور آجائے گا۔ اس جگہ بھی مخالف لوگ از حد مخالفت کر رہے ہیں اور اللہ جل شانہ حافظ ہے امید کہ اپنی خیر و عافیت سے اس جگہ مسرور و مطمئن فرماویں والسلام میرا پتہ یہ ہے لاہور۔ سید مٹھا۔ ہیرا منڈی۔ مکان محبوب رائے۔

خاکسار غلام احمد از لاہور ۲۶۔ جنوری ۱۸۹۲ء

اور ایک دوسرے خط میں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء باوجودیکہ مسیح موعود مہدی معہود تھے علوم ظاہر میں خاکسار سے استفسار و استشارہ فرمالیا کرتے تھے۔ جیسا کہ اس خط سے معلوم ہو گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی مخدومی و مکرمی اخویم مولوی سید محمد احسن

صاحب سلمہ اللہ تعالے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ایک اہم امر کے لئے آپ
کو تکلیف دیتا ہوں اور اگر بواپسی ڈاک جواب ممکن نہو تاہم تین روز تک جواب ملنے
کا امیدوار ہوں کہ ایک امر میں مولوی محمد حسین صاحب سے بحث ہوکر یہ دریافت
طلب امر ہے کہ صاحب تلویح تفتازانی نے اپنی کتاب تلویح میں اس عبارت
کے بعد کہ لا یرد خبر الواحد من معارضۃ الکتاب صحیح بخاری کا کچھ ذکر
کیا ہے یا نہیں وہ تمام صفحہ جو باب سنت میں ہوگا نقل کرکے بھیجدیں اور نیز
یہ بھی پوری تحقیق سے تحریر فرماویں کہ جس حدیث کا صاحب تلویح نے ذکر کیا
ہے وہ بخاری میں ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کہاں اور کس مقام میں اور بخاری
کی کس کتاب اور کس باب میں مل سکتی ہے صفحہ بخاری کون سا ہے براہ مہربانی
اس میری تحریر کو ایک اشد ضرورت کی تحریر سمجھ کر پوری توجہ سے میرے
پورے منشاء کے مطابق عمل کریں اور اگر آپ کے پاس تلویح نہو تو کسی سے
مانگ لیں اور تلویح کی عبارت مذکورہ بالا یعنی لا یرد خبر الواحد بمعارضۃ
الکتاب تلاش کرکے بیس سطر تک اسکو پڑھ ڈالیں اس میں آپ بخاری کا
ذکر پاویں گے وہ عبارتیں بعینہ لکھ کر بھیجدیں اور اسکے منشاء کے موافق بخاری
سے نکال کر پورا پورا پتہ تحریر کرکر ارسال فرمادیں والسلام

راقم خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۔ اگست ۱۸۹۱ء

اور ازالۃ الاوہام کے اڈیشن اول صفحہ ۷۸۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حبّی فی اللہ
مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی مہتمم مصارف ریاست بھوپال مولوی
صاحب موصوف اس عاجز سے کمال درجہ کا اخلاص ومحبّت اور تعلق رکھتے ہیں
ان کی تالیفات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک اعلیٰ لیاقت کے آدمی
اور علوم عربیہ میں فاضل ہیں بالخصوص علم حدیث میں اُنکی نظر بہت محیط اور
عمیق معلوم ہوتی ہے حال میں اُنھوں نے ایک رسالہ اعلام الناس اس عاجز
کی تائید دعوے میں بکمال متانت وخوش اسلوبی لکھا ہے جس کے پڑھنے

سے ناظرین سمجھ لیں گے کہ مولوی صاحب موصوف علوم دینیہ میں کس
قدر محقق اور وسیع النظر اور مدقق آدمی ہیں اُنھوں نے نہایت تحقیق اور خوش بیانی
سے اپنے رسالہ میں کئی قسم کے معارف بھر دیئے ہیں ناظرین اس کو ضرور
دیکھیں اور حضرت خلیفۃ فضل عمرؓ ایک عنایت نامہ دستخطی خاص میں تحریر فرماتے
ہیں۔ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے خیالات اکثر حضرت سے
توارد ہوتے ہیں سو آپ کے خیالات سے مطابقت حاصل کرکے ایک خوشی
ہوتی ہے کہ گویا حضرت صاحب کا خیال بھی یہی ہوگا انتہیٰ۔ ولا فخرلی
یہ خطوط صرف اطلاعاً لکھے گئے ہیں تاکہ احباب تحقیق محققانہ خاکسار کو بنظر
اعتماد دیکھیں اور مجکو اس کے متعلق رویائے صادقہ بھی ہوئے ہیں مولوی
عبدالکریم جو بڑے نقاد تھے الحق دہلی کے دیباچہ میں تحریر کرتے ہیں۔ میرا ایکا
ارادہ تھا کہ میں معمولاً ان مضامین پر کچھ نوٹ یا ایک مختصر سا ریویو کرتا مگر
میرے دلی دوست ملکہ مخدوم ومعظم مولوی سید محمد احسن صاحب نے مجھے
اس فرض سے سبکدوش کر دیا اُنھوں نے جیسا اس خدمت کو ادا کیا ہے
درحقیقت انہی جیسے فاضل اجل کا حصہ تھا جزاہ اللہ احسن الجزا میرا یقین ہے
کہ یہ ایسا نیک کام اُن کے مبارک ہاتھ سے پورا ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے
نزدیک اُن کے رفع درجات کے لئے ایک یہ ہی بس ہے مگر قوی امید ہے
کہ ہمارے حضرت سید صاحب موصوف روح قدس سے موید ہو کر اور بھی
بڑے مفید اور منتج ثواب کا کام کریں گے۔ ولا فخر من آنم کہ من دانم اور احباب
مذکورین اور دیگر اراکین سلسلہ احمدیہ کی تحریرات اسقدر ہیں کہ وہ اگر لکھی جائیں تو ایک دفتر
طویل ہو جائے۔ حضرت مخدومنا نواب محمد علیخاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ
ایک عنایت نامہ دستخطی میں تحریر فرماتے ہیں۔

مولانا المکرم سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم جناب کے دو عنایت نامے
مقام قادیان مجکو ملے تھے۔ اُن دونوں میں مجکو دم بھر کی فرصت نہ ملی

اِس کے بعد یہاں بھی اب تک فرصت ندارد آخر بخوف اِسکے کہ جناب کو خیال پیدا ہو کہ میں نے کوئی جواب عرض نہ کیا آج عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ جناب سابقین الاولین سے ہیں اور پھر بلحاظ عمر کے میرے خیال میں ہماری جماعت میں شاید ہی کوئی اتنا معمر ہو اور بلحاظ علمی حالت کے جناب کا تبحر علمی ظاہر خود حضرت اقدس تعریف فرمایا کرتے تھے اور بلحاظ عظمت دینی کے الہام ربانی خود تبلا رہا ہے کہ ؎

از پئے این محمد احسن را تارکِ روزگار می بینم

تو اس لحاظ سے ہر طرح سے خواہ کوئی شق لی جائے آپ بزرگ ہم سب خورد بھلا جو بات جناب کی سمجھ میں نہ آتی ہو وہ ان بچوں کی کیا سمجھ آسکتی ہے اور آ بھی جائے تو ادب مانع اس لئے کوئی اسکی جرأت نہیں کر سکتا۔ اس لئے ان امور کے متعلق جناب کا والا نامہ اُن صاحبان کو جن کی جانب جناب کا خطاب تھا دکھلا دیا اُنھوں نے فرمایا کہ ہم غور کریں گے۔ اور بیشک سوالات قابل غور ہیں مگر یارائے جواب نہیں کیونکہ آپ بزرگ ہیں وہ خورد اس لئے جواب سے قاصر یہ سب صاحب جناب کے شاگرد ونکے شاگردوں سے بھی کم ہیں پھر کس طرح یہ جرأت کر سکتے ہیں ہاں جناب درس اُن کو فرمائیں پھر شاید کچھ عرض کر سکیں پھر ادب شاگردی مانع ہو گا۔ بہر حال جناب کے سامنے لب کشائی ہر طور مشکل ہے راقم محمد علیخان ۔ ۱۱-جنوری ۱۹۰۹ء مالیر کوٹلہ دلا فخرلی۔

اور ہمارے آخری دوست قاضی اکمل صاحب ایک اپنے خط مورخہ ۳ مارچ ۱۹۱۵ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ میرے تابع نہیں بلکہ متبوع ہیں۔ کتاب و سنت کے موافق آپ عقیدہ رکھیں گے اور وہی حق ہو گا اس لئے خاکسار نے قاضی صاحب کے روبرو کتاب و سنت کو پیش کر دیا۔ اور ان خطوں سے جنابکے عنداللہ کوئی مجکو عزت ہو میں کوئی ایسا اعزاز نہیں چاہتا اور ایسے خطوط تو صدہا ہونگے جن کی مجکو کچھ پرواہ نہیں۔ ہاں حضرت جری اللہ کے خطوط بہت کثرت سے میرے

پاس تھے۔ کچھ تو منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلی نے لے لئے تھے اور کچھ میرے پاس ضائع ہو گئے۔ اُن کو میں ضرور عظمت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ عند اللہ بھی آخرت میں مجھے اُن سے عزت حاصل ہو گی اور مولانا نورالدین صاحب خلیفہ اوّل جو خاکسار کی عظمت فرماتے تھے ۔ وہ سب جماعت کو معلوم ہے۔ حالانکہ بعض مسائل میں میں آنجناب سے مخالفت رکھتا تھا لیکن وہ نورالدین جو اسم بامسمٰی تھا خاکسار کو ایسی عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا کہ جس کی میں لایق نہیں۔ میری غرض صرف یہ ہے کہ فریقین بحکم تاکیدی ان مسائل میں اختلاف اور نزاع کو ترک کر کر ایسے متحد ہو جائیں جیسے کہ شیر و شکر یکجا ہو تا ہے اور بہت سی تحریرات حضرت اقدس کی ایسی ہیں کہ جن سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ خاکسار پر مسائل متعلقہ سلسلہ احمدیہ میں بڑا وثوق تھا اُنکے نقل کرنے میں بڑی طوالت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ترک کی گئیں۔

اب میں یہ دکھلانا چاہتا ہوں کہ علماء وقت غیر احمدی بھی خاکسار کے علوم و فنون درسیہ کی مہارت کے قایل اور معتقد تھے۔ حضرت نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم بڑی کوشش تاکید کرتے رہے کہ دبیرائز باڈی گارڈز سے استعفٰی دلوا کر میں اُن کے پاس پہنچ جاؤں چنانچہ اُنکے بہت اصرار کے بعد دبیرائز باڈی گارڈز سے مجکو استعفٰی دینا پڑا اُن کے خطوط میرے پاس موجود ہیں اور بعض اُن کی کتابوں میں خاکسار کے علوم و فنون درسیہ کا بڑی قدردانی سے ذکر فرمایا ہے ڈپٹی امداد علی صاحب میرے رسائل کی بڑی قدردانی فرماتے تھے اور رسالہ مصباح الادلہ لدفع الادلۃ الاذلہ جو مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے ادلہ کاملہ کا جواب ہے وہ تو اُن کی مجلس کا نقل مجلس ہی تھا اور اُس کو اکثر اپنی مجالس میں سنا کرتے تھے۔ مولوی عبید اللہ صاحب نومسلم مولف تحفۃ الہند میرے ایسے معتقد تھے۔ جو مابین اُنکے اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے کچھ نزاع واقع ہوا ہے تو اُنھوں نے مجکو حکم کیا ہے۔ میرے بعض رسائل پھر اُن کی

تقریظیں موجود ہیں مولوی حفیظ اللہ صاحب واعظ دہلوی میرا بڑا اعزاز قبل میری بیعت کے کرتے تھے۔ مولوی سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی قبل بیعت کے میری تصنیفات کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی کے رد ہیں جو رسائل خاکسار نے حضرت اقدس کی تائید ہیں لکھے ہیں اُن میں سے کسی ایک کا بھی جواب نہیں دے سکے۔ کیونکہ آدمی سچے تھے تو وہ باوجود مخالف ہونے کے وہ یہ اقرار کیا کرتے تھے کہ تمہارے ان علوم کا جواب ہم سے نہیں ہو سکتا۔ میں ان صاحبان کی تحریرات کہاں تک اس مختصر رسالہ میں نقل کر سکتا ہوں بطور نمونہ کے نخبۃ التواریخ مولفہ مولانا سید محمد آل حسن صاحب مورخ غیر احمدی جس میں اُنھوں نے ہمارے شرف خاندان اور شرف نسب کو لکھا ہے اُسکی چند سطریں نقل کرتا ہوں وہی ہذہ۔

جملہ ایشان در محلہ کوٹ سکونت می دارند و بعضے در سرائے شاہ علی ورا ایشان مولوی سید محمد احسن ذی علم و مستعد و واعظ خوش گو با اخلاق ست و در عمل بالحدیث و ترک تقلید ید طولی می دارد در باب رسائل تالیف فرمودہ صفحہ ۱۷ مطبوعہ عمدۃ المطابع امروہہ مولوی محمد حسن صاحب مفسر امروہی اگرچہ میرے سخت مخالف رہے۔ لیکن باوجودیکہ روسائے امروہہ مثل جناب نواب وقار الملک صاحب بہادر نے میری اور اُنکی دعوت کرکر درخواست کی کہ وہ مجھ سے کچھ اس مسئلہ سلسلہ احمدیہ کی نسبت گفتگو کرلیں۔ مگر اُن کو مجال نہیں ہوئی کہ وہ اس مسئلہ میں مجھ سے گفتگو کر سکیں۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی میرے رسالہ کی نسبت اشاعۃ السنۃ جلد ۲ ۔ ماہ جون ۱۸۷۹ء نمبر ۶ میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں رسالہ مصباح الادلہ لدفع الادلۃ الاذلہ تالیف شریف مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی بجواب ادلہ کاملہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جس کا مژدہ ہیں اشاعۃ السنۃ نمبر چہارم جلد دوم

ہیں سنا چکا ہوں مدت سے چھپ کر شائع ہو رہا ہے طالبین دین و متبعین سنت سید المرسلین اس رسالہ کو نقد جان دیکر بھی خریدیں ارزاں ہے میں اس رسالہ کو اکثر لوگوں کے حق میں اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ کی نسبت زیادہ مفید سمجھتا ہوں اور اس کے خریدنے کو اُسکی خرید سے مقدم جانتا ہوں ۔ جواب ترکی بہ ترکی کی مثل کو میں سنا کرتا تھا پر جیسا اس کا مشاہدہ اس رسالہ میں کیا ہے کہیں آگے نہیں کیا ۔ سائل کا کوئی طالب ہو تو اُس میں دیکھ لے ۔ مناظرہ کا ڈھنگ سیکھنا ہو تو اس سے سیکھے ۔ طرز ظرافت مہذبانہ معلوم کرنا ہو تو اس سے کرے ۔ مکرمی شیخ عبید اللہ صاحب اس کی تقریظ میں کیا خوب لکھتے ہیں ۔ فقیر نے اس رسالہ کو کلام محقق اور مدلل اور مطابق عقائد اہل سنت کے اور موافق مذہب سلف صالح کے پایا اور جامع بہت سے مضامین اور اکثر مسائل ضروریہ کا اگرچہ اس کے بعض مقام میں مثل مولف رسالہ ادلہ کاملہ کے کلام سخیاعانہ اور ظرافت آمیز بھی ہے اور ہرچند یہ امور ادلہ اربعہ شرعیہ میں داخل نہیں ہیں ۔ لیکن بیشک اوقع فی النفوس ہوتے ہیں چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎

بہ پرویزن معرفت بیختہ بشہد ظرافت در آمیختہ

میں اسکو اس سے بھی زیادہ سمجھتا ہوں اس لئے اس کے خریدکی ناظرین اشاعۃ السنۃ کو خصوصاً و جملہ موحدین کو عموماً دل سے رغبت دلاتا ہوں الی قولہ یہ کتاب دہلی میں مولوی نور محمد ملتانی مقیم مدرسہ مولانا وشیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے مل سکتی ہے ۔

اور تحذیر المومنین کا حال آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ ایک پیشین گوئی تھی جو میری سنت واقع ہو چکی ۔ تحذیر المومنین میں جو میں اپنے عقائد لکھ چکا ہوں اب تک میرے وہی عقائد ہیں دیکھو صفحہ ۹۰ ۔

عقیدہ اول لا تلحق نهایۃ الولایۃ بدایۃ النبوۃ عقیدہ ثانی غایتہ

امرالاولیاء انہم یتعبدون بشریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبل الفتح علیہم وبعدہ ومنی ماخوذ عن شریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلکو انقطع عنہم الامداد ہذا غایۃ الامر الاولیاء اللہ عقیدہ ثالثہ نبوۃ التشریع قد انقطعت بموت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب من ملک الالہام یفہم ذالک الولی شریعۃ محمد صلعم ویطلع علی اسرارہا وھذا ثمرۃ الاتباع قال تعالیٰ قل ھذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی الآیۃ عقیدہ رابعہ ان اللہ تعالیٰ قد سد باب الرسالۃ عن کل مخلوق بعد محمد صلعم الی یوم القیامۃ یہ میرے عقائد من ابتدائے تصنیف اعلام الناس حصہ اول یعنی من ابتدائے تصنیف فتح الاسلام حضرت اقدس آجتک یہی رہے ہیں۔ اور جو کسی مناظرہ وغیرہ میں فرضاً کچھ افراط تفریط ہو گئی ہو تو آپ صاحبان جانتے ہیں کہ مباحثات میں نشیب و فراز ہو ہی جاتا ہے وہ قابل اعتبار نہیں ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا آمین خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جائے کہ یہ مناظرات اُن احادیثوں کی بارہ میں بھی واقع ہوئے ہیں جن میں بسبب رویا اور کشوف ہونے کے دجال وغیرہ کی نسبت تعبیر طلب تھیں پھر اُن تمام تعبیروں کا اسی تعبیر کے موافق واقع ہو جانا بجز علیم وخبیر کے کس کے اختیار میں ہے حتیٰ کہ سید المرسلین نے جو بعض خوابوں کی تعبیر دی تھی وہ بظاہر دوسری طرح پر واقع ہوئی پھر کسی اور کا کیا ذکر ہے دیکھو تفصیل اس کی ہمارے رسائل میں

ثانیاً عرض ہے۔ الحاصل چونکہ حضرت اقدس نے سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر اھدنا الصراط المستقیم دعا کی نسبت بڑی بڑی تفسیریں فرمائی ہیں اور اس دعا کے لئے اور اس کے عمل درآمد کے لئے تاکید کی ہے۔ اس لئے ہم احمدیوں پر فرض اور واجب ہے کہ اس مسئلہ میں بھی صراط مستقیم سے ہرگز ہرگز تجاوز نہ کریں۔ کیونکہ یہ مسئلہ نبوت مسیح موعود کا جو اس وقت میں درمیان احباب سلسلہ کے مختلف

فنا ہو رہا ہے - نہایت نازک مسئلہ ہے - کیونکہ اس میں چند اشکال دو طرح سے واقع ہو گئے ہیں اول تو یہ اشکال ہے کہ ہم پر فرض ہے کہ کتاب الرؤیا و الہامات صادقہ کے بقا کا قیامت تک اعتقاد رکھیں اور مبشرات و محدثیت جو منجملہ کتاب الرؤیا کے ہی دین اسلام میں باقی رہی ورنہ پھر ما بہ الامتیاز درمیان دین اسلام اور درمیان دیگر ادیان باطلہ کے کیا باقی رہ سکتا ہے اور یہ ابواب تمام کتب حدیث میں مندرج ہیں اور کوئی کتاب حدیث کی ان سے خالی نہیں ہے حتی کہ قرآن مجید بھی حقیقت رویا کا مثبت ہے اور صحیح بخاری سے بیکر آخر طبقات کتب حدیث تک رویائے مومن کا بہت اہتمام کیا گیا ہے جس میں اس قسم کی احادیث لکھی جاتی ہیں لم یبق من اجزاء النبوۃ من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ رواہ البخاری وغیر ذالک من الاحادیث اور آنحضرت صلعم رویا کے تحقیقات و استفسار میں اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ اکثر اوقات مبشرات کی نسبت دریافت فرمایا کرتے تھے کان رسول اللہ صلعم مما یکثر ان یقول لاصحابہ ھل رای احد منکم من رویا فیقص علیہ من شاء اللہ ان یقص - احادیث تو بہت اس بارہ میں ہیں مگر بخوف طوالت ذکر نہیں کیں - دیکھو صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرھا کو - اس لیے ہمیں مبشرات کا اعتقاد رکھنا جہاں تک ہم سے ہو سکے فرض اور واجب اور موجب ہدایت دین اسلام کے ضروری ہے علاوہ کمل افراد امت محمدیہ کا محدث ہونا بھی صرف دی واقعات سے ہے جس کی تفسیر حدیث میں اکلم آئی ہے - لیکن چونکہ رویا مبشرات اور تحدیث اجزائے نبوت میں سے ہیں یہی وجہ ان دونوں میں فرق کرنا اور اُن کے درمیان ما بہ الامتیاز حاصل کرنا بھی ہر اک کا کام نہیں ہے اس لئے بہت سے خواب بینوں کو بڑی بڑی ٹھوکریں لگی ہیں - لیکن اگر مبشرات اور رویا صادقہ اور محدثیت دین اسلام میں موجود نہوں تو پھر دین اسلام کی حقیقت مفقود ہوئی جاتی ہے - مگر اس قسم کی احادیث سے اہل بصیرت

کو اتنی بات تو مسلم ہوتی ہے۔ کہ رویا اور مبشرات کی تو نبی کریم کا بڑا اہتمام
تھا۔ لیکن حدیث میں یہ نہیں آیا کہ ہم سے دریافت کیا ہو کہ کوئی نبوت کے طور
پر وحی بھی ہوئی ہے۔ اہل بصیرت کے لئے کافی ووافی ہیں۔ دوسرا اشکال یہ
کہ جبکہ انقطاع نبوت کے واسطے قرآن مجید بھی گواہی دے رہا ہے اور آنحضرت
صلعم کی احادیث بھی اس پر شاہد ہیں کہیں ختم النبیین فرمایا گیا ہے اور
کہیں لا نبی بعدی جو متعدد احادیثوں میں متعدد طرق سے آچکا ہے اور علاوہ
پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ حضرت نبی کریم کی حیات کے وقت سے لے کر خلفاء
کے وقت تک بھی مدعیان نبوت قتل کئے گئے۔ اسود عنسی صاحب صنعاء تو حضرت
صلعم کے وقت ہی میں قتل کرایا گیا دیکھو شرح مشکوٰۃ کو جس میں لکھا ہے
صاحب صنعاء تنبأ فی اخر عہد رسول اللہ صلعم وقتلہ فیروز الدیلمی
فی مرض وفاتہ صلعم وجاءہ الخبر فقال فاز فیروز اور مسیلمہ کذاب خلافت
صدیق میں قتل کروایا گیا۔ وقتل مسیلمہ وحشی قاتل حمزہ فی خلافت الصدیق
رضی اللہ عنہ ان دونوں نے بڑی بڑی جماعتیں کثیرہ پیدا کر لی تھیں اور
بظاہر خوارق عادات عام فریب بھی اُن میں موجود تھے ان دونوں جہادوں میں
صحابی اہل اسلام بھی بہت شہید ہوئے اور اس طرف کے لوگ بھی بہت سے جہنم
رسید ہوگئے اور پھر خلافت صدیق سے لیکر سلاطین اسلام نے ایسے متنبیوں کو
جہاد کرا کر قتل کر دیا ہے دیکھو کتب معتبرہ تواریخ کو اور احادیث اصح الصحاح
میں جہاں دجالوں کا ذکر ہے اُن میں اکثر دجالوں کی نسبت یہ بھی مذکور ہے
کہ وہ دعوے نبوت کا کریں گے گویا اُن کی دجالیت اسی دعوے نبوت کو
قرار دیا گیا کما قال کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی
وغیر ذالک من الاحادیث اور یہ احادیث صحاح بڑے پایہ کی ہیں
نظر انداز بھی نہیں ہوسکتیں۔ اور نہ اجماع آنحضرت صلعم سے لیکر آجتک کے
اہل اسلام کا کوئی منسوخ کرسکتا ہے جس میں خود آنحضرت صلعم اور صحابہ و تمام

اسُ داخل ہے کما مر۔ اور پھر حضرت مسیح موعود کے الہامات میں لفظ نبی کا بھی آگیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ من الاشکالات اور بسبب اسکے کہ مبشرات اور رؤیا وغیرہ اجزائے نبوت سے ہیں انہیں باہم تشابہ بھی بہت ہے اور نہ وہ احادیث متضمن انقطاع نبوت ایسی ہیں جنکو کوئی قلم انداز کر سکے۔ پس بغیر علم توفیق و تطبیق کے یہ مسئلہ نازک کیونکر حل ہو سکتا ہے بالفعل مختصراً اس کا حل سہل طور پر بجز اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت جزوی بروزی ظلی مجازی محدثیت مبشرات والی قرار دی جائے جیسا کہ حضرت اقدس نے خود جا بجا تشریح فرما دی ہے تو پھر اس تطبیق میں قرآن مجید بھی حق رہا اور احادیث اصح الصحاح بھی صادق اور مصدوق رہیں اور عمل خلفاء راشدین جہاد کی نسبت دونوں جانب سے ٹھیک ہوا۔ جو کلمہ گو مدعیان نبوت کی ساتھ کیا گیا تھا کیونکہ ان مدعیوں نے دعوے مطلق نبوت کا کیا تھا۔ نہ جزوی وغیرہ کا اور مسیح موعود کے الہامات بھی صحیح رہے اور دین اسلام میں جو خصوصیت ما بہ الامتیاز بقائے مبشرات وغیرہ کی تھی وہ بھی باقی رہی۔ ورنہ مطلق یا کامل حقیقی نبوت کا قائل ہو جانا تمام کارخانہ دین اسلام کو نزول قرآن مجید سے لیکر آجتک درہم برہم کرنا ہے از برائے خدا جو میں نے اس وصیت اور نصیحت میں چند ٹکڑے احادیث کے لکھے ہیں اُن کے دونوں پہلوؤں پر نظر فرمائی جائے اور راہ صراط مستقیم کو ترک نہ کیا جائے جسکو ہمارے بانی سلسلہ نے اسکی چند تفسیریں کیں اور پھر اسپر عملدرآمد کرنے کے لیے تاکیدیں فرمائی ہیں۔ اور اسی نبوت کے بارہ میں خود تشریح فرما دی ہے اوسپر تمسک کیا جائے اور اس تفرقہ کو ہٹا دیا جائے اور مثل شیر و شکر کے باہم ہو جانا چاہیئے قال اللہ تعالیٰ واعتصموا بحبل اللہ (کتاب و سنت صحیحہ) جمیعا ولا تفرقوا (فرقہائے مختلفہ) واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف (اتفاق و اتحاد) بین قلوبکم (جماعت احمدیہ) فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ (شقاق و نفاق باہمی) من النار فانقذکم منہا کذالک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تھتدون والسلام علی من اتبع الھدیٰ

اور در بارہ مسئلہ تکفیر خاکسار رسالہ تحذیر المومنین لکھ چکا ہے جس کو حضرت اقدس کا مکاشفہ مذکورہ مندرجہ براہین تصدیق کر چکا ہے اس پر بھی غور کرو۔ والسلام

ایہا الاحباب میں نہیں پھر سمجھاتا ہوں اور بار بار سمجھاتا ہوں تاکہ میری طرف سے اتمام حجت ہو جاوے کہ اگر تم نے اس توفیق و تطبیق کو تسلیم نہ کیا تو ایک بڑا مقصد اعظم مسیح موعود کی بعثت کا تم فوت کر دو گے۔ جس کا مختصر بیان یہ ہے کہ بعثت مسیح موعود کی غرض اور غایت یہ تھی کہ اول تو وہ پیشینگوئیاں جو در بارہ مہدی و مسیح و دجال وغیرہ کے آئی ہیں اور اُن میں باہم سخت اختلاف ہے اُنکی توفیق و تطبیق کر کے ہمکو دکھلا دیں اور در بارہ حیات و وفات مسیح جو اوائل امت سے لیکر اس وقت تک اختلاف پڑا ہوا تھا حکم و عدل ہو کر علوم ظاہری اور روحانی سے فیصلہ فرما دیوے۔ دوسرے قرآن مجید کے حقائق و معارف ایسے بیان کر دیویں کہ جس سے عظمت قرآن مجید کی تمام کتب پر ہماری عقل میں ذہن نشین ہو جاوے اور الہامات اور وحی کا اس امت اسلامی میں باقی رہنا ایسا ثابت کر دیوے کہ ہمکو مشاہدہ ہو جاوے وغیرہ وغیرہ من المقاصد العظیمۃ نیز اسی مقصد عظیم بعثت مسیح موعود سے یہ بھی بڑا ضروری تھا کہ جن احادیث صحاح سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت منقطع ہو چکی یہ حدیثیں بھی بڑے پائے کی ہیں دوسرے پہلو کی وہ حدیثیں ہیں جن سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ ملہم و محدث اس امت میں کثرت سے ہونگے اور دروازے الہام و وحی جو ایک بڑا مابہ الامتیاز درمیان دین اسلام اور دیگر ادیان باطلہ کے ہے باقی رہے گا یہ دونوں مسئلے جو احادیث صحاح سے ثابت ہیں یعنی ایک تو بقائے نبوت اور دوسرا انقطاع نبوت ان دونوں مسئلوں میں بھی امت اسلامی سخت ایک ضلالت کی دلدل میں پھنسی ہوئی تھی اور ہے اس نے مبعوث ہو کر ان دونوں مسئلوں میں ہمکو مشاہدہ کرا دیا کہ نبوت باقی بھی ہے یعنی جزئی۔ بروزی۔ ظلی مجازی اور نبوت باقی بھی نہیں یعنی تامہ ۔ کاملہ۔ جامعہ منقطع ہو چکی۔ یہ

مقصد بھی اس کی بعثت سے بڑا عظیم الشان تھا جس کو اُسنے حکم عدل ہو کر ہم کو مشاہدہ کرادیا کہ نبوت باقی بھی ہے۔ یعنی۔ ظلی۔ بروزی جزوی مجازی اور نبوت باقی بھی نہیں رہی یعنی کلی جامعہ تامہ اس لئے اس توفیق کو تم اگر قبول نہ کرو گے تو ایک مقصد مقاصد عظیمہ بعثت مسیح موعود سے تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ اور بجز افسوس کرنے کے تمہارے ہاتھ میں کچھ نہ آئے گا۔ کیونکہ یہ مقصد عظیمہ تمہارے ہاتھ سے فوت ہو جائے گا۔

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

خاتمہ

چونکہ نبی کریم امی عربی صلعم کے اسمائے شریفہ میں سے اول و آخر بھی آپکے ناموں میں سے ہیں اس لئے بحکم اول با آخر نسبت دارد کے کتاب مدارج النبوۃ باب اول مصنفہ مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی قدس سرہ العزیز سے بھی چند عبارات لکھی جاتی ہیں مکالمہ (۱) حضرت رسول کریم صلعم و حضرت عبداللہ بن سلام۔ حضرت نے فرمایا اُسکو کہ ابن سلام تو ہی ہے۔ اہل یثرب کا عالم عرض کی اُس نے ہاں میں ہی ہوں فرمایا میں ایک سوگند دیتا ہوں تجھے خدائے عزوجل کی جس نے نازل کیا ہے توریت کو پاتا ہے تو میری صفت کو خدا کی کتاب میں کہا اُس نے ہاں سچ ہے یا رسول اللہ۔ الی قولہ اور عدل کے تئیں سیرت اُسکی اور حق پرستی کے تئیں شریعت اُسکی اور ہدایت کے تئیں بشیر و اُسکا اور اسلام کے تئیں ملت اسکی اور احمد نام اُسکا الخ ۲۰۲ ایضاً (۲) اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے فرماتے تھے رسول خدا کہ جب نازل ہوئی حضرت موسیٰ پر توریت اور پڑھا اُس نے اُسے پایا موسیٰ نے درمیان اُسکی ذکر اس اُمت کا الی قولہ کہا اے پروردگار گردان تو اس امت کو میری امت فرمان آیا کہ یا موسیٰ اس امت کو تیری امت کس طرح گردانوں وے لوگ امت احمد صلعم کے ہونگے ۲۰۴

ایضاً (۳) اور کتاب حبقوق سے جو ایک پیغمبر تھا معصر دانیال کا کہ کہا جاء اللہ من التیمن والتقدیس من جبال فاران وامتلاءت الارض تحمید احمد وتقدیسہ وملک

الارض ورقاب الامم یعنی آیا اللہ تعالیٰ یعنی ظہور فرمایا حضرت جل وعلا نے ساتھ برکت اذرپا کی کے
فاران کے پہاڑوں سے اور پر ہوئی زمین احمدؐ کی حمد کرنے سے اور اسکی پاکی سے ایسا احمدؐ کہ مالک ہین
اور مالک امتوں کی گردنوں کا ۔ ۲۱۷ ایضاً اور شیا پیغمبر کی صحف میں آپکا ذکر لکھا ہے الی قولہ
اور جلاتا ہے مرے ہوئے دلوں کو دین میں اسکو وہ کچھ جو کیسکو ندوں احمدؐ کہ کرتا ہے حمد خدا کی ایسی حمد کہ
تازہ اور نہی ۲۱۸ ایضاً۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ پس سنا میں نے یوشع یہودی سے بیچ کہ
کہتا ہے نزدیک پوہنچا ہے۔ خروج کرنا پیغمبر کا جس کا نام احمدؐ ہے باہر آئیگا حرم سے اور یہ
مدینہ ہجرت گاہ اسکا ہے۔ پس آیا میں اپنی قوم کی طرف اس حالت سے کہ تعجب کرتا ہوں اس
چیز سے جو کچھ کہا یوشع نے پس سنا میں نے ایک مرد کے بیچ اپنی قوم سے کہتا ہے کہ صرف یوشع ہی اس بات
کو نہیں بولتا بلکہ یثرب کے تمام یہود کہتے ہیں پس باہر آیا میں تاکہ جاؤں میں بنی قریظہ کے پاس کہ تمام ایک
قبیلہ کا ہیں ان یہود نے تذکرہ کیا اس پیغمبر کا اور کہا زبیر بن باطا نے جو یہود کے رئیسوں سے تھا
بتحقیق طلوع کیا ہے ایک سرخ ستارے نے ایسا ستارہ کہ طلوع نہیں کرتا مگر کسی پیغمبر کے خروج پر اور اسکے
ظہور پر اور کہا باقی نہیں رہا پیغمبروں سے کوئی مگر احمدؐ اور یہ جائے ہجرت اوس کا ہے (۲۲۱)
ایضاً مکالمہ مغیرہ ومقوقس بادشاہ مصر الی قولہ کہا مغیرہ نے اسکو خبر دے مجھے تو کہ آیا باقی رہا ہے
کوئی ایک انبیاء سے جو باہر نہیں آیا کہا اس نے ہاں وہ آخر انبیاء رہا ہے نہیں ہے درمیان اسکے اور عیسیٰ
بن مریم کے کوئی اور وہ نبی ہے کہ بتحقیق امر کی ہے ہمکو عیسیٰ نے اسکے اتباع کرنے کی اور وہ نبی امی عربی
ہے نام اسکا احمدؐ ہے صفحہ ۲۲۲ ایضاً اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے الی قولہ کہا سامول
یہودی نے سامول نام ایک یہودی کا ہے اور اس ایام میں وہ عالم تھا یہودیوں کا ایہا الملک یعنی
بادشاہ یہ وہ شہر ہے کہ ہوگی طرف اس کی ہجرت ایک پیغمبر کی اسمعیل کی اولاد سے مولد اسکا مکہ ہے اور
اسم اسکا احمدؐ ہے ۲۲۳ ایضاً قول تبع بادشاہ شہدت علی احمدؐ انہ + رسول من اللہ باری النسم ۲۲
ایضاً زبیر بن بطا اعظم ایک یہودی تہا کہا آخر کہ میں ایک مکتوب رکھتا ہوں کہ میرے باپ نے جسپر مہر کی ہے اور
اس میں احمدؐ کا ذکر ہے اور وہ پیغمبر ہے جو باہر آئیگا زمین قرظ کی طرف سے الخ (۲۲۴) ایضاً اور مخفی
یہودی بنی قریظہ اور بنی نضیر اور فدک اور خیبر کے کہ پاتے تھے اس جناب کی صفت کے تئیں
نزدیک اپنے۔ اُس سے کہ وہ سردار مبعوث ہو اور کہا کرتے دار ہجرت اسکا مدینہ ہے

اور جب متولد ہوا وہ سردار تب کہا اُنھوں نے کہ پیدا ہوا احمدؐ آجکی رات اور طلوع کیا
اُسکی ولادت کے ستارے نے صفحہ ۲۲۴ - اور حضرت عایشہ سے روایت ہے کہ کہا ساکن ہوا ایک
یہودی مکے میں جو تجارت کیا کرتا تھا - پس جب شب ولادت یعنی رسول خدا کی بیٹھا ہوا تھا وہ
یہودی ایک مجلس میں قریش کی مجلسوں سے کہا اُس نے آیا آج کی رات تمہارے درمیان کوئی لڑکا
پیدا ہوا ہے کہا نہیں جانتے ہم کہا دیکھو اے گروہ قریش اور تحقیق کرو جو کہ میں کہتا ہوں پیدا
ہوا ہے آجکی رات پیغمبر اس امت کا احمدؐ اس کے دونوں شانوں میں ایک علامت ہے صفحہ ۲۲۵
ایضاً (۱۲) اور طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ کہا حاضر ہوا میں سوق بصری کے تئیں جو
بلاد شام سے ہے سوق کہتے ہیں بازار کو ناگاہ دیکھا میں نے ایک راہب کو اُس کے صومعہ کے
درمیان کہ کہتا ہے پوچھو اہل موسم کے تئیں آیا ہے درمیان تمہارے کوئی اہل حرم سے طلحہ نے
کہا میں ہوں اُن سے کہا آیا ظاہر ہوا ہے مکے میں احمدؐ کہا میں نے کون ہے احمد کہا ابن المطلب
یہی دن ہیں کہ باہر آوے وہ اُن کے درمیان وہ آخر انبیا رہے اور جائے خروج اُسکا حرم
ہے اور جائے ہجرت اُسکا خرما زار سنگستان اور زمین شور یثرب کی ہے - الخ ۲۲۶
ایضاً (۱۳) باب پنجم فرمایا رسول خدا نے کہ وحی نازل کی اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ بنی
اسرائیل کے پیغمبر کو جو کوئی پاوے در آنحالیکہ منکر ہے احمدؐ سے داخل کروں گا میں اُسے
آتش میں دوزخ کی یعنی ساتھ اسکے کہ ایمان لایا ہو - مجھپر اور منکر ہو احمد کا الی قولہ کہا موسےٰ
نے یارب کون ہے احمدؐ فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ پیدا نہیں کیا میں نے کسی خلق کو اُس سے گرامی
تر اپنے نزدیک الی قولہ (۳۰۲) اور لکھا میں نے اُس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ عرش پر آگے اس سے
فارقیلط کے معنی میں لکھا ہے - ایضاً باب اول تو پھر کون سا لفظ قریب تر ہے احمدؐ و محمدؐ کے صفحہ ۲۱
ایضاً باب ہفتم - جبیر بن مطعم سے مذکور ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام
ہیں میں محمدؐ ہوں اور میں احمدؐ ہوں صفحہ ۴۰۹ ایضاً اور نقاش سے روایت ہے کہ حضرت پیغمبر خدا نے
فرمایا کہ قرآن میں میرے سات نام ہیں محمدؐ احمدؐ - یٰسین طٰہٰ - مدثر - مزمل اور طٰہٰ کے دو معنی ہیں
ایک طاہر اور ایک ہادی صفحہ - ۴۱ - ایضاً مشہور تر ناموں سے سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

نحمدہ ونصلی　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　علی رسولہ الکریم

اگرچہ میرے نزدیک نسب کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس سے کسی کو فضیلت معتد بہ حاصل ہو سکے
چنانچہ علاوہ احادیث کے شیخ شیرازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ اعرابی را دیدم کہ پسر را ہمی گفت
یا بنی انک مسئول یوم القیامۃ ماذا اکتسبت ولا یقال بمن انتسبت یعنی نزا خواہند
پرسید کہ ہنرت چیست ۔ ونگویند پدرت کیست ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمکو ایک بشارت دی ہے کہ شاید
اللہ تعالیٰ کا فضل ہمکو ہمارے بزرگان دین کی خدمت میں پہنچادے آمین کما قال اللہ تعالیٰ
والذین آمنو واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم وما التناہم من عملہم من شیٔ و
ہذہ البشارۃ لا تتحقق الا بعد معرفۃ المنتسب لنسبہ اس امید پر نسب نامہ اپنا ظاہر کیا جاتا ہے

سلسلہ آبا　　　　**سلسلۂ اولاد**

سید محمد احسن ابن
(۱) سید مردان علی مرحوم بن
(۲) [۱] سید سنور علی مرحوم بن
(۳) سید غلام شاہ مرحوم بن
(۴) [۲] سید حسن علی مرحوم بن
(۵) سید نصر اللہ مرحوم بن
(۶) [۳] بن سید راجہ مرحوم بن
(۷) [۴] سید شاہ گدا مرحوم

سلسلۂ اولاد:

سید محمد اسمٰعیل غلام کبریا　سید محمد اسحاق　سید محمد یعقوب　سید محمد یوسف　سید محمد یحییٰ

سید مظفر علی
سید شبیر علی　سید ظہیر حسن　سید ذوالحسنین　سید محمد حسین

سید اکبر علی
سید آل احمد
سید سلطان احمد

---

[۱] برادر ایشاں سید عبدالغنی پسر سید نصر اللہ در محلہ کوٹ آباد شدند [۲] برادرش سید شاہ علی صاحب کہ دختر خود را بہ سید نصر اللہ صاحب برادر زادہ خود عقد فرمودند و در محلہ شاہ علی سرائے جا دادند از نام ہمیں شاہ علی صاحب محلہ شاہ علی سرائے مشہور ست و ہمیں وجہ باین اسم موسوم شدہ است [۳] نخبۃ التواریخ میں لکھا ہے کہ فرزند ارجمند و جانشین سید سراج الدین صاحب مرحوم حقیقت آگاہ شریعت پناہ حضرت شاہ گدا مقام عالی داشت و تصرفات نافذہ و کرامات ظاہرہ و آراستہ ظاہر و باطن و جامع علوم شریعت و اسرار طریقت بود وسیف زبان و مستجاب الدعوات و خوارق عاداتش بر السنہ مذکور و مشہور ست چوں وے وفات کرد بعد تجہیز و تکفین جنازہ شریفش در جائیکہ مدام می نشست از پیش صحن مسجد چلہ نہادند بعد نماز چوں خواستند کہ بردارند از جائے نمی خواست ۔ ناچار بحضرت زوجہ ایشاں خبر کردند ۔ بجواب فرمودند کہ بگوئید کہ شما اگر پیش بدین خودمی اہم مجرد رسانیدن این سخن چوں برداشتند برخاست و آنجا علامت بنا کردند و متصل تالاب کبیٹیا دفن کردند انتہی ۔

(۸) بن سید سراج الدین مرحوم بن (۹) سید محمد مرحوم بن (۱۰) سید جلال مرحوم بن (۱۱) سید شیخن مرحوم بن (۱۲) سید احمد حاجی الحرمین شریفین مرحوم بن (۱۳) سید نصر اللہ مرحوم بن (۱۴) سید محمد قطب العالمین مرحوم بن (۱۵) سید محمد ابو موسیٰ مرحوم بن (۱۶) سید عبد الجبار مرحوم بن (۱۷) سید ابو نصر صالح مرحوم بن (۱۸) سید عبد الرزاق مرحوم بن (۱۹) حضرت قطب ربانی۔ محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن (۲۰) سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست مرحوم بن (۲۱) سید ابی عبد اللہ مرحوم بن (۲۲) سید یحییٰ عمر زاہد مرحوم بن (۲۳) سید محمد روحی مرحوم بن (۲۴) سید محمد داؤد مرحوم بن (۲۵) سید محمد موسیٰ مرحوم (۲۶) سید عبد اللہ ثانی مرحوم بن (۲۷) سید محمد موسیٰ الجون مرحوم بن

لہ آپ کی نسبت نخبۃ التواریخ میں لکھا ہے۔ سید سراج الدین وے درسابق باکبرآباد در طریقہ قادریہ استقامت داشت در ایام دولت اکبر جلال الدین بحسب استصواب سید میر محمد عدل و بایمائے حضرت رسالت پناہی علیہ التحیۃ والسلام بعامروہہ رسید و کتخدا شد و اقامت ورزید الی تولہ و دراولاد و امجاد قدوۃ السالکین سید سراج الدین صاحب ممدوح بعضے بمناصب شاہی اعزاز و امتیاز برگرفتند و بسیارے بمراتب موروثی بر جادہ توکل و ارشاد بسر بردند۔
لہ کرامات تو آپ کی بیشمار ہیں اور لڑکپن سے آپ کی کرامات ظاہر ہونے لگی تھیں چنانچہ آپکی والدہ صاحبہ امۃ الجبار فاطمہ سے باسناد کتاب بہجۃ الاسرار تالیف شریف الشیخ نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الشافعی مطبوعہ مصر میں تحریر فرماتے ہیں تقول امۃ عبد الجبار لما وضعت ابنی عبد القادر کان لا یرضع ثدیی فی نہار رمضان وغم علی الناس ہلال رمضان فاتونی وسالونی عنہ فقلت لم یلتقم الیوم ثدیا ثم اتضح ان ذالک الیوم کان من رمضان واشتہر ببلدنا فی ذالک الوقت انہ ولد للاشراف ولد لا یرضع فی نہار رمضان قال ابو علی الہمدانی سمعت قاضی القضاۃ اباصالح نصر اسعد اد یقول سمعت عمی عبد الوہاب یقول لا کابر من مشایخ العجم وعلماۂا فی حلقتی الیما یروون عن اکابرہم انہ کان لا یرضع فی نہار رمضان یعنی والدنا الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ ابیضاً عمید العد فوق المعالی رتبۃ ولہ الماجد والفخار الاخر ولہ الحقائق والطرائق فی الہدی۔ ولہ المعارف کالکواکب تزہر + ولہ الفضائل والمکارم والندی + ولہ المناقب فی المحافل تنشر + ولہ التقدم والتعالی فی العلی + ولہ المراتب فی النہایۃ تکبر + غوث الوری غیث الندی نور الہدی + بدر والدجی شمس تضیء بل ازہر + قطع العلوم مع العقول فاصبحت + انوارہا من دونہ تتحیر + ما فی علاوہ مقالۃ لمخالف + مسائل الاجماع فیہ تسطر ۵
ستیش کامل و عاشق لولد + وصال شد ان تو معشوق الٰہی ۔ اس شعر میں ایک مسئلہ ولادت سنہ وفات اور عمر شریف کے اعداد نکلتے ہیں۔ لہ الجون ہو لقب لموسیٰ وہو من اسماء الاضداد یطلق علی الابیض والاسود وہو الاکثر فی استعمالہ وہو المراد بہ ہنا لان موسیٰ کان آدم اللون وتقول لہ ام ہند بنت ابی عبیدہ ۵ انک ان تکون جونا انزعا + احذران تضرہم وتنفعا (بہجۃ الاسرار)

(۲۸) سید عبد اللہ المحض[سلہ] مرحوم و یلقب ایضًا بالمجل الحسنی الحسینی بن (۲۹) سید حسن مثنیٰ[سلہ] مرحوم بن (۳۰) حضرت امیر المومنین سید الشہدا جناب سید امام حسن علیہ السلام والصلوٰۃ بن (۳۱) حضرت خاتون جنت جناب فاطمۃ الزہرا زوجہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام بنت (۳۲) حضرت سرور کائنات فخر موجودات خاتم النبیین حضور پر نور سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بن (۳۳) عبد اللہ بن (۳۴) عبد المطلب بن (۳۵) ہاشم بن (۳۶) عبد مناف بن (۳۷) قصیٰ بن (۳۸) کلاب بن (۳۹) مرہ بن (۴۰) کعب بن (۴۱) لوی بن (۴۲) غالب بن (۴۳) فہر بن (۴۴) مالک بن (۴۵) نضر بن (۴۶) کنانہ بن (۴۷) خزیمہ بن (۴۸) مدرکہ بن (۴۹) الیاس بن (۵۰) مضر بن (۵۱) نزار بن (۵۲) معد بن (۵۳) عدنان بن (۵۴) اد بن (۵۵) ادد بن (۵۶) ہمیسع بن (۵۷) سلامان بن (۵۸) ثابت بن (۵۹) حمل بن (۶۰) قیدار بن (۶۱) حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ بن (۶۲) حضرت ابراہیم خلیل اللہ بن (۶۳) آزر بن (۶۴) ناحور بن (۶۵) شاروخ بن (۶۶) ارعو بن (۶۷) فالغ بن (۶۸) عابر بن (۶۹) شالخ بن (۷۰) ارفخشد بن (۷۱) شام بن (۷۲) حضرت آدم ثانی نوح علیہ السلام بن (۷۳) لامک بن (۷۴) متوشلخ بن (۷۵) اخنوخ بن (۷۶) یارد بن (۷۷) مہلائیل بن (۷۸) قینان بن (۷۹) انوش بن (۸۰) حضرت شیث بن (۸۱) حضرت آدم صفی اللہ[۲]۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نسب نامہ منظوم سید محمد یعقوب صانہ اللہ تعالیٰ عن الشرور والعیوب فرزند مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہوی ظلہ العالی ۔ نسب اپنا تو کر رقم یعقوب + ہے مسلسل یہ سلسلہ مرغوب + میرے والد محمد احسن ہیں + فاضل اور مولوی لقب اُنکا + اُنکے بہائی محمد اکبر علی + اور مظفر علی ہوا منجھلا + بہائی میرے محمد یوسف + میرے ہیں محمد یحییٰ + ہے دعا میری تجھہ سے یا اللہ رہوں تابع کتاب و سنت کا + دوسرے بطن سے ہیں اسمٰعیل + یعنی اُنکی خدا نے سن لی دعا + کبریا بعد پہلے لفظ غلام تب یہ تاریخی اسم ہے عمدہ + اُنکے بہائی حقیقی ہیں اسحاق + اُنکو ہووے نصیب راہ ہدا + اور مرد الغلی

[سلہ] وقولہ فیہ المحض ہو لقب لعبد اللہ وہو من کل شی الخالص ولقب بہ عبد اللہ لان اباہ الحسن بن الحسن بن علی وامہ فاطمۃ بنت الحسین بن علی فنسبہ من جہۃ ابویہ خالص سالم من الموالی وانتہائہ الی علی کرم اللہ وجہہ ومن لقبہ بالمجل اخذہ من الاجلال لہذا المعنی وہو بضم المیم وفتح الجیم اسم مفعول من جلہ [سلہ] قولہ فیہ المثنیٰ ہو نعت للحسن کالحسن بن الحسن وہو بضم المیم وفتح النون اسم مفعول من ثنیتہ اذا صیرت لہ ثانیا واللہ

ہیں جد بزرگ + مرد میدان تھے وہ مرد خدا + جد اعلیٰ ہوئے منور علیؒ + ہو منور بھی مرقد والا + اُن سے پہلے غلام شاہ ہوئے تابع حکم شاہ ہر دوسرا + پھر ہیں حضرت حسنؑ اوپر + حسن ہیں اور علو ہیں اعلیٰ + اُن سے پہلے ہوئے ہیں نصر اللہ + رحمت حق ہو نازل اُنپہ سدا + سرور دین سید عالم + میر راجے ہیں عرف ہیں اجا + والی کشور ولایت ہیں + میر شاہ گدا کرم فرما + قبلہ عالمیں سراج الدین + کعبہ دین محمد دانا + ہیں محمد جلال ذو الاجلال + میر شجن ہیں اشرف دانا + احمد باوقار و نصر اللہ + یہ بزرگان دین ہیں فیض افزا + ہے دل قطب عالمیں روشن + ہیں امیر جہاں ابی موسیٰ - عبد جبار ہیں جلیل القدر + وہ ہمہ تن ہیں جسم میں اقویٰ + ہیں ابی نصر صالح ذیجاہ صاحب کشف طالب معلیٰ + عبد رزاق اہل باطن ہیں + سرّ یزدان نہ اُنسے ہے اخفا - غوث حق قطب رب محی الدین + عبد قادر ہیں سید والا + افضل الصالحین ابو صالح + نیک سید و نیکے ہیں وہی آقا + بندۂ برگزیدہ عبد اللہ + خاص مقبول کبریا یحییٰ + حامی دین محمد و داود + باوفا ہیں وہ صاحب تقویٰ + موسیٰ اور اُن کے والد عبد اللہ + ہیں صحیح النسب وہ ذی رتبہ + موسیٰ الجون رنگ ہیں آدم + اُن کا کون و مکان میں ہے جلوا + فخر سادات محض عبد اللہ + ہیں حسب اور نسب میں وہ یکتا + سبط حیدر ہیں ابن شبر ہیں + یہ شرف ہے حسن مثنیٰ کا + شان ارزد ہیں جان احمد ہیں + ہیں امام حسن شہ والا + ہیں علیؑ ولی وصی نبیؐ + وہ امام انام ہیں اولا + فاطمہ دختر محمدؐ ہیں + جدہ باصفات ہیں زہرا + سید المرسلین ہیں احمد + اہل یٰسین و صاحب طٰہٰ + ہاں محمد ہیں ابن عبد اللہ اُنکے ہیں عبد مطلب دادا + ہاشم باوقار و عبد مناف + ہیں قصیٰ و کلاب ذی رتبہ + مرہ و کعب لوی و غالب فہر و مالک ہیں اور نضر اعلیٰ + ہیں کنانہ خذیمہ مدرکہ خوب + خوش ہیں الیاس ہیں مضر دانا + ہیں نزار و معد اور عدنان + اہل اعزاز باشرف جملا + متفق اسپہ با سیر سب ہیں + ہے نہ اسمیں کسی کو شک اصلا + پھر جو عدنان سے ہیں آدم تک + حضرت احمدؐ نے کچھ نفرمایا + اختلافات کے سبب ہم نے + اُنکا اعداد بہا نپہ چھوڑ دیا + پھر یہ نزد محقق انساب + ہیں یہ احداد سید والا + ایک قیدار ابن اسمٰعیل + وہ ہوئے ہاجرہ سے ہیں پیدا + اُنکے والد ہیں حضرت ابراہیم + نوح و ادریس شیث ذو الاعطا + جد امجد ہیں حضرت آدم + جدہ عابدہ ہوئیں حوّا اس نسب نامہ کے ذکر کرنیمیں ایک غرض خاکسار گنہگار کی یہ بھی ہے کہ بتابع ان بزرگوں کے طفیل سے میری نجات اور مغفرت ہوجائے۔ شنیدم کہ در روز امید و بیم + بدان را بہ نیکان بہ بخشد کریم + مہما تفکرت فی ذنوبی + خفت علی قلبی احتراقہا لکنہ ینطفی بذکر یا جار فی البطاقہ - باقی نسب روحانی میرا حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء جناب میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود کے ساتھ ملتا ہے والحمد للہ والسلام - سید محمد احسن - کتبہ سید محمد یعقوب امروہہ شاہ علی سرائے -

(بقیہ صفحہ ۱۳۲)

کے احمد اور محمد ہیں اور یہ بمنزلہ اسم ذات کے ہیں۔ اور باقی سب اسمار صفات بعضوں نے کہا کہ احمد جو حضرت کا نام ہے محمد کے نام سے قدیم ہے۔ کسواسطے کہ موسی اور عیسٰی علیہما السلام نے سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو احمد کے نام سے پکارا ہے اور یہ نام آگے کتابوں میں بھی مذکور ہیں۔ اور محمد فقط قرآن شریف میں آیا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ یہ دونوں نام یعنی احمد و محمد قدیم ہیں۔ لیکن موسٰی اور عیسٰی نے بہ سبب تعظیم کے احمد کہا صفحہ (۴۱۱) باب نہم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم۔ اللہ تعالی حضرت آدم سے فرماتا ہے وہ تیری ذریات میں سے آخری پیغمبر ہے کہ نام اسکا آسمان پر احمد ہے اور زمین پر محمد ہے۔ صفحہ (۵)

ایضاً ابونعیم نے حسان بن ثابت سے نقل کیا ہے کہ میں طفل تھا اور میری عمر سات برس یا آٹھ برس کی تھی کہ یہ قصہ دیکھا اور سنا کہ ایک یہودی اپنی قوم کے آگے فریاد کرتا ہے۔ پس وہ قوم کہتی تھی کہ تجکو کیا ہوا۔ جو فریاد کرتا ہے اور ہم کو بلاتا ہے۔ اس نے کہا کہ احمد صلعم کے ستارے نے طلوع کیا یعنی آج کی شب صفحہ ۲۸

الکلام المبین میں کتاب ابونعیم سے لکھا ہے کہ ایک میدان بیابان میں ایک شتر سوار پیدا ہوا اس نے باآواز بلند کہا۔

یا احمد یا احمد اللہ اعلی المجد اتاك ما وعد من الخیر یا احمد

وما علینا الا البلاغ

خاکسار بمرض فالج مدت نوماہ سے بیمار ہے۔ باوجود اس ابتلا کے میں نے اپنے اوپر بڑا فرض سمجھا کہ برخوردار سید محمد یعقوب سے کچھ لکھوا کر آپ صاحبان کی خدمت میں پیش کروں۔ والسلام علی من اتبع الھدی۔ خاکسار سید محمد احسن۔

کتبہ سید محمد یعقوب عفی اللہ بحکم حضرت قبلہ و کعبہ مولوی سید محمد احسن صاحب احمدی فاضل امروہوی۔ امروہہ شاہ علی سرائے مورخہ ۴ جنوری ۱۹۱۶ء تمام شد

سید محمد احسن عفی اللہ عنہ بقلم خود

از خط

عنایت نامہ جناب خلیفۃ المسیح ثانی حضرت فضل عمر مدظلہ العالی جو حال ہی میں بتاریخ
۱۳ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء دستخطی خاص صادر ہوا ہے۔ مجھکو یہ تحریر فرماتے ہیں (جناب کا دوسرا خط
جو حضرت مسیح موعود کے درجہ کے متعلق تھا اس نے کسی مزید تحریر کی ضرورت نہیں رکھی
کیونکہ اس سے آپکے اور میرے مقامات (یعنی اختلافات) بالکل تبدیل ہو گئے ہیں۔ کیونکہ ظلی اور
بروزی نبوت کے ہم دونوں قائل ہیں) اور دوسری جگہ اسی عنایت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔
(اسمہ احمد تو ایک پیشگوئی ہے اور تعین اخبار غیبیہ میں اختلاف ہو ہی جاتا ہے اسے تو میں اتنی عظمت
نہیں دیتا) انتہی موضع الحاجت۔ اس اصول پر جو مینے جرح کرکران کی خدمت عالی میں ایک عریضہ
روانہ کیا ہے۔ یعنی وہ جرح جو برہان نمبر ۲۴ رسالہ ہذا میں مندرج ہے۔ بخدمت حضرت ممدوح
بذریعہ عریضہ کے لکھ بھیجی ہے جسکا جواب بغیر سکوت کے آجتک جسکو عرصہ سوا دو ماہ کا ہوا
نہیں آیا اس سے معلوم بلکہ ثابت ہوا کہ اس تفسیر اسمہ احمد میں بھی وہ میرے موافق ہیں۔ یہ خط میرے
پاس موجود ہے پس اب کچھ اختلاف نہیں رہا۔ سید محمد احسن۔

راقم سید محمد یعقوب امروہہ محلہ شاہ علی سرائے مورخہ ۸ جون سنہ ۱۹۱۶ء